سلسلہ مطبوعات
۱۹
آئینہ غیر مقلدیت
غیر مقلدین کے عقائد پر ایک تحقیقی نظر
از قلم
رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام
مولانا محمد ابوبکر غازیپوری
ناشر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
ہر قسم کی کتب، مناظرہ کی سی ڈیز اور کیسٹیں دستیاب ہیں
فہرست کتب
صراط مستقیم کورس ۔ خطبہ صدارت ۔ میں حنفی کیسے بنا؟ ۔ بارہ مسائل ۔ آئینہ غیر مقلدیت
فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ ۔ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ۔ تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء
قطرات العطر شرح نخبۃ الفکر ۔ مناظرہ حیات النبی سرگودھا ۔ انوارات صفدر ۔ اہلحدیث یا شیعہ؟
اسلام کے نام پر ہوئی پرستی ۔ 135 سوالات کے جوابات ۔ سہ ماہی قافلہ حق ۔ قافلہ حق نمبر
امام ابوحنیفہ کی جلالت شان ۔ ارمغان حق (جلد اول) ۔ ارمغان حق (جلد دوم) ۔ آئینہ غیر مقلدیت
غیر مقلدین کی ڈائری ۔ غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ ۔ کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟
حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیار رد و قبول ۔ حکیم صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے بارے میں
چھپے راز (چار حصوں کی سیریز) ۔ حدیث اور سنت میں فرق ۔ مسئلہ وحدت الوجود ۔ غیر مقلدین کے عقائد
ویڈیو بیانات
حمد و نعت .... مزنگ لاہور
حمد و نعت .... اچھرہ لاہور
شان مصطفیٰ .... سیالکوٹ
امام بخاری تمہارے یا ہمارے .... خانپور
Tel: 048-3881487 Cell: 0307-8156847
فہرست سی ڈیز
مناظرہ | موضوع | مقام
" | رفع یدین | گوجرانوالہ
" | طلاق ثلاثہ | تونسہ نمبر ۲ گوجرانوالہ
" | عقائد علماء دیوبند | دولت نگر
" | قراۃ خلف الامام | ملتان
" | رفع یدین | بہاولنگر
ملنے کا پتہ
مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا فون 048-3881487
موبائل 0307-8156847
سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
موبائل 0307-8156847 کے خریدار بنیئے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

انگریزی دور اقتدار میں اسلامی اخوت، اجتماعیت اور اشتراق عمل کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جو فرقے اسلامی ناموں سے معرض وجود میں آئے اور سادہ لوح عوام نے ان کے اچھے نام اور اسلامی لیبل کی بنا پر قبول کیا، ان میں لامذہب فرقہ ضالہ غیر مقلدیت کا فتنہ خاصا سرزور اور موثر انداز میں انگریزی اقتدار کا نمک حلال ثابت ہوا ہے۔ ارباب علم بخوبی آگاہ ہیں کہ وطن عزیز کی مذہبی اعتبار سے پرامن سر زمین اب کئی سالوں سے لڑائی جھگڑوں، مناظروں اور مباحثوں کا مرکز بن چکی ہے۔ ہر مبارک اور قابل تعظیم موقعہ پر عبادت کے نام پر یہ فرقہ چیلنج بازی، لڑائی جھگڑا اور اپنی غیر مقلدیت کا بھرپور مظاہر کرتا ہے۔ رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ ہی مسلمان رجوع الی اللہ اور غیر مقلدیت رجوع الی الفتنہ کی طرف پلٹ پڑتے ہیں۔ آٹھ تراویح کا شور برپا کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تبرا اور پوری امت اسلامیہ کو بدعتی بتلانا ہی ان کی خدمت حدیث ہوتی ہے۔ اس بے لگام فرقہ کو انڈیا کے عالم ربانی، اصحاب قلم کے سرخیل، راسخ العلم، بے باک اور نڈر قافلہ حق کے روشن مہتاب حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری کے قلم نے جس طرح لگام دی ہے، تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ غیر مقلدیت کے تاریک چہرہ پر پڑے نقاب کو تار تار کر کے اندر چھپا بھیانک چہرہ امت اسلامیہ کے سامنے ننگا کر دیا ہے۔ اس کتاب کی غیر معمولی اہمیت وافادیت کے پیش نظر انڈیا کے بعد اب پاکستان میں شائع کرنے اور طالبین حق کی رہنمائی کا فرض اور سعادت اللہ تعالیٰ صرف اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کو عنایت فرما رہے ہیں۔ ہم اللہ جل مجدہ کے حضور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب قلم کی مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور گم گشتہ راہوں کے واسطے اس کتاب کو نافع بنائے، ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت غازی پوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب آئینہ غیر مقلدیت شائع کرنے کی ہمیں سعادت نصیب فرما رہا ہے۔

ابوالحسن

شعبہ نشر واشاعت

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

فہرست مضامین

ابتدائیہ

مولانا مفتی ابو القاسم نعمانی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملک شام کے ایک وسیع النظر اور محقق عالم ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی اپنی کتاب "السلفیۃ مرحلۃ زمانیۃ مبارکۃ لا مذہب اسلامی" میں سلفیت اور سلفیوں کے بارے میں اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔

"سلفیت کے عنوان سے جو ایک نیا مذہب پیدا ہو گیا ہے اس کی بنیاد کتاب و سنت کی اتباع پر نہیں بلکہ اس کی بنا نسبتی تعصب پر قائم ہے، کتاب و سنت کی جو پیروی مطلوب ہے سلفیت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں:

مزید لکھتے ہیں:

سلفیت کا آج کل مطلب یہ ہے کہ سلف کا کوئی خاص مذہب تھا اور جو اس مذہب میں داخل ہے وہ تو مسلمان بقیہ تمام مسلمان غیر مسلمان، گویا اسلام بجائے متبوع ہونے کے اس مذہب کا تابع ہے، یعنی جو سلفی ہے وہ ہی مسلمان کہلائے گا اور جو سلفی نہیں ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

آج سلفی وہ کہلاتا ہے جو کچھ مخصوص و متعین نظریوں کا پابند ہے، اور جو ان نظریوں کا پابند نہیں وہ ان کے نزدیک احمق و بدعتی قرار پاتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

سلفیوں کا عقیدہ ہے کہ جو سلفی مذہب پر ہے وہی سچا پکا مسلمان اور روز قیامت نجات پانے والا ہے، اور جو اس مذہب کو اختیار نہ کرے کسی دوسرے ائمہ کے اجتہادات اور اس کی رائے کو اختیار کرے وہ ضال، مضل بلکہ کافر و مشرک ہے۔

(دیکھئے کتاب کی آخری فصلیں)

ان اقتباسات سے آپ نے اندازہ لگایا کہ غیر مقلدیت یا سلفیت کے نام سے جو ایک فرقہ آج کل پیدا ہو گیا ہے برصغیر ہند کے علماء ہی نہیں بلکہ دنیائے عرب کے دانشور و علماء بھی اس کے بارے میں کچھ اچھی رائے نہیں رکھتے ہیں، پچھلے سال ہی سعودیہ کے دار الحکومت ریاض میں وہاں کے متعدد علماء نے جن میں سے بیشتر کا تعلق آل شیخ یعنی شیخ ابن عبد الوہاب کے خاندان سے تھا ایک اجتماع کے اختتام پر اپنے اعلانیہ میں سلفیت سے تبری و بیزاری کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کو متنبہ کیا تھا کہ وہ اس نام سے دھوکا نہ کھائیں۔

سلفیت کے نام پر دنیائے اسلام میں ایک افتراق پیدا کی جا رہی ہے اور مسلمانوں کی اجتماعیت کو شدید نقصان پہونچایا جا رہا ہے، تکفیر و تضلیل کے تیر و نشتر سے عامہ مسلمین کے قلوب کو زخمی کرنے کا مسلسل عمل جاری ہے، کتاب و سنت کی آڑ میں مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا جا رہا ہے، جو مسلمان سلفیت کے افکار و آراء اور اس کے معتقدات سے دور ہے، سلفیوں کے نزدیک وہ اسلام سے خارج ہے۔ مقلدین مذاہب اربعہ اور صوفیائے کرام پر طعن و تشنیع اس مذہب والوں کا شیوہ و شعار بن گیا ہے۔

ابھی دو تین سال قبل کی بات ہے کہ سلفیت و غیر مقلدیت کے حلقہ سے ایک عربی کتاب (الدیوبندیۃ) نامی شائع کی گئی، اس کتاب میں علمائے دیوبند پر بیجا الزام تراشی کر کے اور ان کی طرف ان باتوں کو منسوب کر کے جن کا [illegible] ابطال اکابر

دیوبند کا شن ہی رہا ہے انکی تکفیر و تضلیل کے فتاوی شائع کئے گئے، یہ کتاب جب
شائع ہوئی تو حلقہ دیوبند میں بےچینی کی لہر پیدا ہوئی، علمائے دیوبند حیران تھے کہ
کتاب و سنت کا نام لے کر سلفی و غیر مقلد برادران یہ کارنامہ بھی انجام دیں گے!
دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلاء میں سے مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ کی
شخصیت اہل علم حلقہ میں بہت معروف و مشہور ہے، اللہ نے مولانا کے اندر بے پناہ
دینی غیرت و حمیت، اسلاف سے عقیدت و محبت، صحابہ کرام سے عشق کی حد تک تعلق
و شیفتگی کی لازوال نعمت رکھی ہے، مولانا اردو زبان کے علاوہ عربی زبان پر بھی
خاصی قدرت رکھتے ہیں، نیز ان کا مطالعہ بھی خاصا وسیع ہے، مولانا مدظلہ کے ہاتھ
میں جب وہ کتاب پہونچی تو انھوں نے حق کے دفاع کی خاطر قلم اٹھایا اور تین ماہ کی
قلیل مدت میں الرد مو بندیہ کے رد میں وقفة مع اللامذهبية في شبه
القارة الهندية نامی چار سو صفحات پر مشتمل ایسی اچھوتی اور نادر کتاب
لکھ کر اپنے مکتبہ اثریہ غازی پور سے شائع کردی جس نے غیر مقلدیت و سلفیت
نامی مذہب کی اساس کو ہلا کر بلکہ کھوکھلا کر کے رکھ دیا، مولانا نے جتنی تیز رفتاری
سے یہ کتاب لکھی تھی شائع ہونے کے بعد اتنی ہی سرعت سے وہ کتاب ملک و بیرون
ملک میں پھیل گئی، اور اہل علم کی نگاہ میں قدر و تحسین کی نگاہ سے دیکھی گئی۔

اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد ہی سے بہت سے لوگوں کا اصرار تھا کہ اس کا
اردو ترجمہ بھی جلد شائع کیا جائے، مولانا کے پاس اپنی تصنیفی و تالیفی دوسری مصروفیات
کی وجہ سے خود اس کتاب کا ترجمہ کرنے کیلئے وقت کا نکالنا بہت دشوار تھا، دوسری
طرف ملک کے مختلف اطراف سے ترجمہ کے تقاضا کے سلسلے کے خطوط مولانا کے پاس
برابر پہنچ رہے تھے۔

مولانا رضوان الرحمن قاسمی استاذ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری کے مخصوص اور فاضل شاگرد ہیں، مولانا نے ترجمہ کا کام

ان کے سپرد کیا اور مولانا رضوان الرحمن قاسمی نے اپنی تدریسی مصروفیات کے ساتھ
صرف چھ ماہ کی قلیل مدت میں اس کتاب کا ترجمہ مکمل کردیا، اب یہی ترجمہ "آئینۂ
غیر مقلدیت" کے نام سے طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہا ہے۔

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کا کام بہت مشکل عمل ہے، خصوصًا
ایسی تحریرات کا ترجمہ کرنا جن کا اسلوب ہی منفرد ہو، مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ
کی یہ کتاب اپنے منفرد اسلوب اور جوش و جذبہ کی فراوانی کی وجہ سے ایک بالکل
منفرد کتاب ہے، اس کا اصل مزہ اور واقعی حظ تو ان کو حاصل ہوگا جو اس کتاب کو عربی
ہی میں پڑھیں گے ترجمہ میں مولانا غازی پوری کے جوش و جذبہ اور ان کے منفرد اسلوب
کو بعینہٖ منتقل نہیں کیا جاسکتا تھا، مولانا رضوان الرحمن صاحب کی کسی عربی کتاب کے
ترجمہ کے سلسلہ کی یہ پہلی کاوش ہے اسلئے اگر قارئین کو کسی جگہ عبارت میں برجستگی
نظر نہ آئے تو خلاف توقع بات نہ ہوگی، کئی جگہ پر مجھے بھی محسوس ہوا کہ مصنف کی
عبارت کا صرف ترجمہ ہوکر رہ گیا ہے، مگر بحیثیت مجموعی مولانا رضوان الرحمن کی یہ
کوشش قابل قدر ہے، اللہ تعالے مصنف و مترجم دونوں کی کوشش کو بارآور
کرے، اور اس کتاب سے لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

پیش لفظ

از قلم: مولانا نور الدین نور اللہ الاعظمی
ترجمہ: مولانا رضوان الرحمٰن قاسمی

• علماء دیوبند جماعت اہلحدیث برأت اور بریلوی بدعتیوں اور قبر پرستوں سے موالات و موافقت کا اظہار کرتے ہیں۔

• یہ علماء دیوبند بریلویوں سے خائف رہتے ہیں بلکہ ان کے سامنے کانپتے رہتے ہیں اور امام محمد بن عبد الوہاب کو گالیاں دیتے ہیں اور انھیں برا بھلا کہتے ہیں۔

• یہ سب صرف وہابیت کے الزام سے بچنے اور بریلویوں سے اپنا قرب جتانے کیلئے کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ بریلوی لوگ عقیدہ اور مذہب حنفی میں ان کے شریک ہیں"

• مزید براں ان دیوبندیوں کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ عقیدہ توحید کے پابند ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ عقیدۂ توحید سے بہت دور ہیں بلکہ توحید کی ہوا بھی ان کو نہیں لگی ہے۔

غیر مقلدین کا توپ خانہ کھل گیا ہے اور نشانے پر ہیں علماء دیوبند، جنہوں نے ہند و پاک کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے اپنی عمر کی ساری بہاریں اور ساری لذتیں قربان کیں، اور پوری انسانیت کو اسلام کے ابدی پیغام اور اس کی روشن تعلیمات و ہدایات سے روشناس کرایا، نیز اجتماعی سیاسی

اور مذہبی ہر سطح پر مسلمانوں کی قیادت کا فریضہ انجام دیا، کتاب وسنت کی قابل فخر خدمات انجام دیں اور اللہ کے راستے میں ایسا جہاد کیا جس کی نظیر گذشتہ کئی صدیوں تک ملنا مشکل ہے۔

یہ وہ منصور و موید مجاہدین ہیں کہ نصرت خداوندی نے قدم قدم پر ان کا ساتھ دیا، یہ حضرات ہر باطل تحریک کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے، مخالف کا تیغ و تبر ان کے پائے ثبات کو کبھی متزلزل نہیں کر سکا، جس فتنے نے سر اٹھایا ان حضرات نے اسے کچل دیا، پیغمبر اسلام کی شان میں جو زبان گستاخ ہوئی اسے کھینچ لیا، دار و رسن کو گلے لگایا پر اقتدار کے آہنی پنجوں سے خائف ہو کر حق کی آواز کو پست نہیں ہونے دیا۔

پورے عالم اسلام کے علمی طبقوں نے ان مخلصین کے مخلصانہ خدمات کی تحسین کی، اہل حق و انصاف نے ان کے روشن کردار کا اعتراف کیا اور اہل تاریخ نے تاریخ میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا۔

مگر جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے باطل ہزار پسپائی کے باوجود اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آتا، ہندوستان میں بھی اہل حق کے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوا کہ کچھ دین کی دشمن جماعتیں اور تحریکیں ہمیشہ ان کے خلاف جھوٹے الزامات و افتراءات اور مختلف حیلوں بہانوں سے ان اللہ والوں کی شبیہ بگاڑ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف رہیں، ان کی طرف وہ عقائد منسوب کئے گئے جن کے خلاف وہ خود برسرِ پیکار تھے، ان کی تحریروں اور تقریروں کو توڑ مروڑ کر ان پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور اس طرح دل کے نہاں خانے میں چھپی حقد وحسد اور بغض و نفور کی آگ بجھائی گئی مگر ہوا کیا؟ دشمن کا کوئی وار کامیاب نہ ہوا، جہاد کے خوگر علمائے دیوبند نے سینہ سپر ہو کر ہر ایک کا مقابلہ کیا اور دشمن کو ہر میدان میں دم دباتے بھاگتے ہی بنی۔

انھی باطل جماعتوں میں سے ایک جماعت نے آجکل پھر سر اٹھایا ہے، اور

اس نے علمائے دیوبند کے خلاف مختلف طریقوں سے ریشہ دوانیاں شروع کر دی ہیں، یہ کون سی جماعت ہے؟ یہ وہی منکر تقلید لا مذہبی جماعت ہے جس نے سلفیت کا جھوٹا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان جھوٹوں اور منافقوں کو نہ سلفیت سے کوئی تعلق ہے اور نہ سلفیت کو ان سے۔

آجکل اس ٹولے کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی جماعت سلفیہ میں ان کا انضمام ہو جائے، لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے بزرگوں نے اس جماعت کے لئے بطور شعار جو عقائد وضع کئے ہیں وہ اس آرزو کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ بن رہے ہیں، مگر یہ آرزو اس قدر زرخیز اور گھر بار ہے کہ اس کے لئے تقیہ بھی کرنا پڑے تو سودا سستا ہے، چنانچہ یہی ہو رہا ہے، بزرگوں کی تعلیمات کو صیغۂ راز میں رکھ کر اس سنہری آرزو کی تکمیل میں تمام عمائدین جماعت مصروف ہیں۔

ورنہ کیا تُک ہے جو سلفیین اور غیر مقلدین ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے، کیونکہ جو عقائد سلفیین کے یہاں شرک ہیں، وہی ان غیر مقلدین کے یہاں ایمان کی علامت ہیں۔ مثلاً سلفیین کو تصوف اور صوفیاء سے بڑی دوری ہے، قبروں سے مرادیں مانگنا انکے یہاں حرام ہے، وحدۃ الوجود کا عقیدہ ان کے یہاں شرک ہے، غیر اللہ سے استغاثہ شرک ہے، تعویذ گنڈے ناجائز ہیں۔ متبرک مقامات کا سفر اور ان سے برکت حاصل کرنا حرام ہے، شیعوں اور خارجیوں کے عقائد سے انھیں کوئی واسطہ نہیں، جبکہ غیر مقلدین حضرات کو ان تمام امور سے وافر حصہ ملا ہے۔

کیوں کہ "وحدۃ الوجود" ان کا عقیدہ ہے، ابن عربی جو اس عقیدہ کے موجد ہیں ان کے یہاں "خاتم الاولیاء" کا مقام رکھتے ہیں، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ ان کے یہاں اصحاب حدیث اور اہل سنت و جماعت سے خارج محض ایک مقلد ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ مجدد الف ثانی رحؒ کا کوئی کشف خلاف شرع نہیں ہوتا تھا، اس اعتقاد کے ساتھ کہ قبروں کے پاس دعا قبول ہوتی ہے، دعا کرنا جائز ہے۔

"یارسول اللہ" سے توسل جائز ہے۔ "یا علی" اور "یا غوث" کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں، صوفیاء کے یہاں جو "سماع" مروج ہے اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں، خطبۂ جمعہ میں خلفائے راشدین کا ذکر بدعت ہے، شیعوں کی طرح حضرات متعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے عقائد ہیں جو اس جماعت کے یہاں مسلم ہیں مگر شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور جماعت سلفیہ کے نزدیک یہ عقائد گمراہ کن، مشرکانہ اور ایمان کے لئے تباہ کن تصور کئے جاتے ہیں۔

اس شدید ترین تضاد کے باوجود غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ "ہم سلفی ہیں" کسی شاعر نے خوب کہا ہے؛

وکل یدعی بوصال لیلیٰ ۔۔۔ ولیلیٰ لاتقر لھم بذاکا

(ہر کوئی مدعی ہے لیلیٰ تک رسائی کا، (ارے احمق! پوچھ تو سہی) لیلیٰ کو بھی اقرار ہے؟)

یہاں سوال اس کا نہیں کہ یہ حضرات اپنے دعوے میں کہاں تک حق بجانب ہیں؟ بلکہ سوال اس بات کا ہے کہ جماعتِ سلفیہ میں انضمام کی یہ ساری تگ و دو آخر کیوں ہو رہی ہے؟ اس کا محرک کیا ہے؟ اس کے پیچھے کون سے اغراض و مقاصد کارفرما ہیں؟

ممکن ہے اس سلسلے میں کسی کو میری رائے سے اختلاف ہو مگر اس جماعت کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد میں نے جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین اپنی مسلکی خامیوں کو محسوس کر چکے ہیں، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہند و پاک کے مسلمان ان کو اہل سنت و جماعت میں شمار نہیں کرتے بلکہ اہل سنت و جماعت کے خلاف جو ان کے عقائد ہیں ان کی وجہ سے ان کو مسلمانوں سے علیحدہ گمراہ فرقہ تصور کرتے ہیں۔

اس لئے غیر مقلدین کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ مسلمانوں کے درمیان اپنا وجود کس طرح قائم رکھا جائے؟ ہند و پاک میں تو قلعی کھل چکی ہے، یہاں تو دال گلنے والی نہیں، کوئی داؤں پیچ یہاں کامیاب ہو نہیں سکتا، نفس نے ایک راہ دکھائی کہ عرب سلفیوں کو تمہارے عقائد کا علم نہیں، بڑے سے بڑا جھوٹ ان پر بڑی آسانی سے چل جائے گا۔

اس لئے کہ علمائے حق سے انھیں عناد ہے مجاہدین فی سبیل اللہ سے انھیں بغض و عداوت ہے، دین حق کی اشاعت اور امت کی اصلاح کی راہ میں روڑے اٹکانا ان کی پیدائشی خصلت ہے۔

ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ جس وقت برطانوی سامراج کی غلامی سے ملک کو آزاد کرانے اور برٹش حکومت کے ناپاک وجود سے وطن کی مقدس سرزمین کو پاک کرانے کے لئے ہر محب وطن اور غیرت مند مسلمان اپنی جان اور اپنے مال کی بازی لگا رہا تھا، یہ لامذہبی ٹولہ اپنے انگریز آقاؤں کا تقرب حاصل کرنے کے لئے یہ فتویٰ صادر کر رہا تھا کہ:

"برطانوی حکومت سے جہاد کرنا مسلمانوں کے لئے حرام ہے، مجاہدین کے ساتھ کسی قسم کے اشتراک و تعاون کا کوئی جواز ہی نہیں۔"

اور واقعہ ہے کہ انگریزوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں مسلمانوں کو جب کبھی شکست ہوئی اس کا واحد سبب تحریک جہاد کے مسلمان علمبرداروں کے خلاف اسی جماعت کا سازشی کردار رہا، مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد و تعاون کی جو فضا قائم تھی اس فضا کو تار تار کرنے پر برٹش حکومت کی طرف سے اس جماعت کے بڑے بڑے علماء و مشائخ مامور تھے۔

یہ کوئی تہمت نہیں، ایک ٹھوس حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اس جماعت کی تاریخ کا ایک افسوسناک حادثہ بھی ہے۔

ہم آئندہ سطور میں اس جماعت سرکردہ علماء میں سے صرف تین شخصیتوں کے بیانات سے بعض شواہد پیش کریں گے جو ان شاء اللہ ہمارے دعوے کی تصدیق کے لئے کافی ہوں گے، مگر اس سے پہلے ان شخصیتوں کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے تاکہ یہ بات یقینی ہو جائے کہ یہ حضرات اپنی جماعت کے اندر استناد کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور یہ کہ ان کے اقوال بطور ثبوت پیش کئے جانے کے اہل ہیں۔

اس لئے جھوٹی موافقت کا اظہار کر کے ان سے ہمدردی حاصل کرو۔

صرف یہی نہیں کہ جھوٹی موافقت سے عرب سلفی حلقوں میں ایک وقار قائم ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربوں کو جو زبردست اقتصادی خوشحالیوں کا خزانہ مرحمت فرمایا ہے، اور اس خزانہ کے ساتھ ساتھ دعوت اسلامی اور عقیدۂ توحید کی نشر و اشاعت کے سچے جذبے سے جوش مارتا ہوا دل ان کے سینوں میں رکھا ہے، مزید جود و سخا کے محبوب وصف سے بھی حصۂ وافر عطا کیا ہے، ان سب کے پیش نظر امید کیا معنی؟ یقین کامل ہے کہ ان عربوں کی دولت و ثروت کا نفیس نہ سہی خسیس حصہ بھی ہاتھ لگ گیا تو ہند و پاک کے پورے طبقۂ اہل سنت و جماعت اور خصوصاً دیوبندی حنفیوں کی دعوتی و اصلاحی تحریکوں کو (بزعم خویش) روکا جا سکتا ہے، اور ان تحریکوں نے پورے ہند و پاک میں جو زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں، اور ان کامیابیوں کے نتیجے میں علمائے دیوبند کی جو زبردست مقبولیت ہوئی ہے اس پر قدغن لگائی جا سکتی ہے۔

میری نظر میں یہی وہ بنیادی مقصد ہے جس کے لئے غیر مقلدین جماعت سلفیہ میں انضمام کی کوشش کر رہے ہیں، اور واقعہ ہے کہ یہ حضرات اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

قدرت نے اگر اس جماعت کی طبیعت میں قناعت پسندی رکھی ہوتی تو یہ عظیم الشان کامیابی ان کے لئے کافی ہوتی، حق تو یہ تھا کہ اس عظیم نعمت کی شکر گذاری انھیں کسی شر و فساد کا موقع نہ دیتی، مگر بچھو کی طبیعت کو کیا کیجئے، ڈسنا اس کی سرشت میں داخل ہے، جب کبھی موقع پاتا ہے اپنی خباثت و شرارت دکھلا کر ہی چین لیتا ہے۔

افسوس کہ غیر مقلدین کو بھی اسی طبیعت سے حصۂ وافر عطا ہوا ہے۔ جب سے یہ فرقہ وجود میں آیا ہے وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی فتنہ برپا کرتا ہی رہتا ہے

جن تین بزرگوں کا تعارف مقصود ہے وہ ہیں : نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، سید میاں نذیر حسین دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی۔

اول الذکر دو شخصیتوں کی شان میں مولانا عبدالرحمٰن فریوائی کے کلمات ملاحظہ ہوں، مولانا اپنی مشہور کتاب "جهود مخلصة في خدمة السنة المطهرة" میں رقم طراز ہیں :

"اس علمی و اصلاحی تحریک[1] کی قیادت اپنے زمانہ کے دو مجدد امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اور امام سید نذیر حسین محدث دہلوی نے کی، اول الذکر نے پوری جاں فشانی اور تندہی کے ساتھ تصنیف و تالیف، نشر و اشاعت، علم اور علماء کی تربیت اور اس راہ میں زرِ کثیر صرف کر کے علوم حدیث کی خدمت کی۔

اور مؤخر الذکر نے باسٹھ سال کے طویل عرصہ تک درس حدیث کی مسند سجا کر علوم حدیث کو زندہ رکھا۔"[2]

نیز لکھتے ہیں :

"ان دونوں اماموں کی غیر معمولی کوششوں نے "احیائے سنت" کی تحریک میں روح پھونک دی، جس کے نتیجے میں کتاب و سنت کے علوم سے لوگوں کی دلچسپی بڑھی اور دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کی فراوانی ہوئی، علوم حدیث میں تصنیفات کے انبار لگ گئے اور کتب حدیث کی نشر و اشاعت میں غیر معمولی اضافہ ہوا، جب کہ مسلمانوں

[1] یعنی غیر مقلدیت اور آزادیٔ رائے کی تحریک۔

[2] جهود مخلصة ص ۹۴ - مؤلفہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی، ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کے پیش لفظ کے ساتھ جامعہ سلفیہ نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔

کے اقتدار کا سورج غروب ہو چکا تھا اور "تحریک سنت" انتہائی خستہ حالات سے دوچار تھی۔"[1]

ڈاکٹر فریوائی صاحب مولانا بٹالوی کی شان میں یوں رقم طراز ہیں :

"آپ سید نذیر حسین دہلوی کے اجل تلامذہ میں تو شمار ہوتے ہی تھے ساتھ ہی ساتھ نادرۂ روزگار بھی تھے، پوری زندگی اسلام کے دفاع اور سنت کو زندہ کرنے میں بسر کی۔"[2]

یہ الفاظ ہیں اس کتاب کے جسے جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کیا ہے اور جس پر پیش لفظ ہے ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کا جو اس جامعہ کے ایکٹر اور وکیل ہیں، جامعہ سلفیہ کو کون نہیں جانتا؟ غیر مقلدیت کا سب سے اہم اور سرگرم مرکز ہے۔

اس تمہید کے بعد آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہوگا کہ مذکورہ بالا تینوں نام غیر مقلدین کے یہاں کس قدر عزت و احترام کے مستحق ہیں، اس لئے قارئین کو یہ سن کر حیرت ہو تو ہونی چاہیے کہ غلام ہندوستان میں جب برطانوی سامراج کے خلاف اسلامی جہاد کی تحریک چھیڑی گئی تو غیر مقلدین کے انہی بزرگوں نے برطانوی اقتدار کی نوازشات حاصل کرنے کے لئے مسلمان مجاہدین کے خلاف انگریزوں کے ساتھ ساز باز کی، اور "تحریک جہاد" کو ناکام بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

چنانچہ ان بزرگوں کی طرف سے اس تحریک کو ناکام بنانے کے لئے جو حکمت عملی طے کی گئی اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تین کام کئے گئے۔ پہلا کام یہ کیا گیا کہ

[1] مصدر سابق

[2] جهود مخلصة ص ۳۸ - ۱۲۷ - واضح ہو کہ ان کے یہاں سنت اور سلفیت کو زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تقلید اور مقلدین کا رد کیا جائے اور مسلمانوں کو قرأت فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، آٹھ رکعت تراویح اور تین طلاق برابر ایک طلاق جیسے چند فروعی مسائل میں الجھائے رکھا جائے انکی ساری گفتگو بس ایسے ہی چند مسائل میں دائر رہتی ہے، جن کا احیائے سنت جیسے عظیم مقصد سے کوئی تعلق نہیں۔

بڑے وسیع پیمانے پر مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ ہندوستان "دارالامن" ہے، یہاں شرعی جہاد ممکن نہیں، انگریزوں کے خلاف کوئی بھی اقدام حکومت کے ساتھ بدعہدی ہے اور بدعہدی اسلام میں جائز نہیں۔

جہاد کی منسوخی پر ایک کتاب بھی لکھی گئی جسے انگریز آقاؤں کی خدمت میں پیش کرکے ان کی خوشنودی حاصل کی گئی، انگریز حکومت نے اس کا ہندی زبان کے علاوہ متعدد زبانوں میں ترجمہ کرا کے شائع کیا، اور اپنے حکام کو ہدایت دی کہ اس کتاب کو ان اسلامی ملکوں میں تقسیم کیا جائے جو برطانوی سامراج کے زیر قبضہ ہیں اور جہاں مسلمان سامراج کے ظلم و استبداد تلے کراہ رہے ہیں۔

دوسرا کام ان بزرگوں نے یہ کیا کہ اپنے شاگردوں کو ملک کے اطراف و جوانب میں بھیج بھیج کر مسلمانوں کے درمیان اس نظریہ کی خوب تشہیر کی اور مسلمانوں کو تحریک جہاد میں شمولیت سے منع کیا۔

تیسرا کام یہ کیا گیا کہ انگریزی حکومت سے خفیہ و علانیہ ہر دو طرح رابطہ قائم کیا گیا اور انگریزوں کو یہ یقین دلایا گیا کہ ہماری جماعت انگریز سرکار کی مکمل حمایت کرتی ہے۔

چوتھا کام یہ کیا گیا کہ مجاہدین کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ شرپسندوں اور بلوائیوں کا گروہ ہے۔

پانچواں کام یہ کیا گیا کہ لوگوں میں یہ تشہیر کی گئی کہ انگریزی حکومت مسلمانوں کے لئے رحمت ہے زحمت نہیں۔

اس طرح سے ان کی تمام کوششوں نے مل جل کر مسلمانوں کے درمیان انتشار برپا کردیا کہ جہاد میں شرکت کے تئیں مسلمان پس و پیش میں مبتلا ہوگئے، جس سے تحریک جہاد کو خاصا نقصان اٹھانا پڑا، اندازہ کیجئے انگریز نے مسلمان صفوں میں دراڑ پیدا کرنے کے لئے غیر مقلدین کے ان اصحاب ریش و دستار بزرگوں کس کس طرح

استعمال کیا، ذیل میں تاریخی شواہد ملاحظہ فرمائیے:

نواب صدیق حسن خان اپنی مشہور کتاب "ترجمان وہابیہ" میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

"بھوپال کے حکام ہمیشہ "مذہبی آزادی" کے لئے کوشاں رہے، کیونکہ یہی برطانوی حکومت کا مقصود و مطلوب ہے ....
ہمیں اعتراف ہے کہ برطانوی حکومت ہی "حکومت عالیہ" ہے، میں نے ہر جگہ برابر دیکھا۔ پہلے بھی اور اب بھی انصاف کی نظر سے دیکھا تو اس نتیجہ پر پہونچا کہ کسی ایک کو بھی محض تہمت اور بہتان کی بنیاد پر سزا نہیں دی گئی ہے ....
حکومت برطانیہ نے "مذہبی آزادی" کے واسطے وظائف جاری کردیئے ہیں" [1]

اور سنئے فرماتے ہیں:

"برطانوی حکومت سے بغض وہی رکھتا ہو "مذہبی آزادی" سے بغض رکھتا ہے، اور اپنے بزرگوں یعنی آباء و اجداد سے منقول کی خاص

---

[1] ترجمان وہابیہ ص ۲ اندازہ کیجئے یہ مذہبی آزادی جو غیر مقلدیت سے عبارت ہے کس کے ٹکڑوں پر پل کر جوان ہوئی ہے، یہی انگریز جس کے اقتدار میں مسلمانوں کا بیڑا ڈوب رہا تھا، غیر مقلدین پر نوازشات برسا رہا ہے، کیا یہ کہنا درست نہیں کہ انگریزوں نے ہی اس جماعت کو وجود بخشا اور اسی نے پروان چڑھایا ورنہ انگریزوں سے پہلے اس جماعت کا کوئی نام و نشان نہیں تھا، پورے ملک میں عام طور پر احناف یا بعض جنوبی ریاستوں میں شوافع بستے تھے، انگریزوں نے ایک نیا فرقہ مسلمانوں میں پیدا کیا، جو مذہبی تیور سے آزاد "لامذہبیت" کا علم بردار ہے، مبارک ہو غیر مقلدوں کو انگریز جیسا بانی وموجد۔

مذہب کی بیڑیاں ڈال رکھی ہیں۔[1]

ایک جگہ پھر لکھتے ہیں:

"مروجہ مذاہب سے ہماری یا آزادی حکومت برطانیہ کا عین مطلوب ومقصود ہے"۔[2]

جی ہاں انگریزوں کے اسی مطلوب ومقصود کو پورا کرنے کے لئے علماء غیر مقلدین پیدا ہوئے تھے، خواہ اس کے لئے دین وایمان اور پوری امت مسلمہ ہی کا کیوں نہ سودا کرنا پڑے۔

نواب صاحب و دیگر علماء غیر مقلدین اور رجال حکومت سب کی ایک ہی رائے:

"مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ حکومت کی مخالفت کریں اور ہندوستان کی موجودہ حالت انھیں اجازت نہیں دیتی کہ اس ملک کے دارالامن بلکہ دارالاسلام ہونے میں شک کریں"۔[3]

مزید لکھتے ہیں:

"جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ملک دارالاسلام ہے تو یہاں جہاد کا کیا معنی؟ بلکہ جو شخص اس حکومت کے خلاف جہاد کا ارادہ بھی

---

[1] ترجمان وہابیہ ص ۵۔ یہ اشارہ احناف کی طرف ہے جو ظالم سامراج کے خلاف برسرپیکار تھے، جبکہ غیر مقلدین اپنے تعلقات استوار کرنے میں جٹے ہوئے تھے۔

[2] ترجمان وہابیہ ص ۲۰

[3] یہ مضمون نواب صدیق حسن خاں کی طرف سے ایک مستقل رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے (دیکھئے ترجمان وہابیہ ص ۲۰) جبکہ انگریزوں کی طرف سے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے اور شاہ ولی اللہ کی اولاد گلی کوچوں میں کھڑی کی جا رہی تھیں تو سب سے پہلے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ جس شخصیت نے صادر کیا تھا وہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تھے۔

کرے تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے"۔[1]

اور سنئے لکھتے ہیں:

"نادانوں نے اپنے دین ومذہب کی رو سے برطانوی حکومت کو اکھاڑ پھینکنے اور فتنہ وفساد کے ذریعہ ملک کا امن وامان (جو تحت برطانیہ کے سائے میں حاصل ہے) غارت کرنے کی جو تحریک چلائی ہے اور جس کا نام ان لوگوں نے (خوش فہمی سے) جہاد رکھ رکھا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک ان باطلوں کی سخت حماقت اور بدترین جہالت کا خمیازہ ہے"۔[2]

مزید لکھتے ہیں:

"انقلاب کے زمانہ میں انگریزوں سے جو جنگیں ہوئیں وہ قطعاً شرعی جہاد کہلانے کی مستحق نہ تھیں کیونکہ ان کی وجہ سے برطانوی حکومت کے عہد میں لوگوں کو جو امن وامان اور چین وسکون حاصل تھا اس میں زبردست خلل واقع ہوا"۔[3]

اور سنئے لکھتے ہیں:

(مسلمانوں کی طرف سے) انقلاب کے زمانہ میں جو بغاوت رونما ہوئی اسے جہاد وہی کہہ سکتا ہے جو اپنے دین کی حقیقت سے جاہل اور نادان ہو۔[4]

اس کے بعد نواب صاحب "تحریک جہاد" سے اپنی جماعت کی لاتعلقی کا یوں منا

---

[1] ترجمان وہابیہ ص ۱۵

[2] ایضاً ص ۔ کیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جاہل اور احمق تھے جنہوں نے جہاد کا فتویٰ سب سے پہلے جاری کیا تھا۔

[3] ایضاً ص ۱۰ [4] ایضاً ص ۵۱

لفظوں میں اعلان کرتے ہیں :

"کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ موحدین، متبعین سنت اور قرآن و حدیث کی راہ چلنے والوں میں سے کسی ایک نے بھی بدعہدی کی ہو یا کسی قسم کی شر انگیزی اور بغاوت میں حصہ لیا ہو، جن لوگوں نے اس انقلاب میں شرکت کی، شر و فساد کی کارروائی کی اور برطانوی حکومت سے غداری کی وہ سب احناف مقلدین تھے نہ کہ متبعین حدیث"۔ [1]

نواب صاحب کے اس بیان پر کوئی کیا تبصرہ کرے، یہ تو خود ہی چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ انگریزوں کے خلاف "احناف" نے جو "تحریک جہاد" چھیڑ رکھی تھی جس کا مقصد انگریزوں کے خونی پنجوں سے ملک کو آزاد کرانا تھا، اس میں غیر مقلدین کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

نواب صاحب کے اس موقف کے بعد اب سنئے "میاں نذیر حسین دہلوی کا موقف جو پوری زندگی ایک طرف حکومت کی وفاداری اور خوشہ چینی کرتے رہے تو دوسری طرف مجاہدین کو نقصان پہونچانے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف رہے۔

ایک بزرگ ہیں شیخ فضل حسین بہاری، جنھوں نے "الحیاۃ بعد المماۃ" نام سے میاں صاحب کے احوال میں ایک ضخیم کتاب لکھ ماری ہے، وہ اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں۔

"میاں صاحب برٹش ایمپائر کے وفادار تھے، ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں دہلی کے اکثر علما نے انگریزوں سے جہاد کرنے کا فتویٰ صادر کیا تو میاں صاحب اس فتوے پر دستخط کرنے والوں میں شامل تھے، اور اس انقلاب کی بابت کہا کرتے تھے: کوئی جہاد تھوڑے ہی تھا یہ تو

---

[1] ترجمان وہابیہ ص ۱۵

ایک ہنگامہ اور فساد تھا۔

"ہم اس فتوے پر مہر کیا لگاتے ہم تو اس پر دستخط بھی نہیں کئے۔"

نیز فرماتے تھے :

"یہ بہادر شاہ بڈھا بے چارہ، اس کے بس میں تھا ہی کیا جو کچھ کرتا، جہاد کی شرطیں یکسر معدوم تھیں، اوباش قسم کے لوگوں نے پوری دلی میں فساد برپا کیا اور بالآخر اسے تباہ و برباد کر کے ہی دم لیا۔" [1]

میاں صاحب سے کسی نے سوال کیا، اس وقت جہاد فرض عین ہے یا کفایہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جہاد کے لئے چار شرطیں ہیں اس کے بعد چاروں شرطوں کو تفصیل سے بیان کیا، اور فرمایا :

"میں کہتا ہوں : اس زمانہ میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں ہے، تو جہاد کیوں کر ہوگا؟ ہرگز نہیں ہوگا، علاوہ برین ہم لوگ معاہد ہیں، سرکار سے عہد کیا ہے، پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں؟ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے" [2]

ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

"ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت سلاح و آلات مفقود ہے اور ایمان و پیمان موجود، پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔" [3]

ملحوظ رہے کہ یہ فتویٰ میاں نذیر حسین کی کوئی ذاتی رائے نہ تھی بلکہ اس جماعت کے ایک درجن سے زائد چوٹی کے علماء کا اختیار کردہ موقف تھا، جن کے دستخط سے یہ فتویٰ جاری کیا گیا تھا، اور حکومت برطانیہ نے بڑے وسیع پیمانے پر اس کی اشاعت کی تھی،

---

[1] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۶۰ [2] فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۲۸۲ [3] ایضاً ص ۲۸۵

اسی طرح یہ لوگ اپنے فتووں سے "آزادیٔ وطن" کی تحریک اور مسلمانوں کی قوت کو کمزور کرتے رہے اور مسلمانوں پر ظلم و تشدد جاری رکھنے کے لئے انگریزوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہے، جس کے صلہ میں انگریزوں نے میاں صاحب کو "شمس العلماء" کے اعزازی لقب سے نوازا۔ [۱]

تیسرے بزرگ ہیں مولوی محمد حسین بٹالوی، ان حضرت نے تو اول الذکر دونوں بزرگوں کو مات کر دیا اور جہاد ہی کو منسوخ کر دیا، ہندوستان کے علاوہ جہاں کہیں برٹش سامراج کا تسلط ہے اور مسلمان انگریزوں کے ظلم و استبداد کا شکار ہیں ہر جگہ بقول ان کے جہاد منسوخ ہے، اور اس فتوے کو عام کرنے کے لئے باقاعدہ "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" نام سے ایک کتاب لکھ کر انگریز آقاؤں کی خدمت میں پیش کر دی جسے انگریزی پریس نے عربی اور انگریزی ترجمے کرا کر بڑی تعداد میں شائع کیا، اور پورے عالم اسلام میں اس کو پھیلا دیا۔ [۲]

بٹالوی صاحب نے کتاب لکھنے کے بعد پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور اپنی جماعت کے علماء سے اپنے موقف کی تائید بھی حاصل کی [۳]

مولانا بٹالوی نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ "ہندوستان گرچہ مسیحی حکومت کے زیر تسلط ہے مگر پھر بھی "دارالاسلام" ہے، اس لئے اس پر فوج کشی حرام ہے"۔ [۴]

لکھتے ہیں:

"یہ گمان غلط اور فاسد ہے کہ مسلمان حکومت سے بغاوت کرتے ہیں، ہرگز نہیں، مسلمان جب تک کتاب و سنت اور فقہ پر عمل پیرا رہیں گے

---

[۱] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۰۲ [۲] حرب الاستقلال، مؤلفہ محمد ایوب قادری ص ۶۴

[۳] الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۲ و ۳ [۴] ایضاً ص ۲۵

ان سے یہ عمل صادر ہو ہی نہیں سکتا"۔ [۱]

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"معاہدہ کر لینے کے بعد اس پر قائم رہنا لازم ہے"۔ [۲]

لکھتے لکھتے انگریزوں کے ساتھ اخلاص و وفاداری کا جذبہ اس حد تک جوش مارنے لگا کہ ایک مقام پر پہونچ کر مسلم مجاہدین پر یوں برستے ہیں:

"جن لوگوں نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں حصہ لیا وہ سب سخت معصیت کے مرتکب ہوئے اور قرآن و حدیث کی رو سے مفسد، باغی اور فاجر و فاسق قرار پائے"۔ [۳]

اور سنئے کیسے فخریہ لفظوں میں یہ اعتراف بلکہ دعویٰ کیا جا رہا ہے، کوئی اور نہیں نواب صدیق حسن خاں خود مدعی ہیں، لکھتے ہیں:

"ہمارے علم میں اس جماعت سے زیادہ (جسے اہل حدیث و سنت کہتے ہیں اور جو کسی خاص مذہب کی مقلد نہیں) سرکار برطانیہ کے تئیں مخلص و خیر خواہ، امن و امانیت کی خواہاں، نیز سرکار کے آئین و سیاست کا احترام اور اس کے احسانات کا اعتراف کرنے والی کوئی اور جماعت نہیں ہے"۔ [۴]

بٹالوی صاحب کی وہ قوی ترین اور روشن ترین دلیل بھی سن لیجیے جو انگریزوں کو اپنی وفاداری کا یقین دہانی کراتے ہوئے وہ پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

"اس بات پر کہ جماعت اہل حدیث سرکار برطانیہ کی مخلص و وفادار ہے

---

[۱] ایضاً [۲] ایضاً ص ۴۹۔ کیونکہ ان کے زعم میں مسلمانوں نے حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کر رکھا تھا، اس لئے نقض عہد جائز نہیں۔ [۳] ایضاً ص ۴۹

[۴] ترجمان وہابیہ مؤلفہ نواب صدیق حسن خان ص ۵۸

سب سے قوی اور روشن دلیل یہ ہے کہ یہ جماعت اسلامی ملکوں میں بود و باش اختیار کرنے کی بنسبت اس سرکار کے زیر سایہ رہنے کو زیادہ ترجیح دیتی ہے اور ہم نے اس کو تاریخی شہادتوں سے ثابت کر دکھایا ہے۔ [1]

ور احسان شناسی کے جذبہ سے سرشار مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی لکھتے ہیں :

"جہاں تک اہل حدیث لوگوں کا تعلق ہے تو واقعی جو "مذہبی آزادی" انھیں برطانوی حکومت کے زیر سایہ حاصل ہے وہ اب سے پہلے انھیں کسی اسلامی مملکت میں حاصل نہ تھی۔"

"اس لئے اہل حدیث لوگوں کا یہ مذہبی و منصبی فرض بنتا ہے کہ عدل پسند اور رحم دل سرکار کے تابعِ فرمان رہیں اور ہمیشہ اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔" [2]

اس تعلق اور وفاداری کے صلہ میں انگریزوں کی طرف سے ان غیر مقلدین کو جو سرکاری تمغے، ایوارڈ اور جاگیریں حاصل ہوئیں وہ تو ہوئیں ان کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ یہ جماعت "موحد" اور "وہابی" سے آناً فاناً "اہل حدیث" بن گئی۔ ایک غیر مقلد مورخ عبدالمجید کا یہ اعتراف حقیقت ملاحظہ ہو لکھتے ہیں :

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے اخبار "اشاعت السنہ" کے ذریعہ اہل حدیث حضرات کی زبردست خدمت کی، سرکاری رجسٹروں اور فائلوں سے "وہابی" نام کاٹ کر "اہل حدیث" انھی کی کوششوں سے لکھا گیا۔"

"بٹالوی صاحب نے سرکار کی کوئی بہت بڑی خدمت انجام دی جس کے

---

[1] "اشاعۃ السنہ" شمارہ ۹ جلد ۸ مدیر محمد حسین بٹالوی۔ [2]

صلہ میں مولانا کو بشکل جاگیر سرکاری انعام سے نوازا گیا۔" [1]

غیر مقلدین کو "وہابی" نام سے چڑھ تھی، اسے گالی سے بدتر سمجھا جاتا تھا، اسلئے ان کی خواہش تھی کہ ان کو اس نام سے نہ جانا پہچانا جائے، اس لئے قابلِ مبارکباد ہیں مولانا بٹالوی اور ان کی کوششیں، اور لائق صد شکر ہیں انگریزوں کی عنایتیں سچ ہے: ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ احسان کا بدلا احسان ہی ہوتا ہے۔

شاید ہم اپنے موضوع سے بہت دور ہو گئے، مگر کیا کیجئے کہ وہ تلخ حقائق ہیں جن کو بیان کرنا بھی ناگزیر ہے تاکہ موجودہ نسل اس جماعت کی طبیعت و مزاج سے باخبر رہے، جس کے خمیر ہی میں حق اور اہل حق عناد رکھنا شامل ہے۔

ہمیں اس پر تعجب نہیں کہ غیر مقلدین کی طرف سے "الدیوبندیۃ تعریفہا وعقائدھا" لکھ کر باطنی خباثتوں کا دل کھول کر کیوں مظاہرہ کیا گیا، اہل حق کی طرف ان عقائد کا کیوں انتساب کیا گیا جن کا ان کے یہاں کوئی نام و نشان نہیں ہے، ظاہر ہے بچھو اپنی طبیعت سے باز نہیں آتا جب کبھی موقعہ پائے گا ڈس کر ہی چین لے گا، سانپ کو لاکھ بکری کا دودھ پلا دیا جائے وہ سانپ ہی رہے گا، بکری کا بچہ نہیں بن جائے گا، یہی حال غیر مقلدین کی خبیث طبیعت کا بھی ہے جب کبھی موقعہ پاتی ہے ڈس کر اپنا رنگ ضرور دکھلاتی ہے۔ "الدیوبندیۃ" کے ذریعہ اسی طبیعت کی تسکین کی گئی ہے۔

"الدیوبندیۃ" اس لحاظ سے واقعی بڑی اچھی کتاب ہے کہ غیر مقلدین کی باطنی خباثتوں کی کما حقہ ترجمانی کرتی ہے، اس کے مؤلف اپنی جماعت کی طرف سے اس خدمت کے لئے قابل مبارکباد ہیں، لیکن دیوبندیوں کے لئے قابلِ اعتنا نہیں اس لئے ہمارے علماء نے اس کتاب کو اہمیت نہیں دی، البتہ ہمارے دوست فاضل گرامی مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری (جو فضلاء دیوبند کے مابین ایک باوقار شخصیت

---

[1] سیرت ثنائی ص ۲۰۲، دیکھئے اہل حدیث اور انگریز ص ۸۰۔

کے مالک ہیں اور اس جماعت کے عقائد اور ان کی کتابوں کا وسیع اور گہرا مطالعہ رکھتے ہیں) نے مناسب سمجھا کہ ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو غیر مقلدین کے عقائد کا تفصیلی جائزہ پیش کرے، چنانچہ آپ کے سدا بہار قلم سے یہ گراں مایہ کتاب وجود میں آئی جو اس وقت آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔

آپ کو حیرت ہوگی پونے چار سو صفحے کی یہ کتاب صرف دو مہینے کی مختصر سی مدت میں لکھی گئی جب کہ مولانا کے والد ماجد عمر کی پچانوے بہار دیکھ کر بستر علالت پر موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا تھے، والد صاحب کی خدمت و تیمارداری کے ساتھ ساتھ اس کتاب کا اتنی مختصر مدت میں تیار ہو جانا نصرت خداوندی اور تائید غیبی کے بغیر ممکن نہیں۔

اس قدر عجلت کے باوجود یہ کتاب توقع سے کہیں زیادہ پُر مغز اور اپنے موضوع پر ایک اچھوتی اور بے نظیر کتاب ثابت ہوئی، ہمارے علم میں آج تک کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو اس تفصیل کے ساتھ غیر مقلدین کے عقائد کا تعارف کراتی ہو، واقعی مولانا غازی پوری نے عقائد غیر مقلدین کی ایک نئی دنیا دریافت کی ہے جس سے آج تک ہم بے خبر اور ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو ہماری طرف سے اور پوری جماعتِ دیوبند اور تمام اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس خدمت کا بھرپور صلہ عطا فرمائے، آمین۔

ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ کتاب جن اہل علم کے ہاتھوں میں جائے گی اگر وہ حق و انصاف کی عینک سے اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو انھیں یہ یقین کرنے میں ادنیٰ سا بھی تردد نہ ہوگا کہ بریلویوں اور شیعوں سے سب سے قریب اور ان کی ہم خیال کوئی جماعت ہے تو بس یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان دشمنان حق و صداقت کے تئیں صحیح موقف اختیار کرنے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین مستقیم کی اتباع کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین والحمد للہ اولاً و آخراً۔

نور الدین نور اللہ الاعظمی
خادم مکتبہ اثریہ غازی پور۔ ۱/۹/۱۴۱۶ھ

مقدمۂ مؤلف

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے ہندوستان میں غیر مقلدین کا کوئی نام و نشان نہ تھا[1]، غیر مقلدیت کی وبا اس وقت رونما ہوئی جب ہندوستان کے بعض علماء نے علامہ شوکانی کی شاگردی اختیار کی۔

---

[1] نواب صاحب۔ الحطة فی ذکر الصحاح الستة۔ میں خود اعتراف کرتے ہیں:

"یعنی اس زمانہ میں ایک فرقہ شہرت پسند ریاکار ظہور پذیر ہوا ہے جو باوجود ہر طرح کی خامی کے اپنے لئے قرآن و حدیث پر علم و عمل کا مدعی ہے، حالانکہ اس کو علم و عمل اور معرفت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔" (ص ۶۷-۶۸)

مولوی عبد الجبار غزنوی بھی کچھ اسی قسم کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ وہ اتباع حدیث سے کوسوں دور ہے۔"

(فتاویٰ علماء اہلحدیث ج ۲ ص ۵)

مولانا عبد الرحمٰن فریوائی لکھتے ہیں: "احیاء سنت کی تحریک تیرہویں صدی کے اواخر میں اپنی قوی ترین شکل (شکل غیر مقلدیت) میں شروع ہوئی۔"

(جہود مخلصہ ص ۹۲)

نیز لکھتے ہیں: "اس علمی و اصلاحی تحریک کی قیادت کی باگ ڈور وقت کے دو عبقری امام نواب صدیق حسن بھوپالی اور امام سید نذیر حسین محدث دہلوی نے سنبھالی۔"

گویا یہ سارے حضرات فرقہ غیر مقلدیت کے نومولود ہونے پر متفق ہیں۔

سب سے پہلے لامذہبیت کے ان علم برداروں نے خود کو موحدین کہنا اور کہلوانا شروع کیا، گویا اور لوگ موحد نہ تھے، یہی نام ایک مدت تک باقی رہا، پھر خدا جانے کیوں اس نام کو چھوڑ کر "محمدی" نام رکھ لیا گیا۔ اسی نام سے اسلامی حلقوں میں انہیں جانا پہچانا جاتا تھا، اس دور میں جو کتابیں لکھی جاتیں وہ عموماً اسی "محمدی" نام کی طرف منسوب کی جاتیں۔ مثلاً: مذہب محمدی، تسلیم محمدی، دلائل محمدی، عقیدۂ محمدیہ، طریق محمدی، تعویذ محمدی، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد جب نجد وحجاز میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک اصلاح نے زور پکڑا اور پورے عالم اسلام میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کی جماعت وتحریک کا چرچا ہونے لگا تو ان لوگوں نے اپنے "محمدی" نام کو ترک کرنا شروع کیا کہ ان کی جماعت کا انتساب اسی "محمد بن عبدالوہاب" کی طرف نہ سمجھ لیا جائے جس سے اس جماعت کے سخت نظریاتی اختلافات ہیں۔ اب یہ طے پایا کہ نہ توحید کے علم بردار رہیں گے نہ محمد کے تابعدار، کسی شخصیت کی طرف انتساب میں تقلید کی بو آتی ہے، اس لئے اب سے ہم "غیر مقلد" رہیں گے۔ اور ایک عرصہ تک اسی نام پر فخر کیا جاتا رہا کہ ہمارا شیوہ کسی کے پیچھے چلنا نہیں ہے ہم اپنی راہ خود بناتے ہیں، ہمارا طائر فکر مسلکی حدود وقیود سے آزاد کھلی فضاؤں میں اڑتا ہے نہ مکان متعین نہ سمت، نہ راہ کا پتہ نہ روش کا، جس فضا میں چاہیں گے اڑیں گے، جس راہ پر چاہیں گے چلیں گے کبھی بریلویوں کی موافقت کریں گے تو کبھی شیعوں کی، ہاں معتزلہ بھی کچھ برے نہیں ہیں، ان کی راہ بھی تو ایک راہ ہے۔

پھر نہ جانے کیوں یہ لوگ اس نام سے بھی دل برداشتہ ہو گئے اور "غیر مقلد" کے بجائے اب "اہل حدیث" نام کا انتخاب کیا گیا[1] ان کے بزرگوں میں کوئی

[1] غالباً اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بڑا خوشنما اور قابل احترام نام ہے محدثین کی جماعت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اس نام سے تلبیس کاریوں کی پردہ پوشی میں بڑی مدد ملے گی۔

"سلفی" اور "اثری" نام سے معروف نہیں تھا، وہ لوگ جب تک زندہ رہے بس اسی "اہل حدیث" نام پر جمے اور ڈٹے رہے[1]

لیکن جب جماعت کے اکابر گذر گئے اور نئی نسل وجود میں آئی تو اس وقت تک اقتصادی دنیا میں انقلاب برپا ہو چکا تھا، خلیجی ریاستیں معاشی اعتبار سے تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن تھیں، خصوصاً سعودی عرب میں ترقی اور خوشحالی کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی کہ یہ خطہ جو اپنی خستہ حالی میں ہمیشہ سے معروف تھا چند ہی دنوں میں اپنی خوشحالی پر اترانے لگا، اب غیر مقلدین کی نئی پود نے سوچا غنیمت جانا عرب میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی سلفی جماعت کا غلبہ تھا اور انہی کے ہاتھوں میں ملک کا اقتدار بھی، ان لوگوں نے طے کیا کہ کیا برا ہے اگر "اہل حدیث" نام کو چھوڑ کر "سلفیت" کی طرف ہم بھی اپنا انتساب کر کے چور دروازے سے اس جماعت میں شامل ہو جائیں، ایک آدھ جام مل جائے، یا جام نہ سہی دردِ تہ جام ہی سہی جماعت کی تقدیر سنور جائے گی، بس دھڑا دھڑ لوگ سلفی اور اثری ہونا شروع ہو گئے، اداروں اور تنظیموں کے نام بدلے جانے لگے، البتہ یہ طے نہیں ہو سکا ہے کہ زیادہ نفع بخش کون سا نام ہوگا، سلفی یا اثری، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ بالآخر کس پر استقرار ہوگا؟

ناموں کے انتخاب میں یہ اضطراب ان کے اندرونی اضطراب کا پتہ دیتا ہے اور واقعہ ہے کہ ان کا اصل مذہب اور اصل عقیدہ اس قدر تاریکی اور خفا میں ہے

[1] اس زمانہ میں کتابوں، رسالوں، مدرسوں، اور مسجدوں کے نام اسی نام سے موسوم کئے جاتے، کتابوں کے نام مثلاً: اہل حدیث کا مذہب، تاریخ اہل حدیث، اہل حدیث کی تعریف وغیرہ۔ مدرسوں کے نام: مدرسہ اہل حدیث، مسجدوں کے نام: مسجد اہل حدیث، اخبارات ورسائل کے نام: اہل حدیث گزٹ، ہمدرد اہل حدیث، صحیفہ اہل حدیث وغیرہ۔

کہ کوئی بھی شخص اس سے آسانی سے واقف نہیں ہو سکتا۔ تاہم کافی تگ و دو کے بعد جو چیزیں ہمارے مطالعہ میں آئیں ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ترک تقلید کی ذہنیت نے اس جماعت کو کسی ایک ڈگر پر رہنے نہیں دیا، کبھی یہ شیعوں کی راہ چلنے لگتے ہیں، کبھی قبر پرستوں کی تقلید کر لیتے ہیں، کبھی اباحیت پسندوں کی حمایت کر بیٹھتے ہیں، کبھی صوفیاء کے دامن سے دامن باندھ لیتے ہیں۔

ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ نئی نسل کی طرف سے تصوف سے برارت اور صوفیاء سے عداوت کا اظہار کیا جاتا ہے جب اکابر جماعت اکثر صوفیاء سے وابستہ تھے اور ان کے یہاں صوفیاء کا مروجہ طور و طریق بھی رائج تھا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دینی و اصلاحی خدمات کا نہ صرف اعتراف کیا جاتا ہے بلکہ ان کی طرف انتساب کو بھی باعثِ فخر تصور کیا جاتا ہے۔ جب کہ ان کے اکابر شیخ محمد بن عبدالوہاب پر سخت نکیر کیا کرتے تھے اور ان سے انتساب کو گالی سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔

آج بظاہر شیخ ابن عربی پر تنقیدیں کی جاتی ہیں مگر انھیں کے وہ اسلاف تھے جنھوں نے شیخ ابن عربی کو "خاتم الولایۃ المحمدیۃ" جیسا اعزازی لقب عطا کر رکھا تھا۔

آج غیر مقلدین کی طرف سے شیخ ابن عربیؒ کے فلسفۂ وحدۃ الوجود کا بظاہر انکار کیا جاتا ہے، مگر ایک وقت تھا کہ انھیں کے اسلاف اسے دین و مذہب کی اصل اور بنیاد قرار دیتے تھے اور اس کی صحت پر قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتے تھے۔

غیر اللہ کو وسیلہ بنا کر اللہ سے دعائیں مانگنا آج اس جماعت میں بظاہر شرک سے کم نہیں سمجھا جاتا مگر انھیں کے وہ اسلاف تھے جو نہ صرف مردوں بلکہ زندوں سے بھی وسیلہ پکڑتے تھے۔

آج غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک تصور کیا جاتا ہے، جب کہ اکابر غیر مقلدین

سے جائز سمجھتے تھے۔

آج غیر مقلدین کہتے ہیں کہ قبور و اصحاب قبور سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے جب کہ ان کے آباء و اجداد قبروں پر جاتے تھے اور ان سے برکتیں حاصل کرتے تھے اور نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر قبر پر کھڑے ہونے کو جائز کہتے تھے۔

موجودہ ٹولہ کہتا ہے "تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی) کے علاوہ کسی مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے، جب کہ ان کے اکثر علماء اس زیارت کو نہ صرف جائز خیال کرتے تھے بلکہ ناجائز کہنے والوں کی بڑی مذمت کرتے تھے۔

موجودہ نسل کا خیال ہے کہ تعویذ گنڈا شرک ہے، جب کہ ان کے اسلاف کے یہاں نہ صرف یہ کہ تعویذ گنڈے کا کام ہوتا تھا بلکہ عملیات کی کتابیں لکھ کر انھیں فروخت بھی کیا جاتا تھا۔

موجودہ جماعت شیعوں سے عدم موافقت کا اظہار کرتی ہے، جب کہ انکے اکابر علماء کی کتابیں پڑھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات شیعی عقائد سے بڑی حد تک اتفاق رکھتے تھے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں پچھلوں نے اگلوں سے مخالفت دکھلائی ہے مگر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ اختلاف حقیقی اور واقعی ہے یا ان کی منافقانہ طبیعت کی کرشمہ سازی ہے۔

مگر چوں کہ عقیدہ اور مذہب کے باب میں اعتماد ہمیشہ اگلوں پر کیا جاتا ہے بعد کے لوگوں پر نہیں، اس لئے غیر مقلدین حضرات کے عقائد کے سلسلے میں معتبر وہی باتیں مانی جائیں گی جو اکابر و بانیان جماعت نے کہی ہیں۔

واقعہ ہے کہ سلف و خلف کے درمیان اس شدید اختلاف کے نتیجہ میں اس جماعت کا مذہب معمۂ لاینحل بن کر رہ گیا ہے، کوئی شخص اگر ان کے واقعی مذہب

اور عقیدہ کی واقفیت حاصل کرنا چاہے تو اسے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا جماعت کے نام، مذہب اور عقیدہ میں خواہ کتنا ہی اضطراب و اختلاف کیوں نہ ہو مگر چند مسائل ایسے ہیں جن میں چھوٹے بڑے اگلے پچھلے سب کے سب متفق نظر آتے ہیں، ایک مسئلہ ہے ائمۂ دین کی اہانت اور ان کی تقلید و اتباع کرنے والوں کی مذمت کا، جن سے پوری روئے زمین مشرق سے لے کر مغرب تک بھری ہوئی ہے۔ یہ مٹھی بھر جماعت پوری دنیا کے اہل حق مسلمانوں کو گمراہ قرار دیتی ہے۔

اسی طرح صحابہ سے اظہار برات، ان کی شان میں زبان درازی، ان کے اجماع سے انکار اور ان کے اقوال و آثار کو ناقابل اعتبار تصور کرنے میں بھی سب کے سب بیک آواز متفق ہیں۔

اسی طرح علماء ربانیین پر تحقیر آمیز حملے کرنے اور اس کو آزادئ فکر کا نام دے کر وجہ جواز پیدا کرنے میں بھی اس جماعت کے متقدمین و متاخرین علماء سب متفق ہیں۔

اس جماعت کا سب سے محبوب و مرغوب مشغلہ ہے مختلف مسلم جماعتوں کے درمیان انتشار اور نااتفاقی پھیلانا اور شر و فساد کی چنگاری بھڑکانا، اس شغل میں بھی ان کا ہر کس و ناکس مبتلا ہے، اس سے لذیذ اور مرغوب کوئی دوسرا کام ہی نہیں۔

ابھی چند دنوں پہلے اس ٹولہ کی طرف سے ایک کتاب شائع کی گئی ہے جس کا نام "الدیوبندیہ تعریفہا وعقائدہا" (دیوبندی جماعت، تعارف و عقائد) نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اہل دیوبند کے عقائد کے بیان میں لکھی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اہل دیوبند کو ملت اسلام سے نکال کر ملت کفر میں داخل کرنے کی ایک زبردست کوشش ہے۔

لیکن اس کتاب کے مؤلف۔ یا مؤلفین۔ کی تمام کوششیں رائیگاں ہو گئیں،

اس لئے کہ وہی عقائد جن کے نتیجے میں اہل دیوبند کو کتاب میں کافر و مشرک گردانا گیا ہے بعینہٖ وہی بلکہ مزید اضافے کے ساتھ خود ان کے اکابر و مشائخ کے عقائد ہیں، ہمیں یقین ہے اگر ان کو اپنے اکابر کے عقیدوں سے واقفیت ہوتی تو یہ کتاب لکھنے کی جرأت نہ کر پاتے اور اس کی نشر و اشاعت میں زر کثیر نہ صرف کرتے۔

اگر موجودہ غیر مقلدین راضی ہوں کہ ان کے اکابر و مشائخ بھی کافر و مشرک اور ملت اسلام سے خارج قرار دیئے جائیں اور خود غیر مقلدین کفر و شرک کے وہ فتوے ان کے لئے بھی صادر کریں جو علماء دیوبند کے لئے صادر کئے ہیں تو ہمیں کوئی شکایت نہ ہوگی، بلکہ ہم کھلے دل سے ان کے عدل و انصاف اور ان کی دیانت و امانت کا اعتراف کریں گے، لیکن اگر بات ایسی نہیں اور اپنوں اور غیروں میں تفریق کی گئی اور نواب صدیق حسن، نواب وحید الزمان، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبد اللہ غازی پوری و دیگر حضرات پر کفر کے فتوے اس لئے نہیں لگائے گئے کہ انہیں کے صدقے میں ترک تقلید کی دولت ملی ہے تو معلوم ہے اس تعصب، اس ظلم اور اس تطفیف کی سزا کیا ہے؟ سنئے باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون۔

ان کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو بھر کر لیں اور جب ناپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

اور اگر اس سزا سے بچنا ہو تو خداوند قدوس کے اس حکم کو گرہ میں باندھ لیجئے۔

یا أیھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط۔ اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہو۔

اور اگر "الدیوبندیۃ" کے مؤلف کا مقصد دیوبندی عقائد سے لوگوں کو روشناس کرانا ہے، تو یہ کون سا نازیبا کارنامہ ہے؟ الحمد للہ اہل دیوبند

کے عقائد روز روشن کی طرح عیاں ہیں، کسی تعارف کی محتاج نہیں، علماء دیوبند اپنی دینی اور علمی تصنیفات کے ذریعہ روئے زمین کے چپہ چپہ میں بنظر تو قیر دیکھے جاتے ہیں، جسے معمولی درجہ میں بھی علم و اطلاع کی توفیق قدرت نے عطا کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ "دیوبندیت" نام ہے ان عقائد کا جن کا ثبوت کتاب و سنت سے ہے اور جن پر روز اول سے آج تک سلف صالحین کا اتفاق چلا آرہا ہے اہل دیوبند ـ الحمد للہ ـ اہل سنت و جماعت میں شامل ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں ـ بدعت اور رفض و تشیع سے ان کا کوئی تعلق نہیں، اہل دیوبند کسی مسئلے میں اہل سنت و جماعت اور جمہور مسلمین سے خروج نہیں کرتے ـ

علماء دیوبند کے لئے کتاب و سنت، طریقۂ صحابہ اور مسلک ائمہ دین کافی ہے، خواہ نجدی و سلفی علماء ان کی تائید کریں یا نہ کریں، یہ حضرات دنیا کے قلیل نفع کی خاطر کسی کی چاپلوسی نہیں کرتے، ان کے ہر عمل کا مقصد بڑا عظیم ہوتا ہے، انکے پیش نظر صرف باری تعالیٰ کی خوشنودی اور رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع ہوا کرتی ہے اور ظاہر ہے دنیا و آخرت کی نجات و سعادت اسی میں مضمر ہے ـ

علماء دیوبند نے کتاب و سنت، علوم اسلامیہ اور دین کی تبلیغ و اشاعت کے میدان میں جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں ان سے انکار وہی کرسکتا ہے جسے بصارت و بصیرت سے قدرت نے اس حد تک محروم کر رکھا ہے کہ عین نصف النہار میں سورج کی روشنی کا انکار کرنے میں بھی اسے شرم نہیں آتی ـ علماء دیوبند نے اسلامی تعلیمات سے متصادم تمام منحرف مذاہب اور نظریوں کا جو ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے جسے بیان کیا جائے، شیعیت، بریلویت، غیر مقلدیت، مودودیت، دہریت، مسیحیت، آریت، قادیانیت، انکار سنت اور دیگر گمراہ اور مصنوعی مذاہب کی تردید میں اتنی کتابیں لکھیں کہ پورا ایک کتب خانہ ہی "رد مذاہب باطلہ" کے موضوع پر تیار ہوگیا، بجا طور پر امت اسلامیہ کو دیوبند کے اس کتب خانہ

پر ناز ہے ـ

علماء دیوبند اسلام کا پیغام لے کر پوری دنیا میں پھرے اور اس کی دعوت کو عام کرنے میں زبردست جد و جہد اور جانفشانی سے کام کیا، دیوبند نے مبلغین، علماء، اصحاب افتاء، حفاظ، قراء، اور ائمہ مساجد تیار کر کے دنیا کے تمام خطوں میں بھیج کر وہ کارنامہ انجام دیا کہ اس کے آثار و نقوش آج بھی ہر جگہ دیکھے جاسکتے ہیں، یورپ امریکہ، افریقہ، لندن، فرانس و عرب ممالک ہر جگہ علماء دیوبند آج بھی دین کی خدمت میں مصروف ہیں ـ

ہندوستانی معاشرہ کس قدر اسلامی تعلیمات کا پیاسا تھا ؟ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، شرک و بدعت، رسوم و خرافات کی زنجیروں میں مایوسی کی حد تک جکڑا ہوا تھا، خدا کے فضل سے علماء دیوبند نے ہمارے اس معاشرہ کو شرک و بدعت کی گندگیوں سے نکالا اور اسلام کے صاف شفاف حوض میں نہلا کر امت اسلامیہ پر ناقابل فراموش احسان کیا، آج ہندوستان میں اسلام کی صحیح تصویر جو موجود ہے وہ انھیں دیوبندی علماء کی دین ہے، شہر شہر، دیہات دیہات مدارس و مساجد، اسلامی اداروں اور تنظیموں کا جال بچھا دیا اور خالص اسلامی تعلیمی نصاب مرتب کر کے پورے ملک میں پھیلا دیا، اور اس طرح علماء دیوبند کی کوششوں سے ہر مسلم بچہ کے لئے دینی اسلامی تعلیم کا پورے ملک میں انتظام ہوا، ہم آج بجا طور پر یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج ہندوستان میں جو اسلام کی رونق اور چہل پہل دکھائی دے رہی ہے وہ انہی علماء دیوبند کا فیض ہے ـ

ملک کو آزاد کرانے میں صف اول میں کون تھا ؟ تاریخ کے اوراق سے پوچھو جو علماء دیوبند کے مجاہدانہ کارناموں سے روشن ہیں، داخلی و بیرونی زندانوں سے پوچھو وہ تم کو علماء دیوبند کے سجدوں کے نشانات دکھلائیں گے، انگریزی سنگینوں سے پوچھو وہ تمہیں رو رو کر بتائیں گی کہ انھوں نے کن اللہ والوں کے سینوں کو چھلنی

کیا ہے؟ خود اپنے انگریز آقاؤں سے پوچھو کہ ان کے مقابلہ پر سب سے زیادہ سینہ سپر رہنے والے کون تھے؟ آسمان و زمین، چاند اور ستاروں سے پوچھو ایوانِ برطانیہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے کون تھے؟ سب کے سب گواہی دیں گے کہ یہی علمار دیوبند تھے۔

زندگی کا کون سا شعبہ ہے؟ علم و عمل کا کون سا میدان ہے؟ جہاں علماء دیوبند کے سنہرے کارنامے خراجِ تحسین نہ وصول کر چکے ہوں، اب اگر کوئی ان کارناموں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے تو وہ سن لے چاند اور سورج کو چھپا کر انکی ضیا پاشیوں کو روکنے میں انسانی طاقتیں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں، لا یضرھم من خذلھم الا انفسہا، جو کوئی انھیں گزند پہونچانے کی کوشش کرے گا وہ خود اپنے دام میں پھنس جائے گا۔

"الدیوبندیۃ" جھوٹی شہادتوں، گڈمڈ حکایتوں، نا قابلِ اعتماد بیانوں اور واہی تباہی کہانیوں کا ایک پلندہ ہے، بہتان تراشیوں اور تکفیری فتاوٰوں کا مجموعہ ہے، اس لئے وہ کتاب ہمارے لئے ذرا بھی توجہ کے قابل نہیں کیونکہ جو حضرات "دیوبند" اور "دیوبندیت" سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صاحبِ کتاب نے جو عقائد علماء دیوبند کی طرف منسوب کئے ہیں ان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے، اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ "الدیوبندیۃ" کا کوئی جواب دینے کے بجائے مؤلف کتاب کے حق میں دعا مانگیں کہ باری تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پٹی کھول دے، حق کو پہچاننے کی ان کے اندر صلاحیت پیدا کردے اور شر و فساد برپا کرنے کی ذہنیت ان سے سلب کر لے۔

مؤلف دیوبندیہ کی جہالت دیکھئے کہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم کو علماء دیوبند میں شمار کیا ہے، جب کہ علمی دنیا کو معلوم ہے کہ دارالعلوم سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ اس کے برعکس بعض مسائل میں جب انھوں نے علماء امت سے اختلاف کیا

تو علمار دیوبند نے ان پر سخت نکیر فرمائی، کیا یہ دینی اور علمی خیانت نہیں ہے کہ علامہ شبلی کو دیوبندی علمار میں شمار کر کے علماء دیوبند پر اعتراضات کئے گئے ہیں!

اسی طرح مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی کو علمار دیوبند میں شمار کیا گیا ہے، جب کہ اہل علم خوب واقف ہیں کہ مولانا "مدرسہ فرنگی محل" کے سرکردہ علمار میں سے تھے، دیوبند سے ان کا تعلق نہ تھا۔

اور نہ معلوم یہ کون صاحب "البصائر" مؤلف وجری حنفی ہیں جن کو دیوبندی عالم مان کر ان کے اقوال سے علمار دیوبند کی تضلیل کی گئی ہے۔

اسی قسم کی بے شمار بد دیانتیوں کی وجہ سے یہ کتاب اہل علم کی نظروں میں اپنا اعتبار قائم کرنے سے قاصر رہی۔

جھوٹ کا کوئی علاج نہیں اور ہمیں اپنی عاجزی کا بھی اعتراف ہے کہ ہم میں جھوٹوں سے مقابلہ کرنے کی تاب نہیں، کیونکہ ہم اگر جھوٹ کا ایک دروازہ بند کریں گے تو فنکار لوگ دوسرے کئی دروازے کھول لیں گے اس لئے ہم ان کے پیچھے کہاں تک دوڑتے پھریں گے۔

چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب کے جواب سے قطع نظر کر کے خود غیر مقلدین کے مصنوعی چہرے سے تلعی ہٹا کر ان کا اصلی چہرہ امت کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب آپ کے لئے غیر مقلدین کی اس اصلی تصویر کو دیکھنے کے لئے آئینہ کا کام کرے گی جس پر ان لوگوں نے بعض مخصوص اغراض و مقاصد کے تحت کذب و نفاق اور مکر و فریب کا دبیز پردہ ڈال کر عرب کی سلفی جماعت میں انضمام کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ عرب شخصیات اور وہاں کے سرکاری و غیر سرکاری اداروں سے مالی تعاون لے کر پاک و ہند میں اپنی تخریبی سرگرمیوں کو تیز تر کر سکیں۔

اس کتاب میں غیر مقلدین کے عقائد پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ تمام شواہد خود اس جماعت کے بانی اکابر علمار و سرکردہ شخصیتوں کے

بیانات اوران کی کتابوں سے اکٹھا کئے گئے ہیں۔

اخیر میں جن علماء ومفتیان کرام نے " الدیوبندیۃ " پر اعتماد کر کے علماء دیوبند کے بارے میں اپنے فتاوے صادر فرمائے تھے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ فرقۂ لامذہبیہ اور اس قسم کے جن کے اعتقادات ہوں ان کے بارے میں بھی پوری بے باکی اور عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے فتاوے صادر فرمائیں، ہمیں امید ہے کہ جن کے یہاں حق کی پاسداری مقدم ہے اپنے فیصلہ میں تاخیر نہیں کریں گے۔

ایک بات ہم یہ واضح کردیں کہ قارئین کو جا بجا زبان کی درشتی اور لہجہ کی سختی نظر آئے گی لیکن اس کے لئے ہم معذرت کی ضرورت نہیں سمجھتے، اور جن حضرات کو " الدیوبندیۃ " کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہوگا وہ بھی معذرت کی ضرورت نہیں سمجھیں گے، کیونکہ جو شخص جس زبان میں بات کرے اگر اس سے اسی زبان میں بات نہ کی جائے تو وہ جری ہوجاتا ہے۔ اس لئے ترکی بہ ترکی جواب دینے کیلئے ہمیں اپنی عادت بلکہ اہل علم واہل حق کی عادت کے برخلاف شدت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا قصور اس کا ہے جس نے ابتدا کی۔

آخر میں ہم ان تمام احباب وبزرگوں کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کتاب کی جمع وتالیف نیز کتابت وطباعت کے تمام مراحل میں کسی طرح کا بھی ہمارا تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو امت کیلئے نافع بنائے، نیز ہم سب کو حق کو سمجھنے اور اس پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وصلی اللہ علیٰ نبینا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بقلم :- محمد ابوبکر غازی پوری

ترجمہ :- رضوان الرحمن قاسمی

بامہ تعالیٰ

عرض مترجم

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے دراصل مخدوم مکرم استاذ گرامی حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہ العالی کی اس معرکۃ الآراء عربی تصنیف کا ترجمہ ہے جس میں "فرقۂ لامذہبیہ" (غیر مقلدین) کے اکابر ومشائخ کی تصنیفات سے ان کے عقائد سربستہ کا انکشاف کیا گیا ہے، اور اس جماعت کے اندر جن شخصیتوں کو درجۂ استناد حاصل ہے ان کے فتاوی کی روشنی میں ان عقائد کا ایک حقیقت آمیز اور منصفانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے، اس کتاب کا یہی وہ امتیازی وصف ہے جس نے اس فرقہ محدثہ کے علمی وغیر علمی تمام حلقوں میں کھلبلی اور اضطراب پیدا کردیا ہے اور اس جماعت کے ارباب حل وعقد کی نیندیں حرام کردی ہیں جب " وقفۃ مع اللامذہبیۃ فی شبہ القارۃ الہندیۃ " منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئی تو جہاں اس نے اہل حق سے حسن قبول اور خراج تحسین وصول کیا وہیں ملک اور بیرون ملک کے مقتدر اہل علم ومشائخ کی طرف سے اس کے اردو ترجمے کی ضرورت کا شدت سے احساس ظاہر کیا گیا، حتی کہ جب ہم ایک ثلث کتاب کا ترجمہ مکمل کرچکے تو پاکستان کے بعض علم نواز حلقوں کی طرف سے مولانا موصوف کی خدمت میں بعض خطوط آئے جس میں اس کتاب کے ترجمہ وطباعت کی تمام تر ذمہ داری خود اٹھانے کا اشتیاق ظاہر کیا گیا، لیکن چونکہ یہاں ترجمہ کا کام خاصی مقدار میں ہوچکا تھا اس لئے مولانا کی طرف سے ترجمے کے لئے معذرت کردی گئی، تاہم طباعت کی پیشکش قبول کرلی گئی۔

"وقفہ" کے بعد مولانا موصوف "مسائل غیر مقلدین" اور "غیر مقلدین کی ڈائری" کی جمع و تالیف میں مصروف ہو گئے، دریں اثناء مولانا کے والد بزرگوار جناب مولا بخش صاحب مرحوم تقریباً چھ مہینے کی طویل علالت کے بعد اپنے مولیٰ کی پناہ میں جا پہونچے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے، جنھوں نے اپنے سپوت کو حق کی حمایت اور اسلام کی حفاظت کیلئے علم و قلم سے مسلح کرکے میدانِ کارزار میں اتار کر بلکہ باطل کی پسپائی کا ابتدائی منظر دیکھ کر آنکھیں بند کیں۔

مولانا مدظلہٗ کے لئے اتنی تمام الجھنوں کے گھیرے میں رہ کر کسی ترجمہ کے لئے گنجائش کا سوال ہی نہیں تھا، تاہم بہی خواہوں کا مطالبہ اور تقاضہ بھی ایسا نہ تھا جس سے بے اعتنائی برتی جاتی، چنانچہ مولانا اسی فکر سے دوچار تھے کہ ایک روز اچانک ملاقات ہو گئی، مولانا نے اس ناگہانی ملاقات میں اپنے اس حقیر کفش بردار کو یہ حکم دیدیا کہ تم "وقفہ" کا ترجمہ کر ڈالو، یہ جملہ میرے کان میں کیا پڑا کہ سارے حواس گم ہو گئے یہ کس کام کا حکم مجھے دیا جا رہا ہے؛ میں اور ترجمہ؟ کسی طفل مکتب سے کہا جائے تم بخاری شریف کا درس دو، کہاں وہ طفل اور کہاں بخاری، کیسی عجیب بات ہوگی لیکن مولانا نے اطمینان دلایا، گھبراؤ نہیں، خالق دوجہاں بڑا کارساز ہے، وہ جس سے چاہے دین حق کی اشاعت کا کام لے لے، تم شروع کرو، ان شاء اللہ ربّ کریم پورا کرے گا۔

انہی چند الفاظ نے میری دستگیری کی اور میرے دل کے اندر کام شروع کرنے کا حوصلہ بیدار ہوا۔ اللہ کا نام لے کر شروع کیا، اور واقعی اللہ نے اسے پورا کر دیا، اب جو کچھ اور جیسا کچھ چھ مہینے کی تدریسی مصروفیات کے ہمراہ تیار ہوا اسے ہدیۂ قارئین کرتے ہوئے میری آنکھوں سے اشکہائے مسرت چھلک رہے ہیں اور زبان سے اپنے مولیٰ کے حضور پُر تشکر الفاظ نکل رہے ہیں۔

معزز قارئین سے گذارش ہے کہ احقر کی کم فہمی سے ترجمہ میں کوئی خامی نظر آئے تو اس کی وجہ سے کوئی الیہ نکھڑا کیا جائے، بلکہ اس کے عربی ایڈیشن کو اصل قرار دیا جائے اور اس غلطی کو مترجم کی طرف منسوب کرکے اخلاص کے ساتھ احقر کو مطلع کر دیا جائے، آپ کا یہ احسان ہمارے لئے ناقابلِ فراموش ہوگا۔ اِن اللہ لایضیع اجر المحسنین۔

البتہ ایک بات ملحوظ رہے کہ "وقفہ" میں جو اقتباسات دیئے گئے ہیں ان کے بعض ماخذ عربی میں تھے اور بعض اردو میں۔ جو عربی میں تھے، ان کا ترجمہ ناگزیر تھا، لیکن جو اردو میں تھے ان میں سے اکثر کی اصل عبارت نقل نہیں کی گئی بلکہ "وقفہ" ہی کی معرّب عبارت کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے، اس لئے ہمارے ترجمے اور اردو ماخذ کی عبارتوں میں الفاظ کا تغیر و تبدل تو لابدی ہے، مگر مفہوم میں یکسانیت ضرور ملے گی۔ تاہم جو کتابیں ہمیں بسہولت دستیاب ہوئیں مثلاً "کتاب التعویذات" تو اس کی اصل عبارت ہی نقل کی گئی، اور "شفاء العلیل" چونکہ بعد میں حاصل ہوئی اس لئے اس سے چندہی اقتباسات بلفظہٖ نقل کئے جا سکے۔

چونکہ عربی زبان اپنا ایک ممتاز مزاج رکھتی ہے۔ اس کی تعبیرات، محاورات اور ضرب الامثال کو اُردو زبان میں بعینہٖ منتقل نہیں کیا جا سکتا، اس لئے عربی عبارتوں کے ہر ہر لفظ اور ان لفظوں کی عربی تراکیب کا لحاظ یہاں اردو ترجمہ میں نہیں کیا گیا ہے، تاکہ ترجمہ اردو زبان کی چاشنی اور سلاست سے محروم نہ ہو جائے، تاہم اقتباسات کے ترجمہ میں پوری کوشش رہی ہے کہ کوئی لفظ ترجمہ سے چھوٹ نہ جائے، لیکن جہاں مولانا کی اپنی عبارت آئی ہے وہاں ہم نے اس رعایت کا التزام نہیں کیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ ربّ ذوالجلال استاذ گرامی مولانا محمد ابوبکر صاحب مدت فیوضہم کو باطل سے معرکہ آرائی کی بھرپور قوت عطا فرمائے اور اس ترجمے کو قلعۂ اسلام کے دفاع اور اس کی حفاظت میں من جملہ

اسباب کے ایک سبب کے طور پر قبول فرما کر احقر کے لئے ذریعہ نجات بنائے ، آمین - والحمد للہ رب العالمین -

محتاج دعا

رضوان الرحمٰن القاسمی

جامعہ اسلامیہ بنارس

۲۱ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ محمد بن عبد الوہاب اور غیر مقلدین کا موقف

آج کل فرقۂ غیر مقلدین کی جانب سے مسلسل یہ کوشش ہو رہی ہے کہ محمد بن عبد الوہاب کی تحریک اور ان کی جماعت سے ان کے روابط تسلیم کر لئے جائیں، سعودی عرب میں شیخ ابن عبد الوہاب کے متبعین اور ان کے حامیوں کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ فرقہ ان کے عقیدے ، ان کی دعوت اور ان کے مذہب و مسلک میں مکمل موافقت کرتا ہے ، بلکہ یہی لوگ ہندوستان میں شیخ ابن عبد الوہاب اور انکی تحریک کے سب سے بڑے حامی اور مؤید ہیں -

لیکن اس " فرقۂ لامذہبیہ " کی تاریخ اور ان کے علماء کی تصنیفات کا جو شخص مطالعہ کرے گا اسے یہ باور کرنے میں کوئی تأمل نہ ہوگا کہ وہابی تحریک کی حمایت کا سارا دعویٰ سراسر جھوٹ اور مغالطے پر مبنی ہے -

یہ جذبۂ محبت ان خود غرض زر پرستوں کے دلوں میں اس وقت سے پیدا ہوا جب سے عرب کی زمین " کالا سونا " اگلنے لگی اور اس کے بڑے بڑے ذخائر دریافت ہونے لگے ، اور عربوں کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ دولت و ثروت سے مالا مال فرما دیا ، جبھی سے یکایک یہ لوگ اہلحدیث سے وہابی اور سلفی بن گئے ، وہابی تحریک سے اپنی محبت و عقیدت کا دم بھرنے لگے ، اور ہر لامذہبی غیر مقلد عربوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہابیت اور سلفیت کو اپنے لئے کلاہِ افتخار تصور کرنے لگا ، تاکہ سیال سونے کے جو چشمے عرب کی سرزمین پر ابل رہے ہیں انکی

کوئی نہران کی وادیٔ غیر ذی زرع کی طرف بھی نکال دی جائے جس کے ذریعہ انڈو پاک میں جاری تخریبی سرگرمیوں کو برق رفتاری عطا کی جا سکے۔

جب کہ ان کے اکابر علماء ہمیشہ شیخ ابن عبدالوہابؒ اور ان کی دعوت سے بڑے زور دار انداز میں اپنی لاتعلقی اور برأت کا اظہار کرتے رہے، بلکہ ان کی طرف اپنے لئے انتساب کو ننگ و عار تصور کرتے رہے، حتیٰ کہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کا نام بھی بڑے تحقیری انداز میں لیتے رہے۔

میرا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں، آیئے اور آج سے پچاس سال پیچھے چلئے، میں ان کے اکابر علماء کی تصنیفات سے کچھ اقتباسات نقل کرتا ہوں، ہر اقتباس میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہوا نظر آئے گا جس میں شیخ ابن عبدالوہابؒ اور آپ کی تحریک کا ہر تذکرہ طعن و تشنیع اور تحقیر و تذلیل کے پیرائے میں ملے گا۔

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کا تحقیر آمیز تذکرہ

غیر مقلدین علماء اپنی تحریروں میں جب کبھی شیخ ابن عبدالوہابؒ کا نام لیتے ہیں تو گویا ان کے ماتھے پر شکن پڑ جاتی ہے اور بڑا ذلت آمیز لہجہ اختیار کر لیتے ہیں، ان کے انداز بیان سے یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی عظیم شخصیت اور کسی قوم کے مقتدا اور رہنما گذرے ہیں یا وہ کسی تحریک کے انقلابی بانی تھے جنھوں نے کسی قوم کو ضلالت کی کھائیوں سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لگایا ہے۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب[1] نے اپنی ایک عظیم تصنیف "التاج المکلل" میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کا تعارف انتہائی تحقیر آمیز اور مختصر الفاظ میں یوں کرایا ہے:

"(محمد بن عبدالوہاب) کرنیل بوس نے اپنی کتاب "الرأة الوضيئة" فصل ۲ ص۲۲۶ پر یہ لکھا ہے: اس صدی کے آغاز میں جماعتِ وہابیہ نے قوت حاصل کی، جو قبیلۂ تمیم کے ایک شخص کی طرف منسوب ہے، جس کو "محمد بن عبدالوہاب" کہتے ہیں، نجد کے مقام "درعیہ" میں سکونت پذیر رہا۔"

یعنی شیخ کے ترجمے کے لئے "محمد بن عبد الوهاب" کہہ کر بغیر کسی لقب کے عنوان بنایا گیا، حتیٰ کہ ایک معمولی سا شہور زمانہ لقب "شیخ" بھی ان کے نام کے ساتھ لاحق کرنا گوارا نہ کیا گیا، جسے اہل قلم دوست و دشمن ہر ایک کے لئے بلا تأمل استعمال کرتے ہیں۔

نیز نواب صاحب نے جو کچھ لکھا وہ ایک عیسائی مؤرخ کے حوالے سے لکھا، اپنی طرف سے یا مسلم مؤرخین کے کلام سے کوئی ایک جملہ بھی نقل نہیں کیا، جس سے شیخ کے علم و فضل، اخلاق و عادات اور ان کے کارناموں پر روشنی پڑ سکے۔

پھر اسی کتاب کے ص ۲۲۴ پر "شریف غالب" کے ترجمے کے ضمن میں شیخ ابن عبدالوہابؒ کا ذکر آ گیا، وہاں بھی نواب صاحب نے اپنی طرف سے ایک جملہ بھی نہیں کہا، بلکہ علامہ شوکانی کی کتاب "البدر الطالع" سے مذکورہ ذیل اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کیا، الفاظ یہ ہیں:

"اصحاب نجد اور اس کے تمام متبعین اسی بات پر عمل کرتے ہیں جو محمد بن عبدالوہاب سے جانتے ہیں، وہ حنبلی تھا، مدینہ منورہ میں اکر علم حدیث حاصل کیا، اور نجد واپس آکر متأخرین حنابلہ (مثلاً ابن تیمیہ ابن قیم اور ان کی جماعت کے وہ لوگ جو مردوں سے عقیدت

---

[1] آپ کے حالات میں مولانا عبدالرحمٰن الفریوائی اپنی مشہور کتاب "جهود مخلصة في خدمة السنة المطهرة" میں لکھتے ہیں: نواب صاحب ان علمائے اسلام میں سے تھے جو مختلف علوم و فنون میں کثرت تالیفات سے مشہور تھے۔ ص۹۶ نیز فرماتے ہیں: سنت اور سلفی دعوت کی نشر و اشاعت کی جس تحریک کی قیادت نواب صاحب بھوپالی نے کی وہ ہندوستان میں احیائے سنت کی تاریخ میں بڑے دور رس نتائج کی حامل تھی۔ ایضاً ص۹۸

رکھنے والوں کے خلاف بڑے سخت گیر تھے) کے اجتہادات پر عمل کرنے لگا"۔

بس یہی مکمل تعارف ہے جو غیر مقلدین کے علامہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں سلفی دعوت کے بانی اول اور کتاب وسنت کے مبلغ اعظم کے ترجمے میں کرایا ہے اور یہی علامہ صاحب ہیں، اسی کتاب میں جب ان کی محبوب شخصیتوں کا ذکر آیا ہے تو کئی کئی صفحے سیاہ کر جاتے ہیں، جیسا کہ شیخ ابن عربی اور شیخ شوکانی کا تذکرہ آیا تو مدح و تعریف کے پل باندھ دیے" اور غلو کی حد تک مبالغہ آرائی سے کام لیا۔

نواب صاحب اپنی کتاب "ترجمان الوھابیۃ" ص۲۱ پر رقمطراز ہیں:

"نجدی مذکور ہندوستان کبھی نہیں آیا اور نہ ہندوستان والوں کا اس سے کوئی تعلق ہے، نہ ان لوگوں نے اس کی شاگردی اختیار کی اور نہ اس کے ہاتھ پر بیعت کی، ہم اس کا واقعہ عیسائی علماء کی کتابوں (آثار الادہار اور تاریخ شام وغیرہ) سے اخذ کر کے اپنی کتاب "التاج المکلل" اور دیگر کتابوں میں بالتفصیل بیان کر چکے ہیں، ان مورخین کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ نجدی کی مذہبی تبلیغ حجاز، نجد اور اس کے گرد و پیش میں سمٹ کر رہ گئی، اور وہابیوں کا جہاد صرف نجد و حجاز کے مسلمانوں سے تھا"

نیز فرماتے ہیں:

"متبع سنت جماعت صرف رسول کی متبع ہے اس کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید ضروری نہیں اس کا تعلق نہ وہابی جماعت سے ہے اور نہ کسی اور مذہب سے"[1]

[1] ترجمان الوہابیہ ص۲۹

غور فرمائیے، شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ اس لامذہبی فرقہ کا معاملہ یہ استحقار و استخفاف کا ہے، ان کے دلوں میں بغض و نفرت اور حقد و عداوت کی ایسی آگ بھڑک رہی ہے کہ شیخ کو، شیخ الاسلام، داعی کبیر، مبلغ اعظم جیسے لقب سے کیا یاد کرتے وہ تو صرف "شیخ" کا معمولی سا لقب بھی انھیں دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ قلم سے کلمۂ "ترحم"[1] لکھنے پر آمادہ ہیں۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ بدسلوکی کا یہ انداز صرف نواب صاحب کا خاصہ نہیں بلکہ اس جماعت کے تمام اکابر اسی راہ پر گامزن ہیں جس کا نمونہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جا رہا ہے۔

شیخ ابن عبدالوہاب سے اظہار برأت

مولانا عبداللہ[1] محدث غازی پوری اس جماعت کے ان اکابر علماء میں سے تھے جن کو یہ لوگ بلند و بالا القاب اور گراں قدر خطابات سے نوازتے ہیں، آپ شیخ الکل فی الکل[2] میاں نذیر حسین دہلوی کے اجل تلامذہ میں سے تھے، یہی محدث غازی پوری ہیں جنھوں نے شیخ ابن عبدالوہاب کا اپنی کتاب "ابراء اہل الحدیث والقرآن" میں ص۳۸ پر انتہائی بے ادبی کے ساتھ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

"ہم جماعت اہل حدیث کو وہابی کہنا بڑی غلطی ہے، ہم تو صرف کتاب

(۱) رحمۃ اللہ علیہ کہنا

[1] آپ کا تعارف "جہود مخلصہ" کے مؤلف نے ان الفاظ میں کرایا ہے: "مولانا ہندوستان میں سلفی تحریک کے ایک رکن اور اکابر اساتذہ میں سے تھے، آپ کا حلقۂ درس آپ کے شیخ کے بعد سب سے بڑا حلقۂ درس ہوا کرتا تھا"۔ (ص ۱۳۵)

[2] غیر مقلدین کے یہاں میاں نذیر حسین دہلوی کا یہ معروف لقب ہے، خدا جانے وہ لوگ اس سے کیا مراد لیتے ہیں۔

وسنت پر عمل پیرا ہیں، اور اپنے لئے ایک عمدہ لقب کا انتخاب کرتے ہیں۔ اہلحدیث اور اہلسنت وجماعت کا "۔ ؎۱

یہی وجہ ہے کہ، لوگ ائمہ متبوعین میں سے کسی امام کی طرف اپنا انتساب نہیں کرتے انہیں گوارا ہی نہیں کہ ان کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کہا جائے۔ تو ظاہر ہے کہ شیخ ابن عبدالوہابؒ کی طرف انتساب کو کیسے گوارہ کر لیتے۔

پھر فرماتے ہیں: "ابن عبدالوہابؒ نجدی جو وہابیوں کا مقتدیٰ تھا، مذہباً حنبلی تھا اور اہل حدیث کسی مذہب کے مقلد نہیں ہیں، کیسے ممکن ہے کہ یہ لوگ ابن عبدالوہاب نجدی کے متبع ہو جائیں ؎۲، اہل حدیث اور وہابیوں کے درمیان تو زمین وآسمان کا فرق ہے "۔

مزید آگے فرماتے ہیں:

" علاوہ ازیں وہابیوں کا مذہب ۱۱۶۰ھ میں ظاہر ہوا جبکہ اہلحدیث کا وجود تیرہ سو سال پرانا ہے، بلکہ اسی دن سے ہے جب اسلام دنیا میں آیا، کیسے ممکن ہے کہ اہلحدیث وہابی ہو جائیں، جبکہ وہابیت ان کے مذہبی اصولوں سے میل بھی نہیں کھاتی اور نہ یہ لوگ اس لقب سے خوش ہیں بلکہ گالی ؎۳ سے بدتر تصور کرتے ہیں، اس لئے ان کا ذکر اس

؎۱ ان میں شیخ ابن عبدالوہابؒ اور ان کے متبعین پر یہ تعریض ہے کہ ان کا عمل کتاب وسنت پر نہیں ہے، اور وہ لوگ اہلحدیث اور اہلسنت وجماعت میں شامل نہیں ہے۔

؎۲ دیکھئے کیسا خالص نام لیا جا رہا ہے وہ بھی غلط، نہ کوئی لقب نہ خطاب۔

؎۳ یہ انکار تقلید سے نہیں اتباع سے ہے اور غیر مقلدین کے یہاں دونوں میں فرق ہے، تقلید علماء کی جائز نہیں۔ اتباع جائز ہے۔

؎۴ دیکھا آپ نے، محدث صاحب خود اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے اظہار برأت کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ گئے کہ وہابیوں کی طرف انتساب کو گالی سے بدتر تصور کرنے لگے، کیا اب بھی اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے کہ یہ غیر مقلدین (بزعم خویش سلفیین) اپنی سلفیت کے دعوے اور شیخ ابن عبدالوہابؒ کی تئیں جذبۂ اخلاص کے اظہار میں جھوٹے اور مکار ہیں؟

لقب سے نہیں کرنا چاہئے "۔ ؎۱

یہی محدث غازی پوری ہیں جو اپنی ایک دوسری کتاب "الکلام المتباء فی رد هفوات من منع مساجد الله" میں شیخ ابن عبدالوہابؒ اور ان کی جماعت کا تذکرہ اسی سخت لہجے اور اسلوب میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" جب ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی اتباع نہیں کرتے اور ہمارے پاس "اہل حدیث" اور "اہل سنت وجماعت" کا خوبصورت لقب موجود ہے اور ہم ائمہ کبار میں سے کسی کی طرف انتساب نہیں کرتے، نیز ہم میں سے کسی کو پسند نہیں کہ اسے حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کہا جائے تو محمد بن عبدالوہاب کی طرف اپنے انتساب کو کیسے گوارا کر سکتے ہیں، یہ وہابیوں کا مقتدیٰ، حنبلی المذہب تھا اور اہل حدیث مقلدین کے کسی مذہب کی تقلید نہیں کرتے اگر ہم ابن عبدالوہاب نجدی کی اتباع کریں تو یہ بڑی عجیب بات ہوگی اور اہلحدیث اور وہابیوں کے درمیان تو زمین وآسمان کا فرق ہے، ہمیں نہیں معلوم کہ ہمیں وہابی کیوں کہا جاتا ہے، بہت غور کیا گیا مگر اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی، یہ لقب تو ہمارے نزدیک بڑا قبیح لقب ہے، ہم اس کو گالی سے بدتر سمجھتے ہیں، اس لقب سے ہم بالکل خوش نہیں ہیں، جو شخص ہمیں اس نام سے یاد کرے اس پر لازم ہے کہ اس کی وجہ بیان کرے پھر اختیار کرے "۔ ؎۲

علامہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی "ترجمان الوہابیہ" میں ص۵ پر

؎۱ شیخ ابن عبدالوہابؒ اور ان کی تحریک کے بارے میں بریلویوں کا بھی بعینہٖ یہی موقف ہے۔

؎۲ ص ۴۶ — ۴۷

رقمطراز ہیں :

"جو شخص ہم کو وہابیوں کی طرف منسوب کرتا ہے گویا وہ ہم کو گالی دیتا ہے"

نیز فرماتے ہیں :

"دنیا میں مسلمان دو قسم کے ہیں، یا تو خالص سنت کے متبع، یا کسی خاص مذہب کے مقلد، پہلی جماعت "اہل حدیث" اور "اہل سنت وجماعت" کی ہے اور دوسری احناف، موالک، شوافع اور حنابلہ کی ہے اور وہ شخص جو نجد میں پیدا ہوا اور جس کے متبعین نے مسلمانوں سے جنگ وجدال کیا وہ حنبلی تھا" [1]

کیا سارے اقتباسات کسی تبصرے اور تعلیق کے محتاج ہیں؟ کیا ہم اب بھی یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ عصر حاضر کے غیر مقلدین جو امام محمد بن عبدالوہاب کی سلفی دعوت وتحریک سے اپنے انتساب پر فخر کرتے ہیں، سراسر جھوٹ بولتے ہیں دھوکہ دیتے ہیں، اور اپنے اکابر علماء پر افتراء پردازی کرتے ہیں، جب کہ دونوں جماعتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، اور یہی بات ہے کہ دونوں کے خیالات ونظریات حتیٰ کہ اعتقادات میں کھلا ہوا تضاد ہے۔

اب معلوم نہیں آج کے غیر مقلدین سلفیت کی طرف اپنا انتساب کس بنیاد پر کرتے ہیں حالانکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے اکابر سلفیت کی طرف انتساب کو اپنے لئے عار اور گالی سمجھتے تھے، اور آج سے پہلے شیخ محمد بن عبدالوہاب سے برات وبیزاری کو ضروری جانتے تھے،

"کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا"

---

[1] ترجمان الوہابیہ ص٥٢

اعتراف لاعلمی کے باوجود....

مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری کا شمار غیر مقلدین کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے، آپ ہی نے ہندوستان میں "جمعیۃ اہل حدیث" تنظیم قائم کی، "مذہب اہل حدیث" نام کی آپ کی ایک کتاب ہے جو اس جماعت کے اندر بہت مقبول ومتداول ہے اور انڈو پاک میں بارہا طبع ہو چکی ہے، اس کتاب میں مولانا نے جہاں اپنی جماعت کے خیالات ونظریات کی ترجمانی کی ہے وہیں شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں اپنے اور اپنی جماعت کے موقف کو بھی خوب وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، صرف دو اقتباس بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے :

"جہلاء میں مشہور ہے کہ اہل حدیثوں کے مذہب کا بانی عبدالوہاب نجدی ہے، حاشا وکلا، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اور یہ بات تو بالکل واضح اور اظہر من الشمس ہے کہ ہر جماعت اپنے فتاویٰ میں اپنے بانی مذہب کے اقوال نقل کرتی ہے، جیسا کہ ہمارے احناف، شوافع اور امامیہ برادران نیز دیگر لوگ نقل کرتے ہیں، اور ان کا عمل اس پر شاہد ہے، لیکن کسی نے کسی اہلحدیث کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے عبدالوہاب کے اقوال میں سے کچھ نقل کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ ہمارے امام عبدالوہاب نجدی کا قول ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بہت سے اہلحدیث تو یہ بھی نہیں جانتے کہ عبدالوہاب نجدی کون تھا؟ اور کیسے اس کا ظہور ہوا؟ ہاں تاریخ بتاتی ہے کہ وہ بھی ہمارے احناف، شوافع اور امامیہ برادران کی طرح مقلد تھا"

اور سنئے :

"بادجود اس کے کہ ہمارا وہابیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمیں انہیں میں سے شمار کرنا اور ہمارے بارے میں یہ کہنا کہ ہم اسی کے متبع ہیں اور یہ کہ عبدالوہاب[1] ہمارے مذہب کا بانی ہے صریح کذب بیانی اور ایذا رسانی ہے"۔ [2]

غور فرمایئے، شیخ ابن عبدالوہابؒ کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں کی گئی ہیں اور ان کی جماعت اور تحریک سے کس کس طرح لاتعلقی کا اظہار کیا گیا ہے، اور وہ بھی اس فرقے کے شیخ الاسلام اور ہندوستان میں سنت کا جھنڈا بلند کرنے والی ایک عظیم شخصیت کے قلم سے، اس کے باوجود آج کے لامذہبیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ انہی شیخ ابن عبدالوہابؒ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، کیا اس دعوے میں سچائی کا کوئی شمہ ہے؟ مولانا محمد اسمٰعیل اپنی کتاب "حرکۃ الانطلاق الفکری" میں فرماتے ہیں :

"وہابیت" یا "اہل وہاب" کوئی مذہب نہیں ہے اور ہمیں پسند بھی نہیں کہ کوئی ہمیں ان کی طرف منسوب کرے"۔ صـ ۴۹۳

مزید فرماتے ہیں :

"ہم نہ وہابی ہیں نہ اہل وہاب ہمارا ایمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ہے اور اس بات پر کہ آپ کی اطاعت واجب ہے اور اسی میں نجات ہے، ائمہ اربعہ کو اپنا امام جانتے ہیں اور چاروں کی فقہ کو یکساں خیال کرتے ہیں"۔ صـ ۴۹

اس سے بڑھ کر کوئی نفاق ہو سکتا ہے کہ اس فرقہ کے اکابر تو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ

[1] دیکھئے نام کی یہ غلطی بار بار دھرائی جا رہی ہے۔ [2] مذہب اہلحدیث صـ ۹۰

سے صریح کر لاتعلقی کا اعلان کرتے تھے حتیٰ کہ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ محمد بن عبدالوہاب ہیں کون؟ اور یہ لاعلمی اس حد تک پہونچی ہوئی تھی کہ صحیح نام لینے سے بھی قاصر تھے، اور آج انہی کے اخلاف جھوٹی محبت اور مکارانہ عقیدت کا ڈھونگ رچ رہے ہیں، ان کے علماء اور شیخ الاسلام شیخ ابن عبدالوہابؒ کی طرف انتساب کو ظلم و ایذا رسے تعبیر کیا کرتے تھے اور آج ان ہی کی اولاد انتساب کیا معنی! تائید و حمایت، اتباع و پیروی کا ڈھنڈورا پیٹنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتی۔

مزید سنئے :

"مذہب اہلحدیث ایسی دعوت ہے جس کی بنیاد اصول و فروع یعنی عقائد و اعمال دونوں میں کتاب و سنت اور ائمہ سلف یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کے نام پر نہیں"۔ [1]

کیسی تیکھی تعریض ہے، مطلب ہے کہ امام محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت کی بنیاد کتاب وسنت اور منہج سلف پر نہیں ہے، اس فرقہ لامذہبیہ کے شیخ الاسلام سابق والیٔ افغانستان حبیب اللہ خان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"وہ عقائد جن کو عبدالوہاب دین سمجھتا ہے اور وہ کلمات جو انبیاء اور اولیاء کی شان میں کہتا ہے ہم اہل حدیثوں کے نزدیک کفر ہے اس کے عقائد کا ہمارے عقائد سے کوئی جوڑ نہیں اور اہلحدیث اس زعم میں بھی نہیں ہیں کہ عبدالوہاب ان کا مقتدا اور پیشوا ہے بلکہ ہم تو جانتے بھی نہیں کہ وہ کون ہے؟" [3]

[1] صـ ۴۸۳ [2] شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کو کافر کہنے والے بریلویوں اور غیر مقلدوں میں کیا فرق ہے؟ کیا وہابیت سے عناد رکھنے میں غیر مقلدین بریلویوں سے پیچھے ہیں؟ [3] حاشیہ مذہب اہلحدیث صـ

اب کیسا شک؟ اور کیسا تردد؟ بات تو بالکل صاف ہو گئی، یعنی سلفیت اور غیر مقلدیت میں ایسا ہی تضاد ہے جیسا ایمان اور کفر میں، جو بات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایمان کا درجہ رکھتی ہے وہ ان غیر مقلدین کے یہاں کفر ہے۔

اور آج یہ لوگ اسی کفر پر راضی ہو گئے، سچ کہا کہنے والے نے:

"حیرت ہے کہ مال و زر کی ہوس انسان سے کیسے کیسے ایمان سوز کام کراتی ہے۔"

فرقۂ محدثہ کون؟

غیر مقلدین اکابر علماء کی صف میں ایک اہم نام مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا ہے، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی جماعت کے بارے میں ان کے خیالات سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا، اپنی مشہور کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں ارقام فرماتے ہیں:

"جب تاریخی شہادتوں سے یہ بات محقق ہو چکی کہ جماعت اہلحدیث پرانی جماعت ہے اور اس کا وجود زمانۂ قدیم سے آج تک مسلسل چلا آ رہا ہے، تو بس یہی بات اس الزام کی تردید کیلئے کافی ہے جو محمد بن عبدالوہاب کی اتباع کا ہمارے اوپر لگایا جا رہا ہے، کیوں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی پیدائش ۱۱۱۵ھ اور وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"شیخ محمد بن عبدالوہاب مذہب حنبلی کا مقلد تھا، جیسا کہ ان کی اس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے جو انھوں نے حرم شریف میں مذاہب اربعہ

[illegible] ص ۱۲۰ [illegible] ہندوستان کے [illegible] کے علماء میں سے ہیں جنھوں نے سنت اور سلفی

کے علماء کے مجمع میں کی تھی، کہ ہم [illegible] مذہب [illegible] کہا تھا کہ دین کے اصول میں ہمارا مذہب اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اور فروع میں ہم امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ہیں، اور ہم ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے والے کسی شخص پر نکیر نہیں کرتے۔

مزید سنئے:

"مذکورہ بالا عبارات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ علامہ شامی شیخ محمد بن عبدالوہاب کو حنبلی قرار دیتے ہیں اور ہم اہلحدیث ہیں صاحب شریعت کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب نہیں ہیں۔" [1]

ملحوظ رہے کہ غیر مقلدین علماء جب کہیں اپنی کتابوں میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم "اہل حدیث" ہیں، ہم "اہل سنت" ہیں، ہم صاحب شریعت کی طرف منسوب ہیں تو ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارے علاوہ کوئی بھی عامل بالحدیث اور متبع سنت نہیں ہے اور کسی کو شارع علیہ السلام سے نسبت حاصل نہیں ہے، اور خاص طور پر جب شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے اپنی برات کا اعلان کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں تو وہاں ان کا خاص مقصد یہی ہوتا ہے کہ شیخ اور ان کے متبعین عاملین بالحدیث اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور ان کو شارع علیہ السلام سے کوئی نسبت حاصل نہیں ہے۔

اور جب غیر مقلدیت اور سلفیت کا تقابل کرتے ہیں تو غیر مقلدیت کو قدیم اور سلفیت کو نو خیز اور نو عمر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہمیں انتظار ہے کہ ان حقائق کی روشنی میں ہمارے عرب کے سلفی بھائیوں کا کیا رویہ رہتا ہے؟ اور سعودی عرب کی "اللجنۃ الدائمۃ" کی طرف سے کیا فتوے صادر ہوتا ہے؟

---

[1] تاریخ اہلحدیث ص ۱۰۱

سعودی امراء اور جماعتِ وہابیہ لامذہبیوں کی نظر میں

جس زمانہ میں نجد و حجاز کی سرزمین شرک و بدعت کی آلائشوں سے پاک کی جارہی تھی، اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام اور شریعتِ محمدیہ کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی جارہی تھی عین اسی زمانہ میں ہندوستان میں حقیقت سے ناواقف مسلمانوں کو سعودی حکمرانوں سے بدظن کرنے کی کوششیں بھی شباب پر تھیں، مثلاً یہ کہا جاتا کہ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت فاسد العقیدہ ہیں، مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور اپنا دین قبول کرانے کے لئے مسلمانوں پر زور و زبردستی کرتے ہیں اور جو ان کا مذہب قبول نہیں کرتا اور ان کی حمایت نہیں کرتا، اس کا مال، اس کی عزت اور اس کا خون سب کچھ مباح سمجھتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں، آپ پر درود نہیں پڑھتے، روضۂ اقدس کی زیارت کو حرام جانتے ہیں اور اس قسم کی بے شمار لغو اور بے اصل باتیں ان کی طرف منسوب کی جاتیں ظاہر ہے ان خرافات کا جو نتیجہ ہونا چاہیے تھا ہو کر رہا، کسی بھی قوم اور جماعت کی ایسی بدنما شبیہ پیش کی جائیگی تو دیکھنے والوں کو اس سے بدظن اور متنفر ہونا فطری امر ہے۔

افواہوں کے اس جال نے بہتوں کو اپنی گرفت میں لے لیا، حتیٰ کہ بعض اہل علم سے بھی ایسے بیانات صادر ہو گئے جن کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔

لیکن سوال اس بات کا ہے کہ ہندوستان میں ان افواہوں کا جال بچھایا کس نے؟ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی جماعت و تحریک سے لوگوں کو

کس نے بدظن کیا؟ سب سے پہلے ان کو اہل سنت و جماعت سے کس نے خارج کیا؟ یہی، اور صرف یہی علماء غیر مقلدین جنھوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے جماعت وہابیہ اور سعودی حکمرانوں کے حالات قلمبند فرمائے جن میں سراسر مخالفین و معاندین کی تحریروں پر اعتماد کیا گیا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں کی "التاج المکلل" سے پہلے کوئی کتاب منظر عام پر نہیں آئی جس میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور جماعتِ وہابیہ کا اس تفصیل سے تذکرہ ہو، پھر نواب صاحب نے "التاج" کے بعد "ترجمان الوہابیہ" تصنیف فرمائی، جس میں وہابیت پر جی کھول کر کیچڑ اچھالی گئی، اور جس قدر ہو سکتا تھا نقصان پہونچایا گیا، اور اس جماعت کی ایسی بدترین تصویر پیش کی گئی جس کا تصور کی گرفت میں آنا مشکل ہے

ملاحظہ فرمائیے نواب صاحب نے ملک عبدالعزیز مرحوم کو کیسا ظالم، قاتل اور لٹیرا ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ "التاج المکلل" کے بعض اہم اقتباسات پیش خدمت ہیں، فرماتے ہیں:

"عبدالعزیز نے مقام "قطیف" کو رخ کیا اور بڑی تیزی سے پورے شہر پر اپنا تسلط جمالیا، شہریوں کو ذبح کیا اور ان کے گھروں میں جھاڑو پھیر دی"[1]

نیز لکھتے ہیں:

پھر اپنا لشکر عمان کی طرف بھیجا جس کی کمان اپنے بیٹے سعود کے سپرد کی، اس نے عمانیوں کو مطیع بنایا اور خوب تباہی مچائی"[2]

مزید لکھتے ہیں:

"اسی دوران وہابیوں کا لشکر شہر بصرہ میں داخل ہو کر قبائل عرب

---

[1] التاج المکلل ص۳۰۲ [2] ایضاً

پر حملہ کرنا اور مال غنیمت لوٹ کر واپس ہوجانا ،، [1]

اور سنئے :

،، اور کربلا کا رُخ کیا، وہاں مقابلہ کر کے زبردستی شہر میں داخل ہوکر شہریوں کو تہ تیغ کیا اور خوب لوٹ پاٹ مچائی، حضرت حسینؓ کے مزار کے سارے خزانے پر قبضہ کیا، مزار شریف کو مسمار کیا اور پورے شہر کو زیر نگیں کر لیا ،، [2]

اور دیکھئے کیا لکھتے ہیں ؟

،، پھر اگلے سال اس نے طائف پر ایک لشکر بھیجکر بزور و قوت اس پر تسلط حاصل کیا، کربلا کی طرح یہاں بھی شہریوں کو تہ تیغ کیا اور ان کے خزانوں پر قبضہ کیا، کوئی ایک متنفس بھی اپنی جان نہ بچا سکا ،، [3]

اور ملاحظہ فرمائیے :

،، ۱۲۲۰ھ میں عبد العزیز نے مکہ پر چڑھائی کے لئے اپنے بیٹے سعود کی کمان میں ایک لشکر روانہ کیا، سعود لشکر لے کر چلا مکہ پہنچ کر خیمہ زن ہوگیا، اور مکہ والوں کا تین مہینہ تک محاصرہ کئے رہا، کسی کو اس سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہوئی، شہریوں پر راستے تنگ ہوگئے اور غذائی اشیاء ختم ہوگئیں، اس لئے اطاعت پر مجبور ہوئے ،، [4]

اب مدینے کی روداد بھی ملاحظہ فرما لیجئے :

،، پھر اس (سعود) نے مدینہ منورہ کا رخ کیا، اور کئی روز کی زور آزمائی کے بعد شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا، مدینہ والوں پر جزیہ مقرر کیا اور مزار اقدس کے خزانوں اور تمام مالی ذخیروں کو ،، درعیہ ،،

---

[1] ایضاً [2] ایضاً ص۳۰۳ [3] ایضاً [4] ایضاً ص۳۰۴

منتقل کر دیا، کہتے ہیں کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا، اور یہی برتاؤ شیخین کی قبروں کے ساتھ بھی کی . . . . . نیز سعود نے گنبد نبوی کو مسمار کرنا چاہا اگر وہ ایسا نہ کر سکا اور فرمان جاری کیا کہ حاجیوں کے علاوہ کوئی حج کرنے نہ آئے ۔ [1]

مزید لکھتے ہیں :

،، اور ،، خارک ،، میں دس ہزار کی آبادی تھی، سب کے سب چن چن کر مارے گئے، کسی کی جان بخشی نہ ہوئی ،، [2]

---

[1] ایضاً ص۳۰۵ و ص۳۰۶

[2] ایضاً ص۳۰۶ نواب صاحب نے یہ ساری تفصیلات ،، آثار الادھار ،، سے نقل کی ہیں ۔ اور یہ کتاب ان کے یہاں حد درجہ مقبول ہے فرماتے ہیں :

،، کتاب الآثار ، دائرۃ المعارف اور الروضۃ الغناء فی دمشق الفیحاء ۔ یہ تینوں مسیحی علماء کی کتابیں ہیں، ان سے نقل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ ان صحیح حقائق پر مشتمل ہیں جو شخصیات پر لکھی گئی اسلامی کتابوں سے ثابت ہیں ،، (التاج ص۹۲)

ضابطہ ہے ،، نقل کفر کفر نہ باشد ،، مگر یہاں تو اس کفر کو محض ناقل کی حیثیت سے نقل نہیں کیا گیا بلکہ اس کی صحت اور حقانیت پر صریح لفظوں میں ایمان لایا گیا ہے، بجائے تردید کے ان خبروں کو ،، حقائق صحیحہ ثابتہ ،، سے تعبیر کیا گیا ہے، ہندوستان سے لے کر پاکستان تک غیر مقلدین علماء کی لمبی چوڑی دنیا ہے، کسی ایک فرد نے بھی نواب صاحب کی تردید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا، پوری جماعت کا یہ سکوت کیا نواب صاحب کے ساتھ اتفاق رائے کر لینے پر دلالت نہیں کرتا ؟

اس کے برعکس جن علماء دیوبند شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کی جماعت کے تعلق سے

ان اقتباسات کو آپ نے پڑھ لیا، اب آپ سے کوئی سوال کرے کہ عبدالعزیز کون تھا

جو کچھ بھی اپنی تحریروں اور تقریروں میں کہا اس سے انھوں نے رجوع کیا اور ان کے اخلاف نے بھی اس کی تردید کی۔ خود غیر مقلدین کو بھی اس کا اعتراف ہے، "الدیو بندیۃ" کے مؤلف کا بیان ملاحظہ فرمائیے:

"علماء دیوبند نے بعد میں اس بات کی کوشش کی کہ ان کے اکابر نے شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ان کا رجوع ثابت کر دیا جائے، لیکن افسوس کہ یہ ساری کوششیں اور تمام پروپیگنڈے اخلاص سے عاری زبانی جمع خرچ سے زیادہ کچھ نہیں، بلکہ یہ ایسی تلبیس ہے جو اپنے اندر کچھ اغراض و مقاصد رکھتی ہے" (ص ۲۵۹)

سچ کہا آپ نے، خدا آپ کا بھلا کرے مگر الخ کہ وہ کون سے اغراض و مقاصد تھے جن کی خاطر نواب صاحب نے عرب فرمانرواؤں اور شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے حامیوں کا حلیہ بگاڑ کر پیش کیا تھا، اور وہ بھی مسلم مورخین کے حوالے سے نہیں بلکہ مسیحی علماء سے نقل کر کے۔

اور اس کا بھی انکشاف فرما دیجئے (خدا آپ کو جزائے خیر دے) کہ وہ کون سے اغراض و مقاصد تھے جن کی خاطر آپ کے اسلاف کرام شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے معتقدات سے تبری کرتے تھے اور ان کی طرف انتساب کو ننگ و عار تصور کرتے تھے۔

نیز یہ بھی بتا دیجئے کہ وہ کون سے اسباب و محرکات ہیں جو آج آپ حضرات کو اپنے اسلاف کرام کی مخالفت کر کے وہابیوں کے ساتھ عقیدت و محبت کا معاملہ کرنے پر مجبور کر رہے ہیں، اور وہ کون سی ترغیبات و تحریصات ہیں جن کی کرشماتی تاثیر سے وہ سعودی حکمران جو ابھی کل تک ظالم و سفاک قاتل اور لیٹرے سمجھے جا رہے تھے آج آقا و مولیٰ، مشکلوں میں کام آنے والے مسیحا اور دینی و دنیوی تمام امور میں مقتدا اور پیشوا بن گئے، اور ماضی کے سارے کرتوت یک لخت صفحۂ ہستی سے مٹا دیے گئے۔

کیا تھا؟ تو آپ کا جواب اس کے علاوہ کیا ہوگا؟ کہ وہ ظالم، جابر، قاتل، سفاک مسلمانوں سے جنگ و جدال کرنے والا، مسلمانوں کی جان اور ان کا مال جائز سمجھنے والا، ڈاکو، لیٹرا اور تشدد پسند حکمران تھا، مذکورہ بالا بیانات سے یہی تصویر سامنے آتی ہے، نواب صاحب نے ایسی بدترین اور نفرت انگیز تصویر پیش کر کے ایک طرف اپنے آپ کو سعودی فرمانرواؤں، سلفیوں اور ان کی تحریک اصلاح کا دشمن ثابت کیا ہے تو دوسری طرف ہندی مسلمانوں کو ان سے برگشتہ کرنے کی مذموم کوشش بھی کی ہے اور نواب صاحب اس کوشش میں بے حد کامیاب بھی ہوئے، چنانچہ ہندوستان کے عوام تو عوام بعض اہل علم بھی ان سے بدظن ہو گئے اور اپنی تحریروں میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور تحریک وہابیت کی مخالفت کرنے لگے مگر جس نے جو کچھ لکھا انہی علماء غیر مقلدین کی کتابوں سے نقل کر کے لکھا۔

مگر آج ان غیر مقلدوں اور لامذہبیوں کا پینترا تو دیکھئے، خدا جانے وہ کون سے اغراض و مقاصد ہیں جن کے تحت اسی دشمن سے ہاتھ ملا لیا گیا ہے، اور اب سلفی دعوت و تحریک کے سب سے بڑے مؤید و مبلغ یہی ہیں، ان ہی کے دم خم سے سلفی دعوت آج دنیا میں زندہ ہے۔

اس نفاق کی بھی کوئی مثال ہے؟ جو اتنے منظم اور جماعتی پیمانے پر اختیار کیا گیا ہو اور کوئی ایک فرد بھی جرأت نہ رکھتا ہو جو انھیں ان کا ماضی کا آئینہ دکھائے اور پیشرو اکابر نے جو سبق پڑھایا تھا اس کو انھیں یاد کرائے۔ (۱)

---

(۱) میرا چیلنج ہے، ہندوستان، پاکستان یا دنیا کے کسی گوشے میں بسنے والا کوئی غیر مقلد عالم اپنے اکابر کی تیل کی دریافت سے پہلے کی تصنیفات سے کوئی ایک عبارت بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں سعودی فرمانرواؤں اور شیخ محمد بن عبدالوہابؒ، ان کی جماعت اور ان کی دعوت کی حمایت کی گئی ہو۔

ابن عربی اور غیر مقلدین

نظریۂ وحدۃ الوجود کے اولین موجد شیخ محی الدین ابن عربیؒ امت میں ہمیشہ مختلف فیہ شخصیت رہے ہیں، ایک طبقہ جو شیخ محمد بن عبد الوہابؒ اور ان کے متبعین نیز دیگر اہل سنت و جماعت کا ہے انھیں کافر، مبتدع اور زندیق سے کم نہیں جانتا اور دوسرا طبقہ انھیں "شیخ اکبر، عارف باللہ، سرتاج اولیاء بلکہ خاتم الاولیاء" کہہ کر پکارتا ہے۔ دونوں جماعتوں میں یہ معرکہ آرائی بہت پہلے سے چلی آرہی ہے، یہ مسئلہ آج کی پیداوار نہیں، میرے علم میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے ابن عربی اور ان کے فلسفۂ وحدۃ الوجود کا ایسا زبردست رد فرمایا کہ کسی پیشرو بزرگ کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی، اور آج ہمارے عرب کے سلفی علماء کا بھی وہی مذہب ہے جو امام ابن تیمیہ کا رہا ہے۔

اس وقت ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ کون سی جماعت حق پر ہے اور کون سی حق پر نہیں، ہمیں تو یہاں صرف اس سے دلچسپی ہے کہ ابن عربی اور وحدۃ الوجود کے بارے میں برصغیر کے لامذہبی علماء کیا رائے رکھتے ہیں اور ان کا کیا مذہب ہے؟

غیر مقلدیت کی پوری تاریخ کا آپ مطالعہ کریں گے تو ایسے واضح دلائل و شواہد آپ کو بے شمار مل جائیں گے جن کی روشنی میں یہ بات بالکل بے غبار ہو جائیگی کہ ابن عربی اور ان کے نظریۂ وحدۃ الوجود کے بارے میں غیر مقلدین کا موقف امام ابن تیمیہؒ، شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ اور ان کی جماعت سلفیہ کے بالکل مخالف ہے، بلکہ یہ غیر مقلدین ابن عربی کے تئیں بے پناہ عقیدت و احترام کا جذبہ رکھتے ہیں، انکو اولیاء عظام اور عارفین کاملین میں شمار کرتے ہیں، "حجۃ اللہ الظاہرۃ"

اور "خاتم الولایۃ المحمدیۃ" جیسے اونچے اونچے خطابات سے نوازتے ہیں، اور ان کے نزاعی بیانات کی تاویل و توجیہ کرتے ہیں۔

میاں صاحب کی فرطِ عقیدت

محدث دہلوی میاں نذیر حسینؒ[1] اس جماعت کے اکابر علماء میں سے ہیں بلکہ کسی دوسرے کو ان کا ہمسر نہیں سمجھا جاتا، شاید یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب اس جماعت میں "شیخ الکل فی الکل" کے لقب سے مشہور ہیں۔

ابن عربی سے میاں صاحب کی فرط عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ جب ابن عربی کا ذکر کرتے تو اسم شریف کے ساتھ "خاتم الولایۃ المحمدیۃ" کا لقب ضرور لگا لیتے، گویا میاں صاحبؒ کے یہاں ابن عربی کو وہ مقام حاصل تھا کہ جس طرح نبوت کا دروازہ نبی آخر الزماں محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر بند ہو گیا ہے اسی طرح ولایت کا دروازہ شیخ ابن عربی پر بند ہو گیا ہے اور جس طرح آپ کے بعد کوئی نبی دنیا میں مبعوث نہیں ہوگا اسی طرح ابن عربی کے بعد ولایت کے مقام پر کوئی اور فائز نہیں ہو سکتا۔

"الحیاۃ بعد المماۃ"[2] کے مؤلف کا بیان ملاحظہ فرمائیے:

"اور جب آپ (یعنی میاں نذیر حسین) کتاب الرقائق کا درس

---

[1] آپکی شان میں "جہود مخلصۃ" کے مؤلف کے زریں کلمات ملاحظہ فرمائیے: "سنت مطہرہ کی تحریک محدث نذیر حسین دہلوی کی جانفشانیوں سے روشن ہوئی" نیز فرماتے ہیں: "محدث حسین بن محسن انصاری کا بیان ہے: "آپ یکتائے روزگار مسند وقت، دور حاضر کے اجل علماء میں سے ہیں، بلکہ ہندوستان میں آپکا ثانی نہیں" صفحہ ۱۰۳، ۱۰۲

[2] یہ کتاب میاں نذیر حسین کی سوانح ہے جسے ان ہی کے ایک مخصوص شاگرد مولوی فضل حسین مظفر پوری بہاری نے مرتب کیا ہے۔

دیتے اور تصوف کے حقائق و نکات بیان کرتے تو فرماتے: مہاجر! ہمیں تو یہاں احیاء العلوم نظر آ رہی ہے[1]۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بلکہ علماء بھی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے: "واقعی آپ خاتم ولایت محمدیہ ہیں"

اس کے بعد مؤلف کتاب کی تائید بھی ملاحظہ فرمالیجئے:

"اور حق وہی ہے جو حضرت نے فرمایا، اس لئے کہ علوم ظاہرہ اور باطنہ کی ایسی جامعیت ندرت سے خالی نہیں" [2]

دیکھئے، استاذ و شاگرد دونوں ابن عربی کی خاتمیت پر متفق ہیں، بلکہ شاگرد صاحب نے مزید فرمایا کہ آپ علوم ظاہرہ و باطنہ کی جامعیت کی نادر مثال تھے۔

نیز فضل حسین صاحب اپنے شیخ کے موقف کی تائید میں ایک مناظرہ کی روداد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی (جو شیخ اکبر کے شدید مخالف تھے) اپنے موقف پر شیخ سے مناظرہ کرنے دہلی آئے، اور دو مہینہ مقیم رہے، روزانہ مجلس مناظرہ منعقد ہوتی مگر ہمارے شیخ اپنے موقف اور اپنی عقیدت سابقہ پر اڑے رہے بالآخر قاضی صاحب دو مہینے کے مباحثے کے بعد ناکام و نامراد واپس ہو گئے"۔ [3]

---

[1] یعنی میاں صاحب کی زبان پر تصوف کے جو اسرار و حکم جاری ہوتے تھے وہ احیاء العلوم کے اسرار و حکم سے کم نہیں تھے۔

[2] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۲۳، مؤلف کتاب مولوی فضل حسین بہاری کا تعارف جہود مخلصۃ میں یوں کرایا گیا ہے: "آپ علماء مشہورین میں سے تھے، اور میاں نذیر حسین کے مخصوص ترین شاگرد، تالیف و تصنیف، درس و تدریس اور خلق خدا کی نفع رسانی آپ کا مشغلہ تھا۔" ص ۱۲۴

[3] ایضاً ص ۱۲۳۔

ایک اور مناظرہ انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

"شیخ ابو الطیب محمد شمس الدین شیخ اکبر اور آپ کی کتاب "فصوص الحکم" کے بارے میں ہمارے شیخ سے بحث و مباحثہ کرتے رہتے تھے، اول تو شیخ نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر جب ان کی طرف سے انکار بڑھتا گیا اور اعتراضات کا سلسلہ بند نہیں ہوا تو فرمایا: "الفتوحات المکیۃ" شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہے اور یہ ان کی تمام تصانیف سابقہ کیلئے ناسخ ہے"[1]

ابن عربی کے کلام سے غیر مقلدین کا استدلال

جب شیخ ابن عربی کا مقام و مرتبہ علم و معرفت اور سلوک و طریقت میں اتنا اونچا اور بلند ہے کہ وہ ختم ولایت کے منصب رفیع پر فائز ہیں تو کیا مضائقہ ہے اگر ان کے کلام سے احتجاج و استناد کیا جائے اور ان کے فرمودات پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی جائے، چنانچہ لامذہبی علماء نے ابن عربی کے کلام سے کثرت سے استدلال کیا ہے، یہی "الحیاۃ بعد المماۃ" جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس قسم کے بہت سے استدلالات پر مشتمل ہے، چند نمونے پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیے، مؤلف کتاب تحریر فرماتے ہیں:

"خاتم الولایت المحمدیہ، شیخ اکبر اپنی کتاب "الفتوحات المکیۃ"

---

[1] ایضاً کوئی ان سے پوچھے، کیا امام ابن تیمیہؒ اس ناسخ و منسوخ سے واقف نہیں تھے، کیا ابن عربی کی کوئی تصریح موجود ہے کہ انہوں نے کتب سابقہ سے رجوع کر لیا ہے؟ جب ایسی کوئی تصریح نہیں ہے تو شیخ ابن عربی پر یہ سراسر جھوٹ اور بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟

میں فرماتے ہیں ۔[1]

اس کے بعد رد تقلید پر استدلال کے لئے "الفتوحات" سے ایک عبارت نقل کی گئی ہے۔ نیز ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :

"مؤلف کی رائے میں اجماع کی وہ تعریف جو خاتم الولایت المحمدیہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب "الفتوحات المکیۃ" میں ذکر کی ہے وہ بہت جامع اور مانع ہے۔"[2]

اس کے بعد شیخ ابن عربی کی وہ عبارت نقل کی گئی ہے جس میں اجماع کی تعریف مذکور ہے۔

ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں :

"اس موقعہ پر حقیر مترجم اپنی طرف سے شیخ ابن عربی رضی اللہ عنہ کی "الفتوحات المکیۃ" کی بعض عبارتوں کا اضافہ کرتا ہے، جس کی شان میں بحر العلوم[3] فرماتے ہیں: "واقعی آپ محمدی ولایت کے آخری ولی ہیں"[4]

میں پوچھتا ہوں کہاں ہیں امام ابن تیمیہؒ کے وہ متبعین جن کو غیر مقلدین کے جھوٹ اور نفاق نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، ایک طرف ابن تیمیہ کی اتباع کا ڈھونگ

---

[1] الحیاۃ ص۱۲۳، [2] ایضاً ص۳۰۱، [3] میاں نذیر حسین، [4] الحیاۃ ص۳۰۲ اس موقعہ پر شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ کی جماعت سلفیہ سے ہماری گذارش ہے کہ شیخ ابن عبد الوہابؒ اور ابن عربی دونوں حضرات کے تئیں ان لامذہبیوں کے نظریوں کے درمیان موازنہ کرکے دیکھیں کہ دونوں نظریوں میں کیسی دوری اور کیسا تضاد ہے، ایک کیلئے نہ لقب نہ جزاکم بلکہ اس کی طرف انتساب بھی ننگ و عار اور دوسرے کیلئے "خاتم الولایۃ المحمدیہ" جیسا عظیم لقب اور ان کو "رضی اللہ عنہ" کہنا ہے جسے اہلسنت و جماعت مستقلاً صرف صحابہ کیلئے استعمال کرتے ہیں، کیا یہ انداز تحریر شیخ ابن عربی کیلئے انتہا درجہ کے احترام و اکرام بلکہ تقدیس و تعظیم پر دلالت نہیں کرتا ؟

اور دوسری طرف در پردہ ان کے موقف کی سخت مخالفت، جو شخص ابن تیمیہ اور ان کی جماعت کے نزدیک زندیق اور کافر ہے وہی اس جماعت لامذہبیہ کے نزدیک ولایت کے اعلیٰ ترین مقام پر متمکن ہے، دونوں نظریوں میں اتفاق کیا معنی، بعد المشرقین ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"خاتم الاولیاء" کا لفظ غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں"۔[1]

مزید فرماتے ہیں :

"خاتم الاولیاء" تو درحقیقت اس شخص کیلئے موزوں ہوگا جو نیکوکاروں اور پرہیزگاروں میں سب سے آخری ہوگا"۔[2]

یہ ہے علامہ ابن تیمیہؒ کا مذہب، اور ہندوستان میں غیر مقلدین کا مذہب جب تک عرب میں تیل دریافت نہیں ہوا تھا، یہ تھا کہ شیخ ابن عربیؒ پر محمدی ولایت کا خاتمہ ہو چکا ہے، اب خدا کا کوئی ولی دنیا میں ظاہر نہیں ہوگا۔

اس جماعت کے کن کن لوگوں نے ابن عربی کو اس عظیم لقب سے نوازا ہے؟ ہم اس کی چھان بین میں نہیں پڑتے، اور نہ اس کی ضرورت ہے، اس لئے کہ غیر مقلدین کے مذہب اور عقیدے کی معلومات حاصل کرنے کے لئے میاں نذیر حسین جیسی مقتدر ہستی کی شہادت کافی ہے، کیونکہ میاں صاحب کو اپنی جماعت میں جو مقام حاصل ہے وہ کسی اور کو میسر نہیں، لیجئے ملاحظہ فرمائیے غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد، کے مصنف کا یہ بیان جو خاصا دلچسپ ہے۔

"اگر میں رکن کعبہ اور مقام ابراہیم کے درمیان یہ قسم کھالوں کہ میں نے آنکھوں

---

[1] فتاویٰ ج۱۱ ص۴۴۴ [2] ایضاً

علم و عبادت، زہد و صبر، سخاوت و خوش اخلاقی، نیز علم و بردباری میں آپ جیسا نہیں دیکھا اور نہ خود آپ نے اپنا ہمسر دیکھا تو ممانعت نہ ہوں گا .... آپ بحر العلوم، معدن علم، شیخ الاسلام مفتی انام، محدث عصر، فقیہ دہر، رئیس الاتقیاء، قدوۃ النجباء، امام اعظم، شیخ عرب و عجم، عمدۃ المفسرین، قدوۃ السالکین، صاحب کرامات اور صاحب مقامات بزرگ تھے" [1]

"جھود مخلصۃ" کے مؤلف کا یہ بیان بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، ملاحظہ فرمائیے:

"اس علمی اصلاحی تحریک (یعنی تحریک غیر مقلدیت) کی قیادت اپنے زمانے کی دو مجدد شخصیتوں نے فرمائی، ایک امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی، دوسرے امام سید نذیر حسین محدث دہلوی" [2]

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس مقام بلند کا؟ اسی لئے ابن عربی کے "خاتم الولایۃ المحمدیہ" ہونے کا عقیدہ اس لحاظ سے زیادہ اہم اور زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے کہ مذہب غیر مقلدین کے بانی و مجدد اور اس جماعت کے ترجمان کی حیثیت رکھنے والی شخصیت کا عقیدہ ہے، اور آج اسی بات کو عوام اور خصوصاً عرب علماء سے چھپائے جانے کے ہزار جتن کئے جا رہے ہیں۔

---

[1] الحیاۃ ص ٢٤٣ [2] جھود مخلصۃ ص ٩٣

ابن عربی کے ساتھ حشر میں اٹھنے کی تمنا

یہ بات آپ کے علم میں آچکی ہے کہ نواب صدیق حسن خاں اس جماعت کے اکابر علماء و اساطین میں شمار کئے جاتے ہیں، اور صاحب "الرحیق المختوم" کے بیان کے مطابق آپ علم و عرفان کے وہ آفتاب ہیں جس سے زمین و آسمان روشن ہیں۔ آپ کی عظمتِ شان کو بیان کرنے کے لئے اس جماعت کے بیان الفاظ تنگ دامانی کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک عقیدت مند کے قلم نے درج ذیل پر عظمت و پر جلال القاب ذخیرۂ الفاظ سے شاید بڑی جانفشانیوں اور دماغ سوزیوں کے بعد ڈھونڈ نکالے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

"صاحب سیادت و امارت، علامۂ عظیم الہمت، نجیب الطرفین، جامع ہر دو شرافت، ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے، قابل استاد علماء کے صدر نشین اور ایسے عظیم المرتبت انسان جن کے وجود مسعود سے بھوپال کو پوری دنیا پر ناز ہے، اور جن کی ذات والا صفات سے علم حدیث کا دنیا میں بول بالا ہے" [1]

یہی نواب صاحب ہیں جن کی ابن عربی سے عقیدت مندی کا یہ عالم ہے کہ "التاج المکلل" میں جب ابن عربی کے ذکر پر آئے تو صفحے کے صفحے کھینچ دیئے، اور اہل علم کی طرف سے ابن عربی پر جو اعتراضات کئے گئے تھے ان سب کے دفعیہ میں اپنی پوری توانائی صرف کر دی، اور واقعی دفاع کا حق ادا کر دیا۔ نواب صاحب نے ابن عربی کا تذکرہ اپنی اس بات اور اس دعا پر ختم کیا ہے:

---

[1] الروضۃ الندیۃ ص ١١۔

"عمل بالدلیل اور ترک تقلید کے موضوع پر آپ کا بیان سب سے بڑھ کر ہوتا تھا، اور اس موضوع سے آپ کی دلچسپی بیان سے باہر تھی، اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب مسلمانوں کی طرف سے صلہ رحمت فرمائے ہم پر آپ کے انوار و برکات کی بارش فرمائے، اور ہمیں آپ کے اسرار و رموز کا جام پینا نصیب اور آپ کی شراب علم سے سیراب فرمائے اور قیامت کے میدان میں آپ کے احباب کے زمرے میں ہمیں اٹھائے، اور پاکبازوں کے سردار نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ[1] و مرتبے کے صدقہ میں اس دعا کو قبول فرمائے۔[2]"

"ایمان فرعون" کی بابت ابن عربی کے قول کی تاویل

فرعون کا کفر امت کا اجماعی مسئلہ ہے، سب سے پہلے اس اجماع کی مخالفت ابن عربی نے کی اور کہا کہ فرعون کی موت نہ صرف یہ کہ ایمان پر ہوئی بلکہ اس نے شہادت کی موت پائی، ابن عربی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

"فصار الموت فيه شهادة خالصة بريئة لم يتخللها معصية تقبض على افضل عمل وهو التلفظ بالايمان"[3]

فرعون کو خالص اور بے داغ شہادت نصیب ہوئی کیونکہ ایمان اور موت کے درمیان کوئی معصیت متخلل نہیں ہوئی، بلکہ روح ایمان کے

---

[1] کیا یہی وہ توسل نہیں ہے جسے عرب کے سلفی علماء شرک کہتے ہیں؟ اگر یہ شرک ہے تو علماء نجد و حجاز کی نواب صاحب کے بارے میں کیا رائے ہے؟! اور یہ غیر مقلدین کا موجودہ ٹولہ جو عربوں کے سامنے تقلید کے پیش نظر ان کی تقلید کا دعوی کرتا رہتا ہے، کیا اپنے نواب صاحب کے اس توسل کو شرک کہنے کیلئے تیار ہے؟

[2] التاج ص ۱۸۰ [3] روح المعانی ۱۸۵ ج ۱۱

بول پر قبض ہوئی جو افضل الاعمال ہے۔

یہ ہے ابن عربی کا مذہب، لیکن نواب صاحب ابن عربی کے اس صریح کلام کی یوں تاویل فرماتے ہیں:

"بعض علماء نے ایمان فرعون کی بابت کلام شیخ کی یہ توجیہ فرمائی ہے کہ شیخ کی مراد فرعون سے نفس ہے۔"[1]

نیز فرماتے ہیں:

"اس سلسلے میں مذہب راجح یہ ہے کہ آپ کی شان میں سکوت اختیار کیا جائے اور مخالف شرع جو اقوال ہیں ان کو اچھے محمل پر پھیرا جائے، اور آپ اور آپ کے علاوہ ان تمام مشائخ کی تکفیر سے کف لسان کیا جائے جن کا تقویٰ دین میں مسلم ہے اور جن کے علم کا مسلمانوں میں شہرہ ہے اور عمل صالح کے اعتبار سے ان کا مقام بہت بلند ہے، یہی ان محققین کا مذہب ہے جو علم و عمل اور شریعت و طریقت کے جامع ہیں۔"[2]

مزید تاکیداً عرض کرتے ہیں:

"واقعی حق و صواب وہی ہے جس کی طرف شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی شیخ اجل مسند وقت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مجتہد کبیر امام محمد شوکانی گئے ہیں، یعنی ابن عربی کا وہ کلام جو ظاہر کتاب و سنت کے موافق ہو اسے قبول کیا جائے اور جو ان کے خلاف ہو اس کی کوئی مستحسن تاویل کی جائے اور کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو اہل علم اور اصحاب تقویٰ کو زیبا نہ ہو۔"[3]

---

[1] و [2] التاج ص ۱۷۹

[3] اس عبارت میں ابن تیمیہ اور ان کے موافقین پر رد ہے جو ابن عربی کو کافر اور مبتدع قرار دیتے ہیں اور تعریض بھی، کہ ان کا قول اصحاب علم و تقویٰ کی شایان شان نہیں ہے۔

ابن عربی حجۃ اللہ فی الارض تھے

نواب صاحب فرماتے ہیں :

"خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ کے مقامات وکرامات کو چند جلدوں میں ضبط کرنا ممکن نہیں ، وہ تو اللہ کی حجت ظاہرہ اور اس کی روشن نشانیوں کے مظہر ہیں ۔" [1]

نیز نواب صاحب صاحب قاموس علامہ مجدالدین فیروزآبادی کا کلام نقل کرتے ہیں جس سے ابن عربی کے جلالت شان کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے :

"واقعہ یہ ہے کہ آپ ظاہر و باطن ، علم ومعرفت ہر لحاظ سے پیر طریقت اور اپنے نام کی طرح اپنے عمل سے بھی علوم دینیہ کو زندہ کرنیوالے تھے ، آپ ایسا چشمۂ صافی تھے جو کثرت استعمال سے گندا نہیں ہوتا ، آپ کی ذات وہ ابر دریا بار تھی جس کی موافقت سے بچتر بھی گریز نہیں کرتے ، اور آپ کی مخلصانہ دعوت کا عالم یہ تھا کہ اس کے ثمرات واثرات سات طبق پر بھی پھیلے ہوئے تھے اور آپ کے انوار وبرکات سے کائنات کا ذرہ ذرہ منور تھا ۔" [2]

اللہ ! اللہ ! یہ عظمت شان ، سبحان آپ پر قربان ، حیرت ہے ابن تیمیہ اور مشائخ نجد و حجاز پر نہ جانے ان حضرات کو "حجۃ اللہ الظاہرہ" سے کیوں پرخاش ہے ؟

---

[1] التاج ص ۱۷۶ ، [2] ایضاً ص ۷۷ - ۱۷۶ ۔

ابن عربی کے مزار سے حصول برکت

فرقۂ لامذہبیہ کے امام نواب صاحب ابن عربی کی قبر کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے والوں کا ذکر کرکے عندالناس ان کی مقبولیت کی شہادت فراہم کرنے کی کوشش کررہے ہیں ، جس کے لئے انھوں نے مقری کا یہ بیان نذر قلم کیا ہے ملاحظہ فرمائیے :

"میں بارہا برکت حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی قبر پر حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہاں انوار کی بارش ہورہی ہے اور وہاں کے ظاہر و باہر حالات کا جس طرح مشاہدہ ہوتا ہے ، انصاف کی بات یہ ہے کہ کسی کو ان سے انکار کی گنجائش نہیں ہوسکتی ۔" [1]

مقری کی اس روداد زیارت کو بیان کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ علماء لامذہبیہ کے یہاں ابن عربی وہ خدارسیدہ ہستی ہیں کہ ان کی قبر سے فیوض وبرکات حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں ، اگر کوئی قباحت سمجھی جاتی تو مقری کا یہ قول نقل نہ کیا جاتا ، اور اگر نقل کر ہی دیا گیا تو اس کا رد کیا جاتا اور اس کی شناعت ظاہر کی جاتی ، مگر ایسا کچھ نہیں کیا گیا جس سے شبہات کو ہوا ملتی ہے ۔

ابن عربی اور ان کے مذہب "ایمان فرعون" اور "وحدۃ الوجود" کے

---

[1] التاج ص ۱۷۸ ، کیا اس عبارت میں صلحاء کے مزارات کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنے کی ترغیب نہیں دی جارہی ہے ؟ کیوں نہیں ! ہر شخص کو اپنے عقیدے اور مذہب کی تبلیغ کا پورا حق حاصل ہے ، ہم ان شاءاللہ آئندہ صفحات میں تفصیل سے اس موضوع پر بحث کریں گے ۔

سلسلے میں جو شواہد پیش کیے گئے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ طائفہ لا مذہبیہ ابن عربی سے مکمل موافقت رکھتا ہے اور ان مسائل میں جن میں ابن عربی کا تفرد ثابت ہے اس طائفہ کا وہی مذہب ہے جو ابن عربی کا ہے ۔

لیکن آج اس جماعت کا ہر فرد اپنے علماء اور اکابر کے مذہب کی پردہ پوشی میں جٹا ہوا ہے یہ لوگ عوام کے سامنے یہ ظاہر ہی نہیں کرتے کہ ابن عربی اور ان کے نظریات کے متعلق ان کے اکابر علماء کے کیا خیالات تھے اور وہ ابن عربی سے کتنی عقیدت رکھتے تھے اور ان کے نظریات کے کتنے پرزور حامی تھے ۔

بلکہ ساری توانائی اس میں صرف کی جارہی ہے کہ جو لوگ تصوف اور اہل تصوف کے سلسلہ میں ان کے اعتقادات اور ان کے علماء کی تصنیفات سے ناواقف ہیں (بالخصوص عرب شیوخ) انھیں یہ باور کرایا جائے کہ یہ لوگ عرب سلفیوں کے مذہب پر ہیں اور ابن تیمیہ ، ابن قیم ، اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ کے عقائد کی پرزور حمایت کرتے ہیں ۔

لیکن ان بیوقوفوں کو پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے والوں کو پسند نہیں کرتا آخر کب تک دجل وفریب کا یہ بازار گرم رہے گا ؟ کیا خدا قادر نہیں کہ ان کی جعل سازیوں کا پردہ فاش کردے اور اپنے کسی بندے کو کھڑا کردے جو ان کے نفاق کی قلعی کھولے اور ان کا اصلی چہرہ امت کے سامنے بے نقاب کرے ۔

ابن عربی کی تقدیس وتعظیم کے بارے میں ان کے اکابر وشیوخ کے واضح بیانات کے بعد کیا مزید کسی شہادت کی ضرورت باقی ہے ؟ کیا تصوف اور اہل تصوف سے لاتعلقی و بیزاری کا ان کا دعویٰ کھوکھلا اور ابن عربی کے فلسفہ « وحدۃ الوجود » کے سلسلے میں ابن تیمیہ کی اتباع کا دعویٰ بے اصل ثابت نہیں ہوگیا ؟

روئے زمین پر شیعوں کے بعد کوئی فرقہ نہیں جو جھوٹ ، نفاق اور

دجل و فریب میں اس فرقہ لا مذہبیہ کا مقابلہ کرسکے ۔

وحدۃ الوجود اور غیر مقلدین

ابن عربی اور غیر مقلدین کے تعلق سے ماسبق میں جو تفصیلی گفتگو کی گئی اب اس کے بعد ضرورت باقی نہیں تھی کہ مستقلاً کوئی عنوان قائم کیا جاتا اور اس کے تحت « وحدۃ الوجود » کے بارے میں ان کے مذہب کی حقیقت واضح کی جاتی ، لیکن عصر حاضر میں اس جماعت کی طرف سے جتنے وسیع پیمانے پر یہ پروپیگنڈے کیے جارہے ہیں کہ یہی جماعت تنہا ہندوستان میں سلفیت کی علمبردار ، توحید کی دعویدار ، تصوف کی منکر ، ابن عربی اور ان کے فلسفہ « وحدۃ الوجود » سے متنفر ہے ، اس کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ « وحدۃ الوجود » کے موضوع پر ان کا جو نظریہ ہے اس کو بالاستقلال واشگاف کیا جائے ، تاکہ قیام حجت کے بعد جسے مرنا ہو مرے ، جسے جینا ہو جیے ۔

یہ بات تو کسی سے مخفی نہیں کہ طائفہ غیر مقلدین کے یہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے ، بلکہ ان کا تو دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں سلفیت کی بناء شاہ صاحب ہی نے ڈالی اور سلفی دعوت انکی اور ان کے خانوادے کی غیر معمولی جانکاہیوں کی بدولت

ل غیر مقلدین کی طرف سے علماء دیوبند پر بریلویوں اور قبر پرستوں کی حمایت کا الزام لگایا جاتا ہے جبکہ علماء دیوبند کا بریلویوں سے کوئی تعلق نہیں ، ان حضرات نے بریلویوں اور ان کے اعتقادات کے رد میں اپنی عمریں کھپادیں اور اپنے پیچھے اس موضوع پر ایک اچھا خاصا کتب خانہ چھوڑا ، اور اپنے گھر کی خبر نہیں لی جاتی جہاں سارا خانہ برباد ہے ۔

پھولی پھلی [1]

ابھی حال ہی میں ان کے ایک عالم نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "حركة الانطلاق الفكري وجهود الشاه ولي الله في التجديد" [2] اصل کتاب اردو میں تھی اس کا عربی ترجمہ مولانا مقتدیٰ حسن ازہری ریکٹر جامعہ سلفیہ بنارس نے، اور اسی جامعہ نے اسے طبع بھی کیا ہے۔

اس طائفہ کا کوئی عالم ایسا نہیں ہے جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی قصیدہ خوانی میں رطب اللسان نہ ہو اور ان کی طرف انتساب کو مایۂ افتخار نہ سمجھتا ہو، اور ان کی علمی خدمات کو بنظر تحسین نہ دیکھتا ہو۔

لہٰذا آئیے ذرا دیکھیں "ابن عربی" اور "فلسفۂ وحدۃ الوجود" کے بارے میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ کا کیا موقف ہے؟

---

[1] حضرت شاہ صاحب یا ان کے گھرانے کے کسی فرد کو غیر مقلدیت سے کوئی واسطہ نہیں تھا مگر غیر مقلدین زبردستی ان کو ہندوستانی غیر مقلدیت کا بانی قرار دیتے ہیں۔ ناظرین اس بات کو دھیان میں رکھیں۔

[2] "جهود مخلصة" کے مؤلف کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے:

"اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرما کر ہندوستان پر انعام فرمایا، جنھوں نے دعوت و اصلاح کی نئی راہ بنائی، وہ راہ یہ تھی کہ امت از سر نو سلف صالحین کے دین پر پلٹ کر آجائے، نیز عقیدے، عمل اور فکر و نظر میں کتاب و سنت کی تعلیمات پر کاربند ہو جائے اور مسائل فقہیہ میں فقہاء محدثین کے طریقہ کو اختیار کرے۔ آپ کی دعوت کا مقصد تصوف کی اصلاح، بدعات، خرافات اور فقہی جمود و تعطل کا خاتمہ، خشک منطقیت اور درشت ظاہریت کو محدثین کے منہج سے قریب کرنا تھا تاکہ عقیدہ و سلوک میں صراط مستقیم اور اسلاف کے علمی منہج پر پہونچنا آسان ہو جائے۔"
(ص ۷۰)

شاہ صاحب اور ان کے ذی علم صاحبزادگان شیخ ابن عربی کو چوٹی کے اولیاء اللہ میں شمار کرتے تھے، چنانچہ جب کہیں شاہ صاحب ابن عربی کا نام لیتے ہیں تو انھیں شیخ اکبر کہتے ہیں، شاہ صاحب کا ایک مستقل خط "مکتوب مدنی" کے نام سے مشہور ہے، اس میں انھوں نے "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، ملاحظہ فرمائیے خط کا آغاز اس طرح فرمایا گیا ہے:

"آپ کا خط موصول ہوا جس میں شیخ اکبر کے "فلسفہ وحدۃ الوجود" اور مجدد الف ثانی کے "فلسفۂ وحدۃ الشہود" کے متعلق یہ دریافت کیا گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان تطبیق ممکن ہے یا نہیں" [1]

اس کے بعد شاہ صاحب دونوں نظریوں کی توثیق فرماتے ہوئے تطبیق کی صورتیں بیان فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"اس زمانے میں جب اللہ کی رحمت تقسیم ہوئی تو ہمیں جو حصہ ملا وہ یہ ہے کہ ہمارے سینوں میں اس امت کے علماء کے علوم عقلیہ، نقلیہ اور کشفیہ سب جمع ہو گئے اور ہر قول اپنے محل میں رہا۔"

مزید فرماتے ہیں:

"ایسے موقعوں پر سامعین کی کئی جماعتیں بن جاتی ہیں، چنانچہ بعض لوگ آپ کے اشاروں کی مراد پا لیتے ہیں، نیز ان اشاروں کے موقع و محل کو تاڑ لیتے ہیں تو ہر قول کو اس کے اسی محل میں رکھتے ہیں جس کیلئے وہ قول صادر ہوا، اور ہر ایک کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور بعض لوگ عبارتوں اور اشاروں کے اختلاف سے گھبرا جاتے

---

[1] المکتوب المدنی، ودمغ الباطل ص ۲۹ مطبوعہ پاکستان۔

ہیں اور سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ متنوع انواع عبارتوں اور اشاروں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور ان سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں پاتے۔"[1]

مزید فرماتے ہیں:

"واضح ہو کہ "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" یہ دو لفظ ہیں جن کا اطلاق دو مختلف مقامات پر ہوتا ہے، کبھی ان کو وصول الی اللہ کی بحث میں استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اس سالک کا مقام "وحدۃ الوجود" ہے اور اس سالک کا مقام "وحدۃ الشہود" ہے، اور وحدۃ الوجود سے مراد اس موقع پر حقیقت جامعہ کی معرفت میں استغراق لیا جاتا ہے۔"[2]

اس تفریق کے بعد عرض کرتے ہیں:

"پہلا نظریہ "وحدۃ الوجود" کہلاتا ہے، اور دوسرا "وحدۃ الشہود" اور ہمارے نزدیک یہ دونوں صحیح ہیں اور کشف سے ثابت ہیں۔"[3]

مزید عرض کرتے ہیں:

"اس حد تک "وحدۃ الوجود" عقل اور کشف سے ثابت ہے۔"[4]

اسی طرح شاہ صاحب نے اسی مکتوب میں دونوں دونوں نظریوں کے اثبات اور دونوں میں تطبیق کی جہد بلیغ فرمائی ہے، نیز شاہ صاحب کے صاحبزادۂ محترم شاہ عبد الغنی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب "دمغ الباطل" کے نام سے تصنیف فرمائی ہے جس کے اندر مصنف نے اپنے والد بزرگوار کے مذہب کی

---

۱ ایضاً ص ۶ ۲ دمغ الباطل ص ۸، ۳ ایضاً ص ۸، ۴ ایضاً ص ۸۶۔

توضیح کی ہے اور معاصرین علماء نے جو اعتراضات کیے تھے ان کے جوابات دیے ہیں، نیز ابن عربی کا تذکرہ اس کتاب میں بہت اونچے اونچے القاب و صفات کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"شیخ اکبر، یاقوت احمر، میدانِ ولایت کے اول و آخر، گوہرہائے معرفت کے جامع و ناشر، راہ ہدایت کے داعی و مبلغ، بحر عنایت کے غواص، صاحب کراماتِ بدیعہ، حاوی مقاماتِ رفیعہ، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عربی الطائی المغربی المالکی۔"[1]

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جس مسئلہ وحدۃ الوجود کی وجہ سے ابن تیمیہ اور ان کی جماعت کی طرف سے ابن عربی کی تکفیر کی جاتی ہے، اسی مسئلہ کے بارے میں غیر مقلدین کے ایک ممدوح بزرگ شیخ رفیع الدین فرماتے ہیں کہ یہ کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ ایک ذیلی عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ کتاب و سنت سے ثابت ہے"[2]

اور فرماتے ہیں:

"اور حق اس باب میں وحدۃ الوجود کے قول کو اختیار کرنا ہے۔"[3]

مزید صراحت کے ساتھ عرض کرتے ہیں:

"حاصل کلام یہ ہے کہ درحقیقت یہ مسئلہ "توحید ایمانی" ہے۔"[4]

رأس الطائفہ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

"شیخ عارف محی الدین ابن عربی صاحب "فتوحات مکیہ" نے ابن حزم کی تعریف کرتے ہوئے باب ۲۲۳ ص ۹۷۳ میں فرمایا جس کا متن درج ذیل ہے:
یہ غایت درجہ کا اتصال ہے کہ شئی بعینہٖ وہی ہو جو ظاہر ہو لیکن یہ سمجھ میں آئے

---

۱ ایضاً ص ۹۹ ۲ ایضاً ص ۱۰۵ ۳ ایضاً ص ۱۳۵ ۴ ایضاً

کہ دونوں ایک ہی ہے، جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق سے
معانقہ فرمایا اور ایک جسم دوسرے جسم میں غائب ہو گیا، اور صرف ایک ہی
جسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نظر آ رہا تھا، اسی دو کے ایک ہو جانے کو
اتحاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ [1]

اس کے بعد عربی کے دو شعر ذکر کئے گئے ہیں جس کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے:

"ہمارے دشمن کو تاریکی میں شبہ ہو گیا، اس نے چاہا کہ ہمارے درمیان دوری
پیدا کر دے لیکن میں نے اپنے ساتھی سے ایسا معانقہ کیا کہ ہم دونوں ایک
ہو گئے، پس جب ہمارا دشمن ہمارے پاس آیا تو اسے ایک کے علاوہ دوسرا
نظر ہی نہیں آیا۔"

ایک فارسی کا شعر بھی پیش کیا گیا ہے اس کے بعد عرض کرتے ہیں:

"اور عجب نہیں یہی لوگ (یعنی اہل حدیث) محبت اور اتحاد والے ہوں
بلکہ حق و انصاف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وحدت مطلقہ کے حامل ہیں۔" [2]

جس شخص کے سینے میں دل ہو گا اور دل لگا کر اس نے ہماری معروضات کا مطالعہ کیا ہو گا
اسے یہ باور کرنے میں ذرا تامل نہ ہو گا کہ طائفہ غیر مقلدین (بزعم خویش سلفیین) کا
ابن عربی اور وحدۃ الوجود سے گہرا تعلق ہے اور ان کے اکابر سب کے سب اس نظریے
کے نہ صرف یہ کہ حامی تھے بلکہ ان کا اعتقاد تھا کہ یہ مسئلہ کتاب و سنت سے ثابت
ہے اور یہی وہ اصل توحید ہے جس پر ایمان کا دار و مدار ہے، نیز جماعت غیر مقلدین کا یہ
اس دعوے میں دجل و تلبیس سے کام لیتی ہے کہ وہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور شیخ
محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ کے مذہب پر ہے۔

---

[1] الاتحاج ص ۹، [2] ایضاً ص ۹۰-۹۱، مفتی ابن العثیمین فرماتے ہیں: جس نے اس کو سالکین کا منتہی قرار
دیا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے اور جس نے اس کو وصول الی اللہ کے لوازم میں سے قرار دیا وہ بھی غلطی پر ہے۔
(فتاوی ابن العثیمین ماخوذ از دیوبندیہ)

اخیر میں شیخ ابن العثیمین مفتی سلفی کا فتوی بھی ملاحظہ فرمائیے۔
فرماتے ہیں۔

"یہ ابن عربی، تلمسانی اور قونوی جیسے ملحدین کا نظریہ ہے......
...... اور یہ لوگ کفر میں نصاریٰ سے بڑھے ہوئے ہیں۔" [1]

ابن تیمیہؒ پر سوء فہم کا طعن

نواب وحید الزماں صاحب اپنی مشہور کتاب "ھدیۃ المھدی" میں
فرماتے ہیں:

"رہے صوفیہ وجودیہ، جن میں ابن عربی بھی شامل ہیں، تو وہ حلول اور اتحاد
محض کے قائل نہیں ہیں، بلکہ اللہ کی ذات کو عرش پر مخلوق سے جداگانہ ثابت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ من وجہ عین خلق ہے یعنی صرف وجود کے اعتبار
سے، اس لئے کہ وجود صرف ایک ہے اور وہ حق تعالیٰ کا وجود ہے [2] اور

---

[1] فتاوی ابن العثیمین ص ۳۰، ج ۳ منقول از الدیوبندیۃ، قارئین کرام اہل حدیث اور اہلسنت
کے عقائد کے درمیان موازنہ فرمائیں، مذکورہ تفصیلات کے بعد صحیح رائے قائم کرنے میں ان شاء اللہ
کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

[2] حاشیہ پر یہ توضیحی نوٹ بھی موجود ہے، اسی لئے شیخ نے فرمایا، اللہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور
اپنی ذات کے ساتھ اپنے عرش پر ہے، اور اس کا نور یعنی اس سے پھیلنے والا وجود تمام آسمانوں اور زمینوں کو عام
ہے پس تمام اشیاء اسی کے وجود سے موجود ہیں، اور فصوص الحکم میں جو یہ کہا گیا ہے: الحمد للہ الذی
خلق الاشیاء وھو عینھا، تو اس کا یہ مطلب ہے کہ حق سبحانہ کا وجود عین مخلوقات کا وجود ہے اور یہ کہ
مخلوقات کا دوسرا وجود ہے، جیسا کہ متکلمین کا خیال ہے، شیخ ابن عربی نے الفتوحات میں ... پر اس
کی تصریح کی ہے۔

دیگر تمام چیزیں اسی وجود سے وجود میں آئی ہیں، ان کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ جیسا کہ متکلمین کہتے ہیں کہ وجود کی دو قسمیں ہیں، ایک واجب کا وجود، دوسرا ممکن کا وجود، اور حق تعالیٰ منزہ جیز غیر متعلق بھی ہیں ذات اور ماہیت کے اعتبار سے، اسلئے کہ ممکن کی ذات اور ماہیت واجب کی ذات اور ماہیت کے مغائر ہوتی ہے، اور عام طور پر جو کہا جاتا ہے کہ خالق اور مخلوق کے درمیان وہی نسبت ہے جو کوزہ اور کوزہ گر یا عمارت اور عمارت گر کے درمیان ہوتی ہے یہ لوگ (قائلین وحدۃ الوجود) اس سے احتراز کرتے ہیں، کیونکہ یہ تو بین البطلان ہے اس لئے کہ جب حدوثِ عالم سے قبل حق تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں تھا تو یہ ساری چیزیں کہاں سے وجود میں آگئیں؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کان اللہ ولم یکن معہ شئ" کائنات کی تخلیق سے پہلے اللہ موجود تھا مگر اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

ہمارے بزرگ ابن تیمیہ نے ابن عربی پر سخت نکیر فرمائی اور حافظ اور تفتازانی نے آپ کی اتباع کی، میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کو "فصوص" کے ظواہر الفاظ نے متنفر کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھیں گہرائی و گیرائی سے سوچنے کا موقع نہیں ملا، بالآخر شیخ کی رائے سمجھنے سے یہ لوگ قاصر رہ گئے، اگر فتوحات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا تو یہ یقین کرنے میں کوئی تامل نہ ہوتا کہ شیخ بھی اصول و فروع ہر دو پہلو سے "اہلحدیث" میں شامل ہیں اور اہل تقلید[1] سب سے سخت تنقید کرنے والوں میں ہیں ہے

---

[1] دانشوری بھی رہین عقیدت ہو کر رہ گئی، اسلاف کے احوال سے جو لوگ واقف ہیں وہ خوب

پھر ذرا یہ تہدیدی انداز بھی ملاحظہ فرمائیے:

"شیخ مجدد نے فرمایا: میں شیخ (ابن عربی) کا مخالف بھی ہوں اور کہتا ہوں کہ وہ اس مسئلے میں غلطی پر ہیں، مگر اس کے باوجود یہ بھی کہتا ہوں کہ وہ اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہیں، جو شخص ان پر

جانتے ہیں کہ اہل علم میں اس رائے کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؟ مرحوم نواب حیدرآبادی صاحب اتنی صفحوں کس لئے عقیدت کی دھن میں یہ بھی محسوس نہ کر سکے کہ کس پر تنقید کر رہے ہیں! کیا کوئی اسے ماننے کیلئے تیار ہوگا ابن تیمیہ، ابن قیم اور ان کے اصحاب سلفیین سب کے سب سوء فہم کے شکار ہو گئے، صرف اسلئے کہ ابن عربی معتقدین پر سخت نکیر فرمایا کرتے تھے ان کے ساتھ عقیدت و احترام کا جذبہ اس دیوانگی کو پہنچ گیا کہ مقتدر خود کو خیرباد کہہ دیا گیا۔ اور ابن تیمیہ جیسے امام و ثقہ، حجت و ثبت شخصیت کی تنقیص صرف اس جرم کی بنا پر کر دی گئی کہ انھوں نے علم و تحقیق کو عقیدت کے بت پر بھینٹ نہیں چڑھایا۔

ذرا اقتباس کا آخری حصہ دوبارہ پڑھ لیجئے ابن تیمیہ پر ایک اور الزام، اقتباس کا یہ حصہ صاف بول رہا ہے کہ اگر ابن تیمیہ اور ان کے اصحاب پر ابن عربی کا اہلحدیث ہونا اور مقلدین کا سخت دشمن ہونا آشکارا ہو گیا ہوتا تو ابن عربی کو معاف کر دیا جاتا اور نظریۂ وحدۃ الوجود کو مومن تنقید بنایا جاتا یہ علم و تحقیق اور حق و صداقت کا سارا سرمایہ حزب پرستی و گروہ بندی کی قبر میں دفن کر دیا جاتا، العیاذ باللہ!

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ یہ بدگمانی حق و صداقت کا گلا گھونٹنے والوں کو ہو تو ہو، مگر پوری دنیا جو ان کی حق گوئی پر ایمان لا چکی ہے اور ان کے علم و فہم پر اعتماد کر چکی ہے کسی کی بہتان تراشیوں اور افتراپردازیوں سے متاثر ہونے والی نہیں۔

سنئے آگے لکھتے ۔ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔ مگر ابن عربی کے ساتھ غیر مقلدین کا جو معاملہ ہے وہ دیکھ کر کہنا پڑ رہا ہے۔ غیر مقلد باش ہرچہ خواہی کن۔ تقلید کا قلادہ گردن سے نکال پھینکئے پھر جو چاہے کیجئے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی نیکی ہے جو ساری برائیوں کو کھا جاتی ہے، سچ ہے "إن الحسنات یذھبن السیأت"۔

انگلی اٹھاتا ہے اور ان کی مذمت کرتا ہے وہ خطرے میں ہے

اور سنئے :

• ہماری جماعت میں سے سید نواب صدیق حسن خاں نے فرمایا: شیخ

محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے بارے میں ہمارا عقیدہ

کہ یہ دونوں حضرات اللہ کے چیدہ اور چنیدہ بندوں میں سے ہیں، اور جن

اعتراضات کا انھیں نشانہ بنایا گیا ہے ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں

اور ہماری جماعت میں شوکانی بھی اسی پائے کے بزرگ ہیں، جنھوں نے

آخر عمر میں شیخ کی مذمت سے رجوع کر لیا تھا، اور فرمایا : کہ میں نے

• فتوحات • میں غور کیا تو اس نتیجے پر پہونچا کہ • فصوص • میں شیخ نے

جو کچھ فرمایا ہے اسے صحیح عمل پر محمول کرنا ممکن ہے ” [2]

یہ ہے • ابن عربی • اور • وحدۃ الوجود کے باب میں غیر مقلدین علماء کا عقیدہ

جس کی توضیح و تشریح کے لئے ہم نے • ھدایۃ المھدی “ سے پوری

فصل ہی نقل کر دی تاکہ ان لامذہبیوں کے عقیدے کو سمجھنے میں کوئی دقت

نہ رہ جائے ۔

ابن عربی کا وہ فلسفہ وحدۃ الوجود جو ابن تیمیہ کی قوت ادراک سے

باہر تھا اس کی بابت نجد و حجاز کے مفتی شیخ ابن العثیمین کیا فرماتے ہیں

ملاحظہ فرمائیے :

• تیسری قسم فناء الحادی کفری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ما سویٰ اللہ کے

وجود کا اس طرح فنا ہو جانا کہ خالق عین مخلوق اور موجود عین موجد

[1] ابن تیمیہ کے عقیدتمندوں کو اپنی خیر منانی چاہئے اور اس خطرے سے بچنے کی تدبیر سوچنی چاہیے!

[2] ھدایۃ المھدی ص ۵۱ ۔

نظر آنے لگے، بلکہ رب و مربوب، خالق و مخلوق، عابد و معبود اور آمر

و مامور کا فرق مٹ جائے اور سب ایک شئی اور ایک ذات بن جائیں

یہ ابن عربی، تلمسانی، ابن سبعین اور قونوی جیسے ملحدین کا قول ہے

جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں .... اور یہ لوگ کفر میں نصاریٰ

سے بھی بڑھے ہوئے ہیں ۔

اس کی دو وجہ ہے، ایک یہ کہ ان لوگوں کے عقیدہ میں خالق و مخلوق

اور رب و مربوب کی ذات ہی میں اتحاد ہے، جبکہ نصاریٰ کے یہاں دونوں

کی ذات ایک دوسرے سے جداگانہ ہے، صرف صفت ربوبیت میں اتحاد

ہے نہ کہ ذات میں ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے رب کے اتحاد کو ہر چیز

حتیٰ کہ کتوں، خنزیروں، گندگیوں اور آلائشوں تک میں جاری و ساری

کر دیا، جبکہ نصاریٰ نے اس کو صرف حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ خاص

رکھا جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں ۔

ذرا تصور کیجئے کہ معبود اور بندہ ایک چیز ہیں کھانا اور اس کا کھانے والا

ایک ہی شئی ہیں، شوہر اور بیوی میں کوئی فرق نہیں، خصم اور قاضی ایک ہی

ذات ہیں، مدعی، مدعا علیہ اور گواہ تین نہیں ایک ہیں، یہ انتہا کو پہونچی ہوئی

حماقت و ضلالت نہیں تو اور کیا ہے ؟ ۔

شیخ نے فرمایا: کسی کا واقعہ ہے کہ اس کا بیٹا اس کے پاس آ کر دعویٰ

کرتا تھا کہ • وہ اللہ رب العالمین • ہے ۔

برا کرے اللہ اس جماعت کا جس کا معبود اس کی وہ مولودہ ہے

جس سے وہ ہمبستری کرتا ہے • [1]

[1] فتاویٰ ابن العثیمین ج ۴ ص ۲۴۲ ۔

غیر مقلدین اور تصوف (۱)

تصوف کا کیا حکم ہے؟ ابن تیمیہؒ، شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور علماء سلفیہ کا موقف اس سلسلہ میں ان کی کتابوں میں بہت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا کہ موجودہ مروجہ تصوف بدعت ہے، البتہ جن لوگوں کو فتاویٰ ابن تیمیہؒ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک تصوف علی الاطلاق بدعت نہیں ہے بلکہ وہ تصوف بدعت اور حرام ہے جو کتاب و سنت کے دائرہ سے خارج ہو اور غیر شرعی رسوم و اشغال کا حامل ہو۔

آج کے غیر مقلدین جو عربوں کے ساتھ حد درجہ موافقت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں اور عربوں کے سر میں سر ملاتے رہتے ہیں، بلکہ عربوں سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر تصوف کو علی الاطلاق ہدف تنقید بناتے رہتے ہیں اور اولیاء اللہ پر زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں، کیا انہیں اپنے گھر کی خبر نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اہل دیوبند کی فکر نہ کریں۔

آخر کیسے کوئی تسلیم کرے کہ انہیں اپنے اسلاف کے ان عقائد سے بھی واقفیت نہیں ہے جن پر ان کے مذہب کی اساس قائم ہے۔

بہت سے مسائل میں اختلاف کے باوجود ہمیں عرب کے سلفی حضرات سے کوئی شکایت

---

(۱) تصوف کے بارے میں اہل حق کا مذہب کیا ہے، سلف میں تصوف کا رواج تھا یا نہیں متصوفین کا کون سا گروہ قابل ملامت ہے؟ ان سوالات کا جواب ہم نے اپنی ایک دوسری تالیف میں دیا ہے، ناظرین اس کا انتظار کریں، یہاں تصوف کے سلسلہ میں جو کچھ گفتگو ہے، غیر مقلدوں کو سامنے رکھ کر گفتگو کی گئی ہے۔ (غازی پوری)

نہیں کیوں کہ ان کے قول و عمل میں کوئی اختلاف نہیں ہے، وہ اپنے عقائد کے اظہار میں مداہنت سے کام نہیں لیتے، جس چیز کو وہ حق جانتے ہیں اس کا برملا اظہار کرتے ہیں، چنانچہ تصوف اور اہل تصوف پر وہ کھل کر نکیر کرتے ہیں، اس کے باوجود ہم انھیں اسلام اور ملت اسلامیہ کے تئیں مخلص تصور کرتے ہیں۔ مگر یہ طائفہ لا مذہبیہ جو دیناروں اور ریالوں کی چمک دمک سے مبہوت ہے اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے جو عرب کے سلفی برادران کا ہے، اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان کے دجل و فریب کو مسلمانوں کے سامنے آشکارا کیا جائے، تاکہ جن لوگوں کو یہ مسلسل دھوکہ دیتے آرہے ہیں وہ ان لوگوں سے دامن بچانے کی کوشش کریں۔ اب تک کی ہماری معروضات سے بہت حد تک ان کی تلبیسات کی قلعی کھلی ہے اور آئندہ بھی ابھی ہمیں بہت کچھ عرض کرنا ہے تاکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو کر رہے۔

غیر مقلدین اور بیعت

میاں نذیر حسین دہلوی کا مقام و مرتبہ ان کی جماعت میں کتنا بلند ہے؟ ماسبق میں آپ کو اس کا بخوبی اندازہ ہوا ہوگا، ان کی عظمت شان کے لئے یہی کافی ہے کہ اس جماعت میں وہ "شیخ الکل فی الکل" کے گراں مایہ لقب سے مشہور ہیں، اور دین و ملت کے مجددین میں شمار کئے جاتے ہیں[1]، آپ ابن عربی کے پرجوش حامیوں میں سے تھے، صوفیاء کے سارے مروجہ اعمال آپ کے یہاں بھی

---

[1] آپ کے سوانح نگار نے اپنی کتاب "الحیاۃ بعد المماۃ" میں آپ کی مجددیت، تصوف، اور بیعت کے بیان میں ایک مستقل باب باندھا ہے، اور خصوصیت کے ساتھ آپکی مجددیت پر پورا زور قلم صرف کیا ہے۔

رائج تھے، اپنی جماعت میں پیر طریقت شمار کئے جاتے تھے، اور مروجہ

موجہ طریقہ پر لوگوں کو بیعت بھی فرمایا کرتے تھے، آپ کے شاگرد سوانح نگار

فضل حسین بہاری فرماتے ہیں:

"آپ کے یہاں بیعت کی تمام قسمیں رائج تھیں، سوائے بیعت خلافت

بیعت جہاد ۱؎ بیعت ثبات فی القتال اور بیعت ہجرت کے، نیز

مریدین کو ان کے حسب حال بیعت فرماتے تھے" ۲؎

نیز فرماتے ہیں:

"سفر بنگال کے دوران آپ کی خدمت میں بے شمار لوگ آئے اور

بیعت ۳؎ سے مشرف ہوئے"

مزید فرماتے ہیں:

۱؎ ظاہر ہے بیعت جہاد کا کیا موقعہ تھا؟ آپ تو انگریزوں کے پکے وفادار رہے تھے، انگریز

جہاد کو حرام جانتے تھے اور مجاہدین کی ساری کارروائیوں کو غنڈہ گردی، وحشت گردی

الملوکی سے تعبیر کیا کرتے تھے، چنانچہ اس وفاداری کے انعام میں برطانوی حکومت نے آپ کو

شمس العلماء کے گراں قدر خطاب سے نوازا، سوانح نگار کا بیان ہے:

"یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ میاں صاحب برطانوی حکومت کے مخالف نہیں تھے

بلکہ آپ اس کے وفادار تھے، ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں جب بعض گرامی قدر علماء نے

انگریزوں سے جہاد کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا تو اس وقت آپ ان لوگوں میں تھے

جنھوں نے اس فتوے پر دستخط نہیں کئے" (الحیاۃ بعد المماۃ ص ...)

۲؎ مؤلف نے بیعت کی بارہ قسمیں بیان کی ہیں اور آخری قسم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ بیعت طریقت

۳؎ غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ جو بیعت درویشوں میں رائج ہے شریعت میں اس کی اصل نہیں

اور اسکو بیعت توبہ کہتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۴ مصنفہ نواب وحید الزماں حیدرآبادی)

۴؎ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۴۶۔

"پنجاب میں لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، ایک دن آپ کا

بیان ہوا، معتقدین کثرت سے آئے، جب بیان ختم ہوا تو لوگوں کو

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تمام لوگوں کو اجازت دیتا ہوں اور

سب کو یہ تاکید کرتا ہوں کہ روزانہ "قرآن صغیر" کے ختم کی پابندی کریں

جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سورۂ فاتحہ پڑھیں، پھر سورۂ بقرہ شروع سے

ہم المفلحون تک، پھر "شهد الله" کی آیت آخر تک، پھر

قل اللّٰهم مالك الملك، آخر آیت تک، پھر سورۂ حشر کا آخر، پھر

سورۂ کافرون، سورۂ اخلاص اور آخر میں معوذتین" ۱؎

کیا اب بھی کسی کو تردد ہے؟ کہ جو بیعت صوفیا میں رائج ہے بعینہ وہی بیعت

غیر مقلدوں کے ٹولے میں بھی رائج ہے، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا پورا گھرانہ

سلوک و طریقت کا نہ صرف یہ کہ قائل تھا بلکہ اگر آپ ان کے گھر کا جائزہ لیں تو آپ کو

معلوم ہوگا کہ وہاں تو ایک سے بڑھ کر ایک امام طریقت موجود ...

کسی مقلد کو بھی انکار کی گنجائش نہیں ...

اور مفصلاً ہم ذکر کریں گے۔

ایک دوسری شخصیت نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی ہے جن پر اس ٹولہ

کو ضرورت سے زیادہ ہی ناز ہے، اس لئے کہ نواب صاحب نے مختلف علوم وفنون

میں بہت سی کتابیں تصنیف فرما کر غیر مقلدیت کو بڑی تقویت پہونچائی ہے۔

۱؎ ان آیات قرآنیہ کا نام "قرآن صغیر" رکھا گیا ہے، ہمارے علم میں اہلسنت وجماعت میں سے کسی

نے قرآن کو صغیر و کبیر میں منقسم نہیں کیا ہے، اس قسم کے مخصوص اوراد و وظائف جن کی کوئی اصل کتاب

وسنت میں نہ ہو نیز قرون اولیٰ میں معمول بہا نہ ہوں ان کے بارے میں اللجنۃ الدائمۃ ریاض کا فتویٰ

یہ ہے کہ یہ بدعت ہیں اور بعد کی اختراع ہیں۔ (فتاویٰ اللجنۃ ص ۱۸۳ ج ۲)

اور وہ اس جماعت کے نزدیک ۔ بجت و ثبت ۔ سمجھے جاتے تھے ، حتی کہ تقلید کو
اور بلا دلیل عمل نہیں کرتے تھے ، اور خود اپنے بارے میں فرمایا کرتے تھے :

. میں نے کوشش کی ہے کہ میرا عمل دلیل سے ہو اور میں نے تقلید کا ایک کنارہ پرے ڈال دیا ہے . [1]

ان غیر مقلد مجتہد صاحب کا تصوف کے بارے میں کیا عقیدہ ہے ؟ اگر آپ جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ نواب صاحب کا پورا گھرانہ تصوف میں غرق تھا ، اور بیعت تو ان کے گھر کی پرانی روایت تھی ، آپ کے والد سید احمد بریلوی کے ہاتھ پر بیعت تھے ، آپ کے فرزند نواب نور الحسن بھوپالی شیخ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت تھے [2] ، اور نواب صاحب کے والد صوفیاء کے طریقہ پر لوگوں سے بیعت بھی لیتے تھے .

نواب صاحب کا بیان ہے :

. والد صاحب عارف باللہ سید احمد بریلوی کے ہاتھ پر بیعت تھے . [3]

نیز فرماتے ہیں :

. آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا چنانچہ تقریباً دس ہزار لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کی دعوت سے راہ یاب ہوئے ، جو بجائے خود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے . [4]

ہاں ہاں ! نواب صاحب کے گھرانہ میں اسی صوفیانہ بیعت کا دستور تھا ، جب کہ آپ کے والد غیر مقلد اور آپ خود غیر مقلدوں کے سردار تھے ، نواب صاحب فرماتے ہیں :

. والد صاحب دلیل پر عمل کرتے تھے تقلید سے بیزار تھے ، ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں سنت مطہرہ پر مضبوطی سے کاربند رہتے تھے . [5]

---

[1] التاج المکلل ص ۵۹۵ [2] ان دونوں بزرگوں کے ترجمہ کے لئے دیکھئے ، نزہۃ الخواطر .
[3] التاج ص ۲۹۲ [4] ایضاً [5] ایضاً .

مولانا محمد اسماعیل سلفی فرماتے ہیں :

. ان سارے مرحلوں میں اہل حدیث نے اپنی روش نہیں بدلی بلکہ احکام و عقائد اور تصوف ہر میدان میں علماء کے نقش قدم پر چلتے رہے . [1]

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

. صوفیاء کی نسبت غنیمت کبریٰ ہے . [2]

مزید فرماتے ہیں :

. واقعہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اس تصوف کو ناپسند کرتے تھے جس میں ریاکاری شامل ہو اور جس کا مقصد حصول دنیا ہو . [3]

یہ ہیں علماء غیر مقلدین کے اقوال در بارۂ تصوف ، آخر طائفۂ حاضرہ تصوف سے کیوں انکار کرتا ہے ، اور اپنے اکابر و اسلاف کی کیوں مخالفت کرتا ہے ؟ یہ وہ جانے ، ہم تو ان کے اکابر ہی کے اقوال و اعمال پر اعتماد کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ کسی جماعت کا مذہب اور عقیدہ اس جماعت کے اکابر و اسلاف ہی سے اخذ کیا جاتا ہے نہ کہ اصاغر و اخلاف سے ۔

---

[1] الانطلاق الفکری ص ، ۹ [2] ایضاً ص ۲۰۹ [3] ایضاً ص ۲۰۷ ،

تصوف خاندان ولی اللہی میں

فالئہ، محدث لانہ ہیے کے یہاں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو ہندوستان میں سلفی دعوت و تحریک کا بانی مبانی تسلیم کیا جاتا ہے[1]، آپ کی علمی دینی اور اصلاحی خدمات کو بنظر تحسین دیکھا جاتا ہے، اور آپ کے تجدیدی کارناموں کو بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

مگر شاہ صاحب کا تصوف کے تئیں کیا موقف تھا؟ اہل سلوک اور پیران طریقت کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟ افسوس! آپ کی زندگی کے اس اہم پہلو کو بڑی ہوشیاری سے حذف کر دیا جاتا ہے تاکہ ابن تیمیہ، ابن قیم اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ کے عقیدت مندوں کے سامنے ان کے مکر و فریب کا پردہ فاش نہ ہونے پائے، ولیکن تابکے؟

(العظمۃ للہ)! شاید اب خدا کو منظور ہوا ہے کہ ان مکاروں کی مکاری کا پردہ فاش کیا جائے، ان کے چہروں سے جھوٹ کی نقاب الٹی جائے اور امت جو ایک زمانے سے ان کے فریب میں مبتلا تھی حقیقتِ حال سے واقف ہو۔

---

(۱) جیسا کہ گزشتہ ص۲۸ کے حاشیہ میں ہم نے واضح کیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ اور ان کا پورا گھرانہ حنفی تھا، ان حضرات کو غیر مقلدیت سے کوئی واسطہ نہیں تھا، غیر مقلدوں کی یہ دھاندلی ہے کہ شاہ صاحب کو سلفیت یعنی غیر مقلدیت کا بانی قرار دیتے ہیں، الفرقان لکھنؤ کے شاہ ولی اللہ نمبر میں حضرت علامہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون اس موضوع پر بہت مدلل اور کافی و شافی ہے ناظرین اسکی طرف مراجعت فرمائیں، یہاں جو کچھ گفتگو ہے غیر مقلدین کے اس زعم کو کہ، شاہ ولی اللہ سلفیت کے ہندوستان میں بانی تھے، تسلیم کر کے علی طریق المعارضہ گفتگو ہے ناظرین اسکا بطور خاص خیال رکھیں۔

اس سچائی سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے اہل خانہ نہ صرف یہ کہ تصوف کے حامی تھے بلکہ ہندوستان میں سلفیہ تصوف کے ناخدا تھے، اور تعلیم طریقت کے فرائض تھے اور ان کے پورے خاندان میں وہ تمام صوفیانہ اشغال و اعمال اور اوراد و وظائف معمول بہا تھے جن کو شیخ محمد بن عبدالوہاب کی جماعت پورے شدومد کے ساتھ انکار کرتی ہے اور انھیں بدعت و ضلالت قرار دیتی ہے۔

آپ اس خاندان کے ایک ایک فرد کا جائزہ لے ڈالئے ہر ایک اس راہ کا امام اور قائد نظر آئے گا خود شاہ ولی اللہ صاحب کو تصوف سے کیا والہانہ شغف تھا کہ ان کی کوئی کتاب تصوف سے خالی نہیں ملے گی، حتیٰ کہ آپ کی اولاد و احفاد کی بھی کوئی تصنیف ایسی نہیں ہے جس میں تصوف اور صوفیا پر اچھی خاصی گفتگو نہ موجود ہو، اور شاہ صاحب نے تو خاص اسی موضوع پر بہت سی کتابیں تصنیف فرما کر اس فن میں بھی اپنی امامت کا سکہ جما دیا۔

کن کن کتابوں کو آپ کے سامنے پیش کیا جائے اور کس کس کا تعارف کرایا جائے؟ طول کلام سے احتراز کرتے ہوئے صرف آپ کی ایک مشہور کتاب "القول الجمیل فی بیان سواء السبیل" سے کچھ نمونے پیش کئے جاتے ہیں جو شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مذہب کا تعارف کرانے میں ان شاء اللہ کافی وافی اور شافی ہونگے۔

القول الجمیل کے مشتملات پر ایک نظر

پہلے کتاب کا تعارف خود شاہ صاحب کی زبانی:

"بندۂ ضعیف، مفتقر الی اللہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم...... کہتا ہے: یہ چند فصلیں ہیں جن میں طریقت کے اصول بیان کئے گئے ہیں اور بعض

"ایسے امور بھی جو ہمیں اپنے نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ سلسلوں کے بزرگوں سے حاصل ہوئے ہیں۔" ۲

فصل اول: بیعت کے سنت ہونے کے بیان میں۔
اس فصل میں بیعت کی سنیت پر کتاب وسنت سے دلائل قائم کیے گئے ہیں۔

فصل دوم: اس بات کے بیان میں کہ بیعت کا سنت طریقہ کیا ہے! بیعت لینے والے شیخ اور ان کے مریدین کیلئے کیا شرائط ہیں وغیرہ۔

فصل سوم: سالکین کی تربیت کے بیان میں۔

فصل چہارم: مشائخ قادریہ کے وظائف کے بیان میں۔

فصل پنجم: مشائخ چشتیہ کے وظائف کے بیان میں۔

فصل ششم: مشائخ نقشبندیہ کے وظائف کے بیان میں۔

فصل ہفتم: اس بات کے بیان میں کہ تمام سلاسل کا آں حضورؐ تک نسبت ...

فصل ہشتم: والد بزرگوار کے بعض افادات کے بیان میں۔ ۳

---

۱ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص...

۲ ان وظائف کے بارے میں اسی جماعت کے معتمد عالم تقی الدین ہلالی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں:
"موحدین کا پیران طریقت کے اوراد ووظائف پر نکیر کرنا بدعات محدثہ پر نکیر کرنے کے مرادف ہے، آپ ہی بتائیے کہ ابوبکر صدیق کو کون سا ورد دیا گیا، حضرت عمر کو کون سا ورد عطا ہوا، اسی طرح حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر صحابہ کو کون سا مخصوص وظیفہ دربار رسالت سے عطا ہوا؟ کیا صحابہ میں بھی صوفیانہ سلاسل تھے؟ کیا بکریہ، عمریہ، عثمانیہ، علویہ، جابریہ، مسعودیہ نام کے سلاسل بھی دور صحابہ میں پائے جاتے تھے؟ سبحانک ھذا بھتان عظیم۔" (السراج المنیر ص۱۰۲ منقول از "دیوبندیہ")

۳ یہ فصل صوفیاء کے ان اذکار ووظائف اور تعویذات وعملیات پر مشتمل ہے جو شاہ صاحب کے

فصل نہم: شیخ اور مرید کے آداب کے بیان میں۔

فصل دہم: وعظ وتذکیر کے آداب کے بیان میں۔

فصل یازدہم: اس بات کے بیان میں کہ آداب طریقت کو سیکھنا سکھانا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح متصل مشہور ثابت ہے۔

کتاب کے اندر کیا ہے؟ کس قسم کے مضامین پر مشتمل ہے؟ یہ جاننے کے لیے مذکورہ بالا عنوانات پر ایک سرسری نظر بھی کافی ہے، مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ہم اس کتاب کے بعض اقتباسات بھی بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں تاکہ اس دھوکہ باز ٹولے کا اصلی چہرہ پہچاننے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جائے۔

شاہ صاحب کے والد دست نبویؐ پر بیعت تھے

شاہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
"میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لیا، اسی لئے میں بھی بیعت کے وقت مصافحہ کرتا ہوں"۔ ۱

خاندان میں معمول بہا تھے اور جن کے بارے میں اللجنة الدائمة ریاض اور علماء اہلسنت کا فتویٰ ہے کہ یہ بدعت محدثہ ہیں، سوائے ان اوراد کے جن کی مشروعیت کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو کوئی ورد جائز نہیں۔ (فتاویٰ اللجنة ج۲ ص۱۸۲)

۱ القول الجمیل ص۹۲، نصاریٰ کی طرح ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا طائفہ غیر مقلدین کا مذہب ہے۔

ہمیں یقین نہیں کہ سلفی حضرات جو تصوف اور صوفیاء کا نام ہی سن کر آگ بگولہ
ہو جاتے ہیں شاہ صاحب کا یہ خالص صوفیانہ رنگ میں رنگا ہوا کلام برداشت
کر سکیں گے۔

شاہ صاحب کے والد انبیاء و اولیاء کے تربیت یافتہ

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"میرے والد صاحب کی باطنی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی
چنانچہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آپ نے بیعت فرمایا اور نفی و اثبات
کی تعلیم دی [1] نیز زکریا علیہ السلام سے بھی ان کو شرف تربیت حاصل
تھا، آپ ہی نے والد صاحب کو اسم ذات کی تلقین فرمائی تھی، علاوہ
ازیں روح الامت شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ بہاء الدین نقشبندی
اور خواجہ معین الدین چشتی رحمہم اللہ سے بھی تربیت حاصل تھی [2]"

صاحب تحفۃ الاحوذی نے اس سلسلے میں ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے، جس میں ایک ہاتھ سے مصافحہ
ثابت کیا گیا ہے کیا اس عالم جلیل کو اس مصافحہ نبویہ کا علم نہیں تھا؟ جسے ہندوستان کے بانی سلفیت
(دیگر عقلیات) کے والد ماجد ذکر فرما رہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا جاتا، کیا کیجئے
یہ قوم ہی ایسی ہے جو اپنے گھر کی باتوں سے بے خبر رہتی ہے۔

[1] نفی یعنی "لا الٰہ" اور اثبات یعنی "الا اللہ" دونوں الگ الگ ابن تیمیہ کے نزدیک جائز نہیں، اس لئے
کہ دونوں لفظ جداگانہ بے معنی ہیں۔ فرماتے ہیں:
"عام لوگوں کا ذکر "لا الٰہ الا اللہ" اور خواص کا ذکر "اللہ، اللہ" اور اخص الخواص کا ذکر "ھو ھو"
یا اس کے علاوہ کوئی بھی کہ جو اسم مفرد ظاہر یا ضمیر کے ساتھ ہو شریعت میں بدعت ہے اور زبان و لغت
کے اعتبار سے غلط ہے (فتاویٰ ج ۱۰ ص ۳۹۶)"

[2] القول الجمیل ص ۱۲۳ ان معتقدات کے بارے میں علماء نجد و حجاز کا کیا فتویٰ ہے؟ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

نسبت کے بعد فناء کا حصول

مقامات تصوف کا ذکر کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"پھر حصول نسبت کے بعد ایک اور مرحلہ ہے جسے فناء اور بقاء کہتے
ہیں، تفصیل کیلئے ہماری دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے [1]"

میں پوچھتا ہوں، کیا یہ وہی فناء نہیں ہے جسے حجاز کے علماء خالص صوفیانہ اور
مبتدعانہ فناء کہتے ہیں، مفتی حجاز شیخ ابن العثیمین فرماتے ہیں،

"یہ وہ فناء ہے جو بعض ارباب سلوک کو حاصل ہوتا ہے اور وہ
چند وجوہ ناقص ہے، ایک تو یہ کہ یہ فناء ناقل کے ضعف قلب
کی علامت ہے، دوسرے یہ کہ صاحب فناء کی حالت پاگلوں اور
نشہ بازوں کی سی ہو جاتی ہے، تیسرے یہ کہ یہ فناء اللہ کے مخلصین

---

[1] القول الجمیل ص ۱۰۱، حاشیے پر ان کتابوں کا خاص طور سے "حجۃ اللہ البالغہ" کا نام
ذکر کیا گیا ہے اور مؤلف "جہود مخلصۃ" کا یہ تلبیس بھی ملاحظہ فرماتے چلئے، لکھتے ہیں:
"شاہ صاحب نے تصوف و سلوک کے موضوع پر جو کتابیں ابتدائی زمانہ میں
تصنیف فرمائی ہیں ان سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔"
سوانح نگار یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے تصوف کے موضوع پر جو کتابیں تصنیف فرمائیں
وہ ابتدائی دور کی ہیں جب آپ تصوف کی ضلالات میں بھٹک رہے تھے لیکن شاہ صاحب کے بیان
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ "القول الجمیل" جو خالص تصوف کی کتاب ہے وہ آپ کی بہت سی
کتابوں حتی کہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے بعد لکھی گئی ہے جس کا حوالہ حاشیہ پر دیا گیا ہے، کیا غیر مقلدین
حضرات کیلئے انکار کی گنجائش ہے؟

کو یہیں صحابہ کو حاصل نہیں ہوا، بلکہ اس کا وجود تو [illegible] دور میں ہوا، اور اسی دور کے بعض عابدوں اور زاہدوں کے ساتھ [illegible] عجیب و غریب واقعات بھی پیش آئے،

اور اگر اس فنا سے مراد ما سوی اللہ کے وجود سے فنا ہے [illegible] الحاد اور کفر کو پہونچا ہوا فنا ہے، اور اس کا قائل یہود و نصاریٰ [illegible] سے بڑا کافر ہے۔" [1]

اعترافِ حقیقت

چشمِ بینا رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ شاہ صاحب کے ان اعترافات [illegible] آج کے لا مذہبی ٹولے کے جھوٹے پروپیگنڈوں کی کیسی قلعی کھول کر رکھ دی [illegible] جن کی آنکھوں کو دینار و درہم کی آب و تاب نے چکاچوند کر رکھا ہے، بہت ممکن [illegible] وہ بھی مکر و فریب کے اس نقاب کو ہٹتا محسوس کریں اور اپنے سابقہ پروپیگنڈوں [illegible] تخریب کاریوں سے باز آجائیں۔

حق و انصاف کی آبرو رکھنے والوں سے سوال ہے، کیا غیر مقلدین کے بانی [illegible] اور ان کی تحریک کے قائد و رہبر شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ کے اعتقادات [illegible] ابن تیمیہ، شیخ محمد بن عبدالوہاب، نیز ان کی سلفی جماعت کے اعتقادات کے درمیان کوئی نقطۂ اتصال ہے؟ اگر نہیں، تو آپ کی اس جماعت کے بارے میں کیا رائے ہے؟ جس کے نزدیک ان ساری شہادتوں کے باوجود مرغ کی وہی ایک ٹانگ [illegible] اور وہی ڈھنڈورا کہ ہم سلفیت کے علمبردار ہیں، تصوف سے ہمیں دشمنی ہے، غیر مقلدیت اور تصوف ندی کے دو پاٹ کی طرح کبھی نہ ملنے والے دو متضاد نظریے ہیں۔

[1] الدیوبندیہ بحوالہ فتاویٰ ابن العثیمین ج [illegible]

سلاسلِ صوفیا نبی کے حضور میں

تمام سلاسلِ صوفیا اور مذاہبِ اربعہ جن کی تقلید سلفیوں کے یہاں حرام ہے سب ہر وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رہتے ہیں اور آپ کے یہاں ان میں سے کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، یہ مذہب ہے ہندوستان میں تحریکِ وہابیت کے بانی اور کتاب و سنت کے داعی شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کا، فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ ائمۂ شریعت کے تمام مذاہب اور صوفیا کے تمام سلاسل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہیں اور یہ سب آپ کے یہاں ایک حیثیت پر ہیں، کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ سب فیوض الحرمین میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے" [1]

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ واقعہ حالتِ بیداری کا ہے، شاہ صاحب نے ان مذاہب و سلاسل کو خواب میں نہیں بیداری کی حالت میں دیکھا، کیا اس واقعہ میں میلاد النبی پر دلیل موجود نہیں؟

---

[1] القول الجلی ص ۵۴، یہ کتاب فارسی زبان میں شاہ صاحب کے مقالات کا مجموعہ ہے، جماعت غیر مقلدین کے یہاں یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے، اس لئے کہ یہ شاہ صاحب کے اخیر زمانے کی لکھی ہوئی ہے، جب شاہ صاحب نے تصوف سے توبہ کر لیا تھا (بزعم غیر مقلدین)

سلاسلِ صوفیاء کی تصدیق ائمۂ اہلِ بیت سے

شاہ صاحب فرماتے ہیں :

"میں نے ایک روز اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ان مزارات کی طرف توجہ کی جو نور کے سرچشمے ہیں، تو میں نے دیکھا کہ ان کا سلسلہ اصل اور یہ سلاسلِ اولیاء اس کی فرع ہیں"۔ ؎

معلوم ہوا کہ اس قسم کی توجہ اور مراقبہ سلفیوں کے نزدیک حرام اور ان شرکیہ اعمال میں سے ہے جن سے بندہ اسلام اور ایمان سے باہر ہو جاتا ہے ؎ لیکن جیسا کہ آپ نے دیکھا یہی مراقبہ طائفہ لامذہبیہ کی شریعت میں جائز اور معمول بہا ہے۔

؎ القول الجلی ص۵۸

؎ قبروں کے پاس مراقبہ سلفیوں کے مذہب میں کتنا خطرناک ہے؟ یہ جاننے کے لئے شیخ حمود تویجری کی کتاب "القول البلیغ" اور ڈاکٹر تقی الدین ہلالی کی کتاب "السراج المنیر" کا مطالعہ کیا جائے، کچھ نمونہ دیکھتے چلیے شیخ حمود تویجری لکھتے ہیں :

"اعمالِ شرکیہ میں سے یہ ہے کہ وہ لوگ قبروں کے پاس بیٹھ کر کشف وکرامات اور روحانی فیوض وبرکات کا انتظار کرتے ہیں، اور نبی اور ولی کے لئے دنیوی زندگی کا عقیدہ رکھتے ہیں نہ کہ برزخی زندگی کا۔

(الدیوبندیہ بحوالہ القول البلیغ ص۹۳)

اور ڈاکٹر ہلالی فرماتے ہیں :

"یہ صریح کفر اور اللہ کے ساتھ شرک ہے"۔

(السراج المنیر)

شاہ صاحب کے اس عمل کو سلفیت سے کوئی نسبت ہے؟ مگر غیر مقلدین شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر ادعائے سلفیت کے باوجود حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو اپنی جماعت کا بانی اور ان کی تحریک کو سلفی قرار دیتے ہیں۔

سلسلۂ سلوک براہِ راست نبی سے

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

"اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے براہِ راست سلسلۂ سلوک عطا فرمایا اور آپؐ نے مجھ کو اس کی حقیقت سے مطلع فرمایا"۔ ؎

اس عبارت سے مزید دو مسئلے ثابت ہوئے، ایک تو یہ کہ اہلِ قبور سے استفادہ جائز ہے، دوسرے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں زندہ تھے۔

جب کہ اہلِ نجد سلفی علماء اہلِ قبور سے نہ استفادہ کے قائل ہیں (خواہ نبی ہوں یا ولی) اور نہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے حیاتِ دنیویہ کے، بلکہ اس قسم کے عقیدوں کو امت کیلئے بڑا خطرناک فتنہ تصور کرتے ہیں۔

یہ شاہ صاحب محدث دہلوی کون ہیں؟ وہی جنھوں نے ہندوستان میں مذہب سلفی کو قائم کیا، سلفی تحریک کی قیادت کی اور غیر مقلدیت کی بنیاد مستحکم کی، جیسا کہ غیر مقلدین اس کا بڑا زور وشور سے دعویٰ کرتے رہتے ہیں، واقعی بات ایسی ہی ہے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ طائفہ غیر مقلدین مذکورہ بالا اعمالِ شرکیہ بدعیہ سے اپنا دامن کیسے چھڑائے گا؟

کوئی راہِ فرار ہے ہی نہیں، صرف بنالیں بچا کیں اور ہاتھ ملیں یا پھر شاہ صاحب کو اپنی جماعت سے باہر نکالیں اور ان کی کتابوں کو نذرِ آتش کریں۔

؎ القول الجلی ص۵۸

ابدال ، غیر مقلدین کے عقیدہ میں

عرب سلفیوں کے عقیدے میں لفظ ابدال ، از قبیل خرافات ہے
کوئی حقیقت نہیں ، لیکن غیر مقلدین حضرات ابدال کو اللہ کا وہ مقرب بندہ کہتے
ہیں جو بندوں کی خدمت کے لئے مقرر ہیں اور ان کے توسل سے دشمنوں پر مدد
حاصل کی جا سکتی ہے اور نازل شدہ عذاب بھی ٹالا جا سکتا ہے۔

نواب وحید الزماں حیدر آبادی شیخ محمد بن عبد الوہاب پر رد کرتے ہوئے
اولیاء اللہ کے لئے کائنات میں تصرف کی قدرت ان الفاظ میں ثابت کرتے ہیں

"اور حدیث ابدال میں آیا ہے کہ ابدال میری امت میں تیس آدمی
ہوتے ہیں ، ان ہی کے ذریعہ سے نظام عالم قائم ہے اور ان ہی کے
توسط سے بارش کا نزول ہوتا ہے اور ان ہی کے واسطے سے دشمنوں
پر مدد ملتی ہے۔" [1]

یہ ہے عقیدہ غیر مقلدین حضرات کا ، اس کے برعکس عرب سلفیوں کا مذہب جیسا کہ
شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ ہے :

"بہر حال ابدال کے بارے میں جو حدیث مرفوع ہے اقرب یہ ہے کہ
وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہے۔" [2]

نیز ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

"کیسے یہ اعتقاد کر لیا گیا کہ تمام کے تمام ابدال جو افضل الخلائق ہیں وہ
اہل شام میں سے ہیں ، جبکہ یہ بالیقین باطل ہے۔" [3]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۳۰ [2] فتاویٰ ص ۴۴۱ ج ۱۱ [3] ایضاً

مزید فرماتے ہیں :

"اور جو لوگ چالیس ابدالوں کی تشریح کرتے ہیں کہ خلقت کی ان ہی
سے مدد کرائی جاتی ہے اور ان کو روزی پہنچائی جاتی ہے یہ بھی
صریح البطلان ہے۔" [1]

ابن تیمیہؒ کے سلفی متبعین اور غیر مقلدین حضرات دونوں جماعتوں کا راستہ
بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے ، اور دونوں کے درمیان ایسی گہری خلیج
ہے کہ اس کا پر ہونا اور دونوں کا مجتمع ہونا کسی طرح ممکن نظر نہیں آتا ، کیونکہ
"ابدال" کے بارے میں غیر مقلدین کا جو عقیدہ ہے وہ مذہب سلفیین میں شرک
صریح ہے۔

خوارق کا صدور ولایت کے لوازم میں سے ہے

سید اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں :

"اس منصب کے لوازم میں سے ہے خرق عادت امور کا صدور تاثیرات
توجہ کا ظہور ، دعاؤں کا قبول ہونا ، آفتوں کا دور ہونا ، حدیث قدسی
میں اس مفہوم کی صراحت ہے ، اللہ تعالے اپنے ولی کو خطاب کر کے
فرماتا ہے : اگر تو مجھ سے مانگے تو میں ضرور عطا کروں ، اور اگر میری پناہ
میں آنا چاہے تو پناہ عطا کروں۔" [2]

یہ ہے سید شہید علیہ الرحمہ کا عقیدہ ، اور سلفیوں کا عقیدہ اس کے برعکس یہ ہے کہ
ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے ، دین سے خارج ہے ، اس کے ساتھ نکاح حرام ہے

---

[1] ایضاً ص ۴۴۲ [2] صراط مستقیم ص ۱۴۰

اس کے پیچھے نماز درست نہیں [1]

اس کے باوجود غیر مقلدین لا مذہبین یہ کہتے تھکتے نہیں کہ وہ انھیں سلفیوں کے مذہب پر ہیں۔ ابن تیمیہؒ اور ابن قیم کے متبع صادق ہیں اور محمد بن عبد الوہابؒ کے شیدائی و عاشق ہیں۔

آخر ان تہی عقلوں کو کون سمجھائے کہ اس دنیائے دوں کے بدلے روشن آخرت کا سودا کتنا گھاٹے کا سودا ہے"

اولیاء اللہ پر ملأ اعلیٰ سے احکام کا نزول

شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں:

"جو لوگ ان صفات فاضلہ سے متصف ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ ملأ اعلیٰ میں شمار ہونے لگتے ہیں تو آفتاب احدیت کی روشنی ان کے باطن میں ایسا نور پیدا کر دیتی ہے کہ وہ طہارت و پاکیزگی کا جوہر بن جاتے ہیں اور ان پر ملأ اعلیٰ کے احکام اترنے لگتے ہیں" [3]

---

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ دیکھئے۔

[2] یہ وہ مشہور زمانہ کتاب ہے جس کے بارے میں علماء غیر مقلدین کو بھی اعتراف ہے کہ اسرار و حکم کے موضوع پر اس کی کوئی نظیر نہیں، "جمہور مخلصۃ" کے مؤلف کا بیان ملاحظہ ہو:

"اصول دین، اسرار شریعت اور فقہ حدیث کے موضوع پر ایک نادر المثال کتاب ہے، جس میں شاہ صاحب نے "اہل حدیث" اور "اہل الرائے" کے مابین فرق ظاہر کرنے کیلئے ایک فصل خصوصی طور سے قائم کر کے اس موضوع پر اچھی بحث کی ہے" (ص)

[3] حجۃ اللہ البالغہ ص۹۶ ج۲

اور ظاہر ہے اس قسم کے عقائد سے سلفیوں کو کیا واسطہ؟ وہ تو صاف کہتے ہیں:

"اولیاء اللہ کو کسی معاملہ میں کوئی اختیار نہیں، وہ خرق عادت امور کے بھی مالک نہیں ہیں، جو اسباب اللہ نے تمام بندوں کو دیئے ہیں وہی اسباب عادیہ ان مقربین کو بھی عطا کئے ہیں" [1]

اور شیخ ابن باز کہتے ہیں:

"یہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اور مشرکین کے اعمال میں سے ہے" [2]

"من عادیٰ لی ولیا" کی تفسیر

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا: من عادیٰ لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب، جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو اس سے میرا اعلان جنگ ہے۔

میں کہتا ہوں: جب ولی کی محبت ملأ اعلیٰ کے نفوس قدسیہ کے آئینوں میں منعکس ہو جاتی ہے، پھر اہل زمین میں سے کوئی شخص اس ولی کامل کی مخالفت کرتا ہے تو جیسے ہمارا پاؤں جب کسی انگارے پر پڑتا ہے تو اس کی گرمی اور تکلیف محسوس کرتا ہے ٹھیک اسی طرح ملأ اعلیٰ بھی اس مخالفت کو محسوس کر لیتا ہے، چنانچہ ان کے نفوس قدسیہ سے نفرت

---

[1] فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ص ۳۵ ج ۱۔

[2] فتاویٰ اسلامیہ ص ۳۰ ج ۱

اور دشمنی کی چنگاریاں پھوٹ پھوٹ کر اس مخالفت کرنے والے کو گھیر لیتی ہیں۔ [1]

اس حدیث کی مذکورہ بالا تشریح مشائخ طریقت کے یہاں خواہ کتنی ہی بکار آمد ہو اور لامذہبیوں کے عقیدے اور مذہب میں چاہے جتنی حق و صواب ہو لیکن غیر سلفیین جو صوفیاء کی اصطلاحات کے سخت مخالف ہیں، اس حدیث کی یہ خالص صوفیانہ طرز کی تفسیر بھلا کب گوارا کر سکتے ہیں۔

مجذوب، سالک اور مرید؟

شاہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

"جس شخص کو تہذیب نفس سے پہلے یقین اور محبت حاصل ہو جاتی ہے، اس کو "مجذوب" اور "مراد" کہا جاتا ہے، اور جس کو تہذیب توجہ اور ریاضت کے بعد یقین و محبت حاصل ہوتی ہے اس کو سالک اور مرید کہا جاتا ہے۔" [2]

جیسا کہ ماقبل میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلفیوں کے مذہب میں اس قسم کے الفاظ کی کوئی گنجائش نہیں، یہ ان کے یہاں چونکہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہیں اس لئے ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہیں، لیکن ان کی اتباع کا نعرہ بلند کرنے والی جماعت لامذہبیہ ان الفاظ سے تصوف و ولایت کے مقامات کو موسوم کرتی ہے، جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اپنی اسی کتاب "الطاف القدس" اور دیگر

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۰ ج ۲

[2] الطاف القدس ص ۸۶،

بہت سی کتابوں میں جا بجا ان الفاظ کو استعمال کیا ہے۔

قارئین یہ نہ بھولیں کہ غیر مقلدین شاہ صاحبؒ کو اپنے عقیدے اور مذہب کا بانی تصور کرتے ہیں لہٰذا جب تک شاہ صاحب کو اپنی تحریک کا امام، قائد اور اپنے مذہب کا بانی کہا جاتا رہے گا کسی لامذہبی کے لئے ان ضلالات و کفریات سے چھٹکارا پانا ممکن نہ ہو سکے گا۔

اب ان غیر مقلدین حضرات کے لئے دو میں سے صرف ایک راستہ ہے یا تو وہ اپنے اس جھوٹے دعویٰ سے باز آ جائیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے مقتدیٰ و پیشوا اور غیر مقلدیت تحریک کے ہندوستان میں بانی و مؤسس ہیں۔

یا پھر وہ ان تمام عقائد و افکار کو بھی قبول کریں جن کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں درج فرمائے ہیں۔

تجلی اعظم اور انانیت مطلقہ

طائفہ لامذہبیہ کا عقیدہ ہے کہ عارف اور ولی درجہ بدرجہ مقامات طے کرتا ہے اور ترقی کرتے کرتے کبھی تو "انانیت مطلقہ" کے مقام پر پہونچ جاتا ہے جو تمام مقامات کی انتہاء ہے، یا اس سے کمتر "تجلی اعظم" کے مقام پر پہونچ جاتا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"پہلی سیر جو عارف کو حاصل ہوتی ہے اس کے ذریعہ وہ تجلی اعظم تک پہونچ جاتا ہے، اور آخری سیر میں وہ "انانیت مطلقہ" کے مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔" [1]

---

[1] الطاف القدس ص ۱۱۱، ہم طوالت کے خوف سے "انانیت مطلقہ اور تجلی اعظم" کی تشریح سے گریز کر رہے ہیں، حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم میں مقامات و احوال کی بحث اٹھا کر دیکھئے۔

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے اصحاب کے معیار پر اس عقیدے کو
جانچئے، نتیجہ کفر وشرک اور ملت سے خروج کی شکل میں نکلے گا، اس لئے کہ
اس عقیدے کے لوازم میں سے ہے کہ جو عارف ان بلند وبالا مقامات پر پہنچ جائے
اسے حق ہے کہ "انا الحق" کا بول بولے، کائنات میں اپنا اختیار رکھے اور
ربوبیت کا انکشاف کرے، اور ظاہر ہے کہ سلفیوں کے یہاں یہ ساری باتیں کفر
وشرک کی ہیں۔

قارئین بھی حیرت میں ہوں گے کہ آخر ہر چیز کی حد ہوتی ہے، ان غیر مقلدین
کی بے حیائی اور بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟ جو عقیدے سلفیوں کے نزدیک
صریح کفر ہیں ان کو یہ غیر مقلدین سینوں میں چھپائے زبانوں سے کیسے کیسے دعوے
کر رہے ہیں کہ ہم ہیں سلفیت کے پاسبان، محمد بن عبدالوہاب کے جاں نثار،
ابن تیمیہ، ابن قیم کے وفادار، توحید کے علم بردار، کتاب وسنت کے پیروکار۔

شیشے بغل میں پنہاں ہے — پھر بھی دعویٰ ہے پارسائی کا

شاہ ولی اللہؒ اور شاہ اسماعیلؒ کا مقام ومرتبہ

شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمہما اللہ کی کتابوں کے اقتباسات
کثرت سے نقل کر دیے گئے، شاید ہمارے قارئین تکان محسوس کرنے لگے ہوں
لیکن چوں کہ غیر مقلدین حضرات نے ان دونوں ہستیوں کو اپنی جماعت میں بڑا امتیازی
مقام عطا کر رکھا ہے اور یہ لوگ ہندوستان کے اگلے پچھلے علماء ومشائخ میں سے
کسی کو ان کا ہم پلہ نہیں قرار دیتے، اور چونکہ ان کا ایمان ہے کہ ہندوستان
میں طائفہ لامذہبیہ کی بنیاد انہی حضرات نے رکھی ہے، اس لئے ہم نے خاص طور
سے انہی حضرات کے اقوال کثرت سے نقل کئے ہیں، کیونکہ بانیانِ مذہب کی

تعلیمات ہی مذہب کی سچی تصویر کشی کرتی ہیں۔

لیجئے ملاحظہ فرمایئے اسی طائفہ کے اہل علم حضرات کی رائیں، دیکھئے یہ لوگ
اپنے ان بانیان مذہب کی کیسی توصیف وتعریف کرتے ہیں، صاحب جہود مخلصہ
مولانا عبدالرحمن عبدالجبار فریوائی فرماتے ہیں:

شاہ ولی اللہ صاحب رحؒ کی دعوت بارہویں صدی ہجری میں اس وقت
ظاہر ہوئی جب بدعات وخرافات اور رفض وتشیع کا بازار گرم تھا
اور الحاد وزندقہ کے پیش خیمہ تصوف کا دور دورہ تھا۔[1]

اور فرماتے ہیں:

ایسے تنگ وتاریک ماحول میں اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ صاحب کو
پیدا فرما کر ہندوستان پر احسان فرمایا، جنھوں نے دعوت واصلاح کی
نئی راہ کھولی، وہ راہ یہ تھی کہ امت ازسر نو سلف صالحین کے دین پر
پلٹ آئے، نیز عقیدہ، عمل اور فکر ونظر میں کتاب وسنت کی تعلیمات
پر کاربند ہو جائے۔

نیز فرماتے ہیں:

آپ ظاہریہ اور حنفیہ کے موقف سے متفق نہیں تھے، اسی لئے آپ نے
فقہ کے ان اصول وقواعد کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جن سے حدیث کا
ترک اور انکار لازم آتا تھا۔[2]

مزید فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے درس کے حلقوں اور آپ کی کتابوں سے خلق کثیر کو
نفع بخشا، جنھوں نے آپ کے افکار ونظریات کی اشاعت، علمی اور

---

[1] جہود مخلصہ ص ۶۹ [2] ایضاً ص

اسلامی روح کی بیداری اور سلف صالح کے دین و مذہب کو زندہ کرنے کی راہ میں بڑی مستعدی دکھلائی "۔ [1]

مولانا محمد اسماعیل سلفی پاکستانی اپنی کتاب "الانطلاق الفکری علمائے ولی اللہ" میں عرض کرتے ہیں:

"اس وقت شاہ ولی اللہ اور ان کے متبعین علم و ہدایت کی مشعل لئے ہوئے فقہاء و محدثین کی راہ پر گامزن تھے "۔ [2]

نیز فرماتے ہیں:

"اور عجیب بات یہ ہے کہ فقہاء تقلید کو واجب سمجھتے تھے اور جو اس کا قائل نہ ہوتا اس کی تکفیر کرتے، پھر جب ان کے اقوال اور کتاب و سنت کے مابین تعارض پیدا ہوتا تو کتاب و سنت میں تاویلیں کرتے، بلا شبہ ان کا یہ طریقہ ایسا نہ تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب جیسا انسان مطمئن رہتا اور لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا، اسلئے شاہ صاحب نے کتاب و سنت میں نظر کرنے اور ان کے علاوہ سے صرف نظر کرنے کی دعوت دی اور چونکہ آپ علوم شرعیہ میں امتیازی شان کے مالک تھے اس لئے آپ کو اپنے مقاصد کے بروئے کار لانے میں کافی مدد ملی "۔ [3]

میاں نذیر حسین دہلوی فرماتے ہیں:

"میں دادا اور پوتا [4] دونوں کا معتقد ہوں، کیونکہ یہ حضرات صرف قرآن و حدیث سے مسائل کا استخراج کرتے ہیں اور اپنی رائے پر اعتماد کرتے ہیں، نہ زید و عمرو کی تقلید کرتے ہیں اور نہ علماء و مصنفین کی "۔ [5]

---

[1] جہود مخلصۃ ص۸، [2] الانطلاق الفکری ص۵۵، [3] ایضاً ص۵۹-۵۸

[4] یعنی شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمہما اللہ [5] الحیاۃ بعد المماۃ ص۶۷-۱۲۶

مؤلف "جہود مخلصۃ" کا بیان شاہ اسمٰعیل شہید کی شان میں ملاحظہ کیجئے:

"اور اس جماعت کی لشکری اور علمی قیادت کی باگ ڈور جس صاحب سیف و قلم امام محمد اسماعیل دہلوی کے ہاتھوں میں تھی انھوں نے توحید اور رد شرک کے موضوع پر ایک عظیم الشان کتاب "تقویۃ الایمان" کے نام سے تالیف فرمائی "۔ [1]

"الدیوبندیہ" میں اس شخصیت کو امام، عالم ربانی، داعی و مجاہد کے توصیفی القاب سے نوازا گیا نیز احسان شناسی کے جذبے کے ساتھ یہ اعتراف بھی کیا گیا کہ:

"وہابی" کا لفظ لوگوں کے عرف میں ہمارے نجدی بھائیوں (جو تحریک امام محمد بن عبد الوہاب حنبلی سے کسب خیر کیا) اور ہندوستان کے اہل حدیثوں کے درمیان مشترک ہو گیا جن کو اس تحریک کے امام اور داعی کبیر شاہ اسماعیل شہید بن عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سلفی کی بدولت یہ نعمت کبریٰ حاصل ہوئی "۔ [2]

ان توصیفی اقوال سے ہمیں انکار نہیں، واقعی یہ دونوں بزرگ اسی مقام و مرتبہ پر فائز تھے جو اس جماعت میں انھیں دیا گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ کے وہ مستحق تھے۔ لیکن ہاں آپ کے متذکرہ بالا اعتقادات، تعلیمات، افکار و خیالات اور آپ کے تصوفی مشرب و مسلک سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، جن کے بارے میں ہم نے تفصیل سے علماء نجد و حجاز کے فتاوے بھی نقل کر دیئے ہیں۔

کیا غیر مقلدین حضرات کے لئے ان ضلالتوں اور کفریہ و شرکیہ عقیدوں سے فرار کا کوئی راستہ ہے؟ کیا یہ لوگ اپنے ان اماموں کو کفر و شرک کے فتووں سے

---

[1] جہود مخلصۃ ص۸

[2] الدیوبندیۃ ص۱۱

میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

کتاب وسنت سے دلیل ضروری نہیں

واقعہ یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ پر جو بھرپور اعتماد اور ان کے ساتھ جو بے پناہ عقیدت ہے اس کی مثال کسی دوسری جماعت میں ملنی مشکل ہے، چنانچہ اگر کسی مسئلہ میں شاہ صاحب کا کوئی قول یا کوئی عمل منقول ہے تو وہی حجت شرعیہ ہونے کے لیے کافی ہے کتاب وسنت سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

یہ حضرات ائمہ مذاہب اربعہ کی تقلید کو حرام اور شرک کہتے ہیں مگر شاہ صاحب کچھ فرمادیں تو اس کی تقلید اتنی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے کہ کتاب وسنت کو بھی بالائے طاق رکھ دینے میں کوئی قباحت نہیں۔

میاں نذیر حسین دہلوی جو اس جماعت کی بڑی قد آور شخصیتوں میں شمار کیے جاتے ہیں اور جن کے بارے میں غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے بڑی قربانیاں دے کر ہندوستان کے چپے چپے میں غیر مقلدیت کو پھیلایا، اور شاہ صاحب کے بعد غیر مقلدیت کی دعوت میں جو کسی حد تک اضمحلال آ گیا تھا میاں صاحب نے اپنا سب کچھ تج کر اس دعوت کو از سر نو زندہ کیا اسی لئے آپ کو مجدد کے لقب سے نوازا گیا۔

لیکن افسوس! یہ ساری توانائیاں کسی مثبت پہلو پر صرف کرنے کے بجائے صرف اور صرف منفی پہلو سے ائمہ اربعہ کی عداوت میں صرف کی گئیں، کیونکہ میاں صاحب

بچا سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں! یہ بچائیں گے کیا انھیں کے کذب وافترا نے ان بزرگوں کو رسوا کیا ہے۔ انھیں کے مکروفریب نے اس مصیبت کو آواز دی ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جب سے عرب ممالک میں اقتصادی ترقی ہوئی اور وہاں دولت وثروت کی فراوانی ہوئی غیر مقلدین نجد کے سلفیوں کے بھائی بن گئے، اور "وہابی" لقب پر ناز کیا جانے لگا، ورنہ یہی لفظ ان کے یہاں گالی سے بدتر تصور کیا جاتا تھا، وہابیت اور وہابیوں سے برات کا اظہار کیا جاتا تھا، اور کوشش کی جا رہی تھی کہ سرکاری کاغذات میں ان کو وہابی نہ لکھا جائے، حتیٰ کہ اس کے لئے دین وایمان کی رشوت دینے سے بھی گریز نہیں کیا گیا، اور جہاد کی منسوخی ثابت کرنے کے لئے "الاقتصاد فی مسائل الجهاد" نامی کتاب بھی لکھ دی گئی۔

اللہ اکبر، خدا کی شان بھی کیسی عظیم ہے؟ کیسے کیسے لوگوں کو اس دنیا میں پیدا کرتا ہے، وہ لیل ونہار میں کس طرح الٹ پھیر کرتا ہے؟ درہم ودینار میں بھی عجیب تاثیر رکھی ہے، جو لوگوں کے دلوں کے مالک بن جاتے ہیں، کوئی ایک فرد کیا معنیٰ؟ پوری قوم کو پل بھر میں پلٹ کر رکھ دیتے ہیں۔

اس جماعت کے ایک ایک فرد کو میرا چیلنج ہے کہ اپنے اکابر کے کلام سے کوئی ایک عبارت بھی پیش کردیں، جس میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کی جماعت وہابیہ کی تعریف کی گئی ہو اور ان کے ساتھ حسن ظن کا معاملہ کیا گیا ہو، بشرطیکہ وہ تحریریں اس زمانے کی ہوں جب عرب کی سرزمین میں سیال سونے کی دریافت نہیں ہوئی تھی اور اقتصادی ترقی موجودہ عروج پر نہیں تھی۔ مجھے یقین ہے اور بھرپور یقین ہے کہ اس ٹولے کا کوئی فرد اس چیلنج کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہیں اور اپنے اکابر کے کلام سے ایک جملہ بھی وہابیوں اور سلفیوں کی توصیف

نے اس راہ میں جتنی کوششیں کیں وہ صرف ائمہ اربعہ کی تقلید سے مسلمانوں کو پھیر
رکھنے کے لئے کیں، ظاہر ہے اگر تقلید کو مطلقاً حرام اور شرک قرار دیا گیا ہوتا تو شاہ
ولی اللہ صاحب اور دوسرے اکابر کی تقلید کے لئے کیسے وجہ جواز مل جاتی۔

شاہ صاحب کے اقوال سے سب سے زیادہ اگر کسی غیر مقلد عالم نے استدلال
کیا تو وہ۔ یہی مجدد غیر مقلدیت میاں نذیر حسین دہلوی ہیں جو شاہ صاحب کے اقوال
کے بعد صحابہ و تابعین کس شمار میں آنے والے کتاب وسنت کی بھی ضرورت نہیں
سمجھتے تھے، مؤلف "الحیاۃ بعد المماۃ" فرماتے ہیں:

"آپ مسائل میں ہمیشہ اکابر کے اقوال سے استدلال فرماتے تھے اور
کہتے تھے: "ہمارے بڑے یہ فرماتے ہیں، ہمارے آقاؤں کا یہ قول
ہے" اور سوئے اتفاق سے کوئی طالب علم جرأت کرتے ہوئے پلٹ کر
پوچھ دیتا کہ ہمارے اکابر تو حجت شرعیہ نہیں ہیں، کتاب وسنت سے
کوئی دلیل پیش کیجئے تو میاں صاحب کا پارہ چڑھ جاتا اور غضب آلود
آواز میں فرماتے: "اے مردود! کیا وہ لوگ جاہل تھے؟ بیٹے گھاس
چھیل کر ہوا میں اڑاتے تھے؟" [1]

اسی کتاب میں ایک دوسرا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے:

"ایک مرتبہ میاں صاحب رکشہ پر سوار ریلوے اسٹیشن جا رہے تھے
آپ کے ساتھ مولانا محمد ابراہیم آروی بھی تھے، مولانا آروی نے
میاں صاحب سے پوچھا: کیا عورتوں کے لئے ساڑی پہننا جائز ہے؟
تو میاں صاحب نے جواب دیا: ہمارے بڑے اس کو جائز کہتے ہیں۔ [2]

---

[1] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۲۹

[2] واہ کیا غیر مقلدیت ہے! اس جواب پر تو مقلدیت بھی شرما رہی ہے۔

مولانا آروی نے اعتراض کیا: بزرگوں کا قول شرعی حجت نہیں ہے، تو
میاں صاحب نے ... لہجے میں فرمایا: کیا کہہ رہے ہو؟
کیا وہ لوگ جاہل تھے، بیٹھے گھاس چھیلتے تھے؟ بس تم ہی تو ایک
عقلمند عالم پیدا ہوئے ہو۔ [3]

مؤلف مذکور مزید فرماتے ہیں:

"یوں تو آپ کو شاہ صاحب کے پورے گھرانے سے بہت زیادہ
عقیدت تھی، لیکن خصوصیت کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ
اسماعیل شہید سے بے انتہا محبت تھی، اکثر کہا کرتے تھے: میں اس
دادا اور پوتا دونوں کا بہت معتقد ہوں اس لئے کہ یہ دونوں حضرات
صرف قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط فرماتے تھے [4] اور صرف

---

[3] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۲۹-۱۳۰ مگر یہی بات کوئی مقلد کہہ دیتا تو اس بے چارے کی جان پر آفت ٹوٹ
پڑتی اور سارے غیر مقلدین کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگتا اور قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر غضب شروع ہو جاتا،
یا کوئی پڑھتا: ویعتقدون اربابا من دون اللہ، اور کوئی یہ آیت تلاوت کرتا: واذا قیل لهم
اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما الفینا علیه آباءنا، اور کوئی یہ آیت پڑھ کر سناتا: انا
وجدنا آباءنا علی امة وانا علی آثارهم مقتدون۔۔ غرضکہ اس مفہوم کی ڈھیر ساری آیتیں
خوب سنائی جاتیں، لیکن اگر یہی بات میاں نذیر حسین کہیں تو ان کیلئے جائز ہے، اب کچھ نہیں!
شریعت ان کے گھر کی ہے، وہ ان کے اکابر ان کے انبیاء ہیں، ... ان کی تقلید کو
آباء و اجداد کی تقلید کا نام نہ دیجئے بلکہ وہ ... کی اتباع کہئے کیونکہ آپ نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی:
من یطع الرسول فقد اطاع الله نبی کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے ... ایک مسلمان کو
سمجھنا ... تو اپنے نبی کی اطاعت کیوں ... تقلید کا ... غیر مقلدین
کے لئے

[4] غیر مقلدین کو یاد رکھنا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اسمٰعیل شہید دونوں حضرات

اپنی رائے پر اعتماد کرتے تھے، زید و عمرو کی تقلید کے قائل نہیں
تھے اور نہ کسی عالم و مصنف کی۔ [1]

ہم اگر کچھ عرض کریں گے تو غیر مقلدین کا مزاج برہم ہو جائے گا، اس لئے کہ ہم سے تو ان کو للّٰہی بغض ہے، البتہ نجد و حجاز کے علماء سے ان کی گہری عقیدت ہے، انہی سے دریافت کر لیا جائے، کہ آپ حضرات کی اس جماعت کے بارے میں کیا رائے ہے جو ائمہ اربعہ کی تقلید کو تو شرک گردانتی ہو البتہ کسی عالم اور کسی خاص گھرانے اور خاندان کی تقلید کو جائز قرار دیتی ہو، اور اگر ان سے کتاب وسنت سے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہو تو طیش میں آکر زبان سے ایسی باتیں کہہ دیتی ہو جو اہل علم کی شان کے شایان نہیں؟ بینوا توجروا۔

تعویذات و عملیات سے غیر مقلدین کا شغف

تعویذات و عملیات کے باب میں ابن تیمیہ اور ان کے اصحاب نیز عرب سلفی مشائخ کا کیا عقیدہ ہے؟ جن حضرات کو ان کی کتابوں کے مطالعے کا اتفاق ہوا ہے وہ بخوبی جانتے ہوں گے کہ ان حضرات کے نزدیک تعویذ گنڈوں نیز دیگر عملیات کے ذریعہ مصیبتوں، بیماریوں اور آفتوں میں راحت چاہنا خالص شرک ہے۔

جو کچھ فرماتے تھے کتاب وسنت سے فرماتے تھے، اس اعتراف کے بعد کسی غیر مقلد کیلئے کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ان دونوں شخصیتوں کے ماسبق میں مذکور اعتقادات سے دامن بچالے۔ کیونکہ وہ اعتقادات بھی تو کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہوں گے، اور ان اعتقادات سے بچ نکلنا ممکن نہیں تو پھر علماء نجد و حجاز کے فتووں کا کیا ہوگا؟ کیا ان فتووں سے چھٹکارے کی کوئی سبیل ہے؟

[1] الحیاۃ ص ۲۷ - ۱۶۶

عمل ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک [1] منتر، تعویذ، گنڈے سب شرک ہیں

نیز آپ نے فرمایا:

من تعلق تمیمۃ فقد اشرک [2] جس نے گلے میں تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا

ان کے علاوہ اور بھی متعدد حدیثیں ان کا مستدل ہیں۔

لیکن طائفہ غیر مقلدین کا عقیدہ اس سلسلے میں بریلویوں اور قبر پرستوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، ان کے اکابر علماء نے تعویذات و عملیات کے متعدد مجموعے تصنیف فرمائے ہیں جن میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی کتاب التعویذات [3] ہے، خود نواب صاحب فرماتے ہیں:

"اما بعد! اس مختصر تحریر میں بعض ادعیہ ماثورہ و اعمال صحیحہ کا ذکر کیا ہے جن کو تعلق عوارض و آفات سے حیات تا ممات ہے، مجھ کو اپنے مشائخ حدیث و علماء دین سے ان کی اجازت حاصل ہے۔" [4]

مزید فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع فتاوی ابن باز ص ۳۸۳ ج ۲ بحوالہ مسند احمد ابوداؤد وغیرہ۔

[2] ایضاً بحوالہ مسند احمد و ابن ماجہ۔

[3] یہ کتاب بڑی سائز کے ۱۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں باریک خط میں ۱۳ سطریں مرقوم ہیں اور سرورق پر لکھا ہے کہ یہ کتاب عمدۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی [illegible] والغفران کی تصنیف ہے، ہمارے علم کے مطابق یہ کتاب اس طائفہ میں مشہور ہونے کے ساتھ مصنف کی وصیت کے مطابق تنگیوں، پریشانیوں میں معمول بہ بھی ہے۔

[4] یہ تصریح بتلاتی ہے کہ تعویذ گنڈہ اس جماعت کے بزرگوں کا پرانا کاروبار ہے اور نواب صاحب سے پہلے بھی ان کے مشائخ کا یہ مشغلہ تھا۔

"لہذا مشائخ واہل علم نے اس طرح کے رقیے ذکر کیے ہیں اور خلق میں ان کا نفع دیکھا گیا، میں بھی بچوں کی بیماری میں اکثر ان اعمال کو جو کتاب "قول جمیل" تالیف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں مذکور ہیں استعمال میں لاتا ہوں"[1]

ہم یہاں رنج و غم، مصائب و آلام میں غیر مقلدین کے طبقہ میں استعمال ہونے والے بعض اعمال کا ذکر کریں گے تاکہ خود کو سلفی و اثری کہنے والے اس ٹولہ کے عقائد کی حقیقت واشگاف ہو اور وہ لوگ جو اس طائفہ کے تئیں خوش گمانی کے فریب میں مبتلا ہیں وہ سبق حاصل کریں۔

مشتے نمونہ از خروارے

(۱) عمل برائے حفاظتِ جان۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

"جو شخص سورۂ ہود لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی حرف مٹے نہیں اس پر اثر ہتھیار کا نہ ہوگا، بلکہ اس کو نصرت و ظفر حاصل ہوگی اور اس کی ہیبت پڑے گی۔"[2]

---

[1] کتاب التعویذات ص ۱۔ اس تصریح سے پتہ چلا کہ اس جماعت کے اکابر علماء شاہ صاحب کی اس کتاب پر اعتماد کرتے تھے، جس سے ہم نے ماسبق میں عقائد غیر مقلدین کی بابت بہت کچھ نقل کیا ہے، چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے تصوف کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ چونکہ ابتدائی دور کی تحریریں ہیں اسلئے ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں، وہ لوگ منہ چھپانے کیلئے جگہ تلاش کریں۔

[2] کتاب التعویذات ص ۳۹۔

(۲) برائے خوف از سلطان وغیرہ:

"کھیعص کفیت حمعسق حمیت۔ داہنے ہاتھ کی انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ، اور بائیں ہاتھ کی انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی مٹھی بند کئے چلا جائے پھر دونوں کو اس کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے شرجی نے کہا اس طرح انشاء اللہ وہ شخص اس کے شر سے محفوظ رہے گا اسے کوئی ہرگز نہیں پہونچے گی"[1]

(۳) برائے حمیٰ ربع:

"محموم غسل کرے اور چوب حنا سے یا کسی اور چوب سے اس کے ذراع ایمن پر لا الٰہ الا اللہ اور ذراع ایسر پر محمد رسول اللہ اور ساق ایمن پر جبرئیل اور ساق ایسر پر میکائیل اور شق ایمن پر اسرافیل اور شق ایسر پر عزرائیل لکھ دے وہ بہت جلد صحت پائے گا۔"[2]

---

[1] کتاب التعویذات ص ۴۱۔ علمائے نجد و حجاز کے یہاں حروف مقطعات کے ذریعہ کوئی عمل کرنا حرام ہے ابن باز اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

"حروف مقطعات کی تعویذ لکھنا بلاشبہ ایک قسم کا شرک ہے، اور اگر تعویذ پہننے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کی وجہ سے وہ خدا کی مشیئت کے بغیر بیماریوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہے گا تو یہ سب سے بڑا شرک ہے۔" (ج ۲ ص ۳۸۴)

[2] کتاب التعویذات ص ۴۵۔ اس عمل میں غیر اللہ جبرئیل و میکائیل وغیرہ سے استعانت کی صراحت ہے جو ایک قسم کا شرک ہے۔ ابن باز فرماتے ہیں:

"علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ استعانت بالجمادات جائز نہیں بلکہ از قبیل شرک ہے اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ مردوں کو پکارنا ان سے مدد چاہنا وغیرہ جائز نہیں، خواہ وہ انبیاء اولیاء ہوں یا کوئی اور۔" (مجموع فتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۴)

(۴) برائے اجرا عدار :

اس عمل کو نواب صاحب نے ذرا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا

"اس عمل کو روز سہ شنبہ آخر ماہ میں کرے اور کہے : یا ملئکۃ اللہ

تعالیٰ یفعل کذا بفلان (اے اللہ کے فرشتو! فلاں کے ساتھ

ویسا معاملہ کیا جائے) یہ ضرب اس کے بدن پر جا لگے گی ، اور وہ ہلاک

ہو جائے گا ." [1]

(۵) برائے رعاف :

اس کے لئے ایک عمل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"راعف کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھے : کف ایہا الرعاف بحق الواحد

العزیز القہار ." [2]

(۶) ختم صحیح بخاری برائے دفع جملہ نوازل :

بہت سے علماء نے دفع بلیات و کربات کی خاطر ختم بخاری کو جائز قرار دیا

لیکن علماء نجد و حجاز کے یہاں یہ عمل بھی از قبیل شرکیات ہے ، اور غیر مقلدین کا عقیدہ

اس سلسلے میں علماء عرب کے معارض و مخالف ہے چنانچہ ان کے مجدد علامہ نواب

صدیق حسن خاں رقمطراز ہیں :

"منفعت اس کی قرأت و ختم کی واسطے دفع آفات و حصول سلامت کے

جماعت اہل عرفان جن سے میں نے ملاقات کی ان سب نے مجھ سے یہ بات

کہی کہ جب بھی کسی مصیبت میں صحیح بخاری کو پڑھا گیا تو وہ مصیبت دور

---

[1] کتاب التعویذات ص ۷۶ ۔ یہ غیر مقلدین کے نزدیک فرشتوں کو پکارنا اور ان سے اعانت طلب کرنا بھی جائز ہے

[2] حوالہ سابق ص ۷۴ ۔ کیا غیر مقلدوں کے یہاں رعاف کسی ذی روح ذی عقل کا نام ہے ؟ کہ اسے آواز دی جا رہی ہے اور اسے رکنے کا حکم دیا جا رہا ہے ۔

ہوئی اور اس کتاب کے ساتھ جب بھی کوئی سوار کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی

پار پہونچا ."

نیز فرمایا :

"امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور تالیف صحیح کے لئے انھوں نے

دعا زبانی تھی ، اور حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ صحیح بخاری کو پڑھ کر بارش

طلب کی جاتی ہے اور اس کے اندر جو حدیثیں ہیں ان کی صحت و قبول پر

اہل اسلام کا اتفاق ہے ." [1]

ذیل میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی طرف ایک قول منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ بہت سے قابل اعتماد علماء و مشائخ نے برائے

حصول مرادات و کفایت مہمات و قضائے حاجات و دفع بلیات و کشف

کربات و صحت امراض و دیگر مشکلات اس صحیح بخاری کو پڑھا تو ان کی مراد

حاصل ہوئی اور اپنے مقصد کو پہونچے اور اس عمل کو تریاق جیسا مجرب و اثر

پایا اور علماء اہلحدیث کے نزدیک یہ عمل شہرت و تواتر کے ساتھ پہونچ چکا ہے ." [2]

اس کے بعد نواب صاحب کا یہ تبصرہ بھی قابل دید ہے :

"بالجملہ نفع اس کتاب کی قرأت کا تجربہ علماء محدثین و اہل معرفت و ثقہ

میں درجۂ شہرت و تواتر کو پہونچ چکا ہے اس حد تک کہ جس کا انکار

نہیں ہو سکتا ." [3]

اور پھر نواب صاحب اپنا اور اپنی جماعت کا مذہب بھی بیان کرتے ہیں :

"اس کتاب مبارک کا ختم کرنا واسطے شفا بیمار و حفظ آفات و حوادث

زمان کے بطور رقیہ جائز ہے ."

---

[1] کتاب التعویذات ص ۴۹ [2] حوالہ سابق [3] حوالہ سابق .

مزید فرماتے ہیں:

"اس میں کسی کا خلاف من جملہ اہل علم کے معلوم نہیں، بلکہ متقدمین [illegible] قراءت و ختم کے واسطے دفع آفات و حصولِ سلامت کے مجرب [illegible] ہذا جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی ہے ہر قرن میں اہل علم نے [illegible] اس کے توسل کیا ہے اور کس طرح نہ کرتے کہ بعد کتاب اللہ کے یہ کتاب اصح کتب اسلام ہے، روئے زمین پر اس کا قاری و متوسل و معتقد و عامل ہر خیر و برکت کے لائق ہے۔" [1]

ختم بخاری کی فضیلت و اہمیت نیز اس کی سرعت تاثیر کے تفصیلی بیان کے بعد ختم بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ نواب صاحب کی یہ کوئی منفرد اور ذاتی رائے [illegible] جس سے غیر مقلدین کی گلو خلاصی آسان ہوتی، بلکہ یہ اس جماعت کا متفقہ [illegible] اور تمام مشائخ و علماء اس کے قائل ہیں، اور یہ عقیدہ نسلاً بعد نسل ایک [illegible] زمانے سے منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ نواب وحید الزماں حیدر آبادی کے اس [illegible] حق سے بھی کیا کسی کو انکار ہو سکتا ہے؟ فرماتے ہیں:

"اور ختم قرآن پر ختم صحیح بخاری کو قیاس کیا جاتا ہے جیسا کہ ہمارے مشائخ اہلحدیث سے منقول ہے" [2]

"جمادات و حیوانات حتیٰ کہ اولیاء اور انبیاء سے مرادیں مانگنا مصیبتوں میں [illegible] چاہنا علماء نجد و حجاز کے یہاں شرک ہے" شیخ ابن باز کا فتویٰ پہلے ہی نقل کیا جا چکا، جس میں وہ بڑی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ "یہ سب کا سب شرک ہے" [3]

شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں کہ "یہ جائز نہیں" [4]

---

[1] حوالۂ سابق - یہ توسل جو یہاں مذکور ہے علماء نجد و حجاز اسکو حرام کہتے ہیں [2] ہدیۃ المہدی [illegible]
[3] مجموع فتاویٰ ابن باز ج۱ ص ۲۱۳ [4] فتاویٰ ابن العثیمین ج۲ ص ۲۴۴

اور اللجنۃ الدائمۃ کا فتویٰ ہے کہ "یہ از قبیل بدعات منکرہ ہے" [1]

کیا غیر مقلدوں کے لئے کفر و شرک کی اس دلدل سے نکلنا ممکن ہے؟

اہل دیوبند کی تکفیر و تضلیل کرنے والے اپنے دین و ایمان کی فکر کیوں نہیں کرتے؟

تبصرہ غیر کے کردار پہ کرنے والے
کیا تری خود سے ملاقات نہیں ہوتی ہے

اکابر دیوبند کی کوئی ایک تحریر بھی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں ختم بخاری کے فوائد و منافع اس تفصیل سے بیان کئے گئے ہوں اور جس میں کہا گیا ہو ختم صحیح بخاری سے وسیلہ پکڑنا جائز ہے، اگر خدا نے دو آنکھیں دی ہیں تو ان سے کام لو اور تعصب کی عینک اتار کر انصاف کی نظروں سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ تمہارے دامن کیسے کیسے دھبوں سے داغدار ہیں؟ تصوف، وحدۃ الوجود، توسل، تعویذات و عملیات اگر شرک ہیں تو ان شرکیات سے تمہارے دامن پاک نہیں ہیں۔

(۷) صَلوٰۃ تُنجینا:

غیر مقلدین کے طبقے میں بہت سے درود مروج ہیں، جنھیں حوادث و آفات اور مصائب و حاجات میں راحت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے انھیں میں سے ایک "صلوٰۃ تنجینا" (ہم کو نجات دینے والا درود) ہے جو ہر قسم کی مصیبت میں بڑا کارآمد اور تریاق کی طرح زود اثر تصور کیا جاتا ہے، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی ارقام فرماتے ہیں:

"شیخ اکبر نے اس صیغۂ درود کو ایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جوف لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجۂ اجابت کو پہونچے گی" [2]

---

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ ج۱ ص ۲۴۷ [2] کتاب التعویذات ص ۹۵

اس کے بعد صیغۂ درود بیان کیا گیا ہے جسے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۸) صلوٰۃ تفریجیہ قرطبیہ۔

نواب صاحب لکھتے ہیں:

۔ اس کو صلوٰۃ ناریہ کہتے ہیں، اس لئے کہ جب یہ درود ایک مجلس میں واسطے تحصیل مطلوب یا دفع مرغوب کے بعدد ۴۴۴۴ پڑھی جاتی ہے تو وہ مقصد سرعت میں مثل نار کے حاصل ہوتا ہے، وہذا اس کو اہل اسرار "مفتاح الکنز المحیط لنیل مراد العبید" کہتے ہیں۔ [1]

اسی کے بعد اس درود کا صیغہ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

۔ اللہم صل صلوۃ کاملۃ وسلم سلاما تاما علی سیدنا محمد تنحل بہ العقد وتنفرج بہ الکرب وتقضیٰ بہ الحوائج وتنال بہ الرغائب وحسن الخواتم ویستقی الغمام بوجہہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ فی کل لمحۃ ونفس بعدد کل معلوم لک۔ [2]

اے اللہ! ہمارے آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کامل وکمل درود وسلام نازل فرما، جن کے صدقہ وطفیل میں مصائب کی گرہیں کھلتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں

---

[1] ایضاً ص۱۲۸ [2] ایضاً۔ حق وانصاف کی پاسداری کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اس قرطبی درود میں غور فرمائیں کیا یہ پورا کا پورا درود توسل بالنبی کا مجموعہ نہیں؟ اور پھر توسل سے متعلق علماء نجد وحجاز کے وہ فتاوے بھی پڑھ ڈالئے جو "دیوبندیہ" کے مؤلف نے اہل دیوبند کی تکفیر وتشریک کیلئے نقل کئے ہیں۔ اور پھر قدرت کا یہ تماشا دیکھئے کہ یہ تمام فتاوے خود غیر مقلدوں پر کیسے چست ہورہے ہیں۔ ع ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں، انہی کے وسیلے سے دل پسند نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور حسن خاتمہ نصیب ہوتا، اور انہی کے باعزت چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے، اور رب کریم! تو آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرما، ہر آن، ہر دم، جتنی چیزیں تیرے علم میں ہیں ان کی لاتعداد وتعدد کے برابر۔

اس کے بعد اس درود کے پڑھنے کا طریقہ نیز علماء ومشائخ سے اس کے بہت سے فوائد ومنافع شمار کرائے گئے ہیں، اس کے بعد نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

۔ صیغے درودہائے ماثورہ کے قریب تیس کے ہیں، جن کو مع سند کے کتاب "نزل الابرار" [1] میں لکھا گیا ہے۔ [2]

درود وسلام کا مستحب طریقہ اور ان کے آداب بیان کرنے کے بعد نواب صاحب لکھتے ہیں:

یہ سب آداب "صلوٰۃ ناریہ" میں بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں، .... اس مسئلے کا بیان جیسا کتاب "نزل الابرار" میں

---

[1] یہ کتاب نواب وحید الزماں حیدرآبادی کی تصنیف ہے جو اس جماعت کی برگزیدہ شخصیتوں میں شمار کئے جاتے ہیں، مؤلف "جہود مخلصہ" لکھتے ہیں:

آپ ہندوستان کے چوٹی کے علماء اور میاں نذیر حسین کے مشہور تلامذہ میں سے تھے آپ کی پوری زندگی سنت نبویہ کی اشاعت میں کام آئی۔ (ص ۱۳۰)

کیا سنت نبویہ اسی قسم کے توسل پر مشتمل درودوں کا نام ہے؟ کیا سنت مطہرہ کی خدمات میں آپکی مخلصانہ کوششوں، محنتوں کا یہی نمونہ ہے؟

گر ہمیں مفتی بود وہمیں ملا — کار دیں تمام خواہد شد

[2] کتاب التعویذات ص ۹۶

ہے دیا کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے "۔ [1]

خود کو اہل حدیث اور اہل سنت و جماعت کہنے والے بتائیں کہ کیا یہ ...
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، یا صحابہ و تابعین سے ثابت ...
اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر ان درودوں کو ماثورہ کہہ کر اللہ اور رسول ...
اور بہتان کی یہ جرأت و جسارت کتاب و سنت پر عمل کا دم بھرنے والوں کو کیسے
ہوئی؟ کیا یہ غیر مقلدین قرآن کی اس آیت سے واقف نہیں؟

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا

اچھا چلئے آیت نہ سہی، حدیث والوں کو کم از کم مشہور و متواتر احادیث
تو یاد ہی رہنی چاہئیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کس قدر مشہور ہے

من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار

کیا دین و مذہب میں اس سے بڑا کوئی جرم ہو سکتا ہے؟

مزید براں یہ درود سراسر توسل بالنبی پر مشتمل ہے، اور اللجنۃ الدائمۃ
ریاض سے توسل کے متعلق جو فتویٰ صادر ہوا ہے اسے بھی پڑھئے اور بتائیے
کہ غیر مقلدیت اور سلفیت میں وہ توافق ہے جس کا طائفہ حاضرہ دعویٰ کرتا ہے
یا تضاد ہے؟ ملاحظہ فرمائیے اللجنۃ الدائمۃ کا فتویٰ:

"کسی مخلوق کے فیوض و برکات کو وسیلہ بنانا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے انوار و برکات کو وسیلہ بنانا منکر بدعات میں سے ہے"۔ [2]

اور سنئے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رفع حاجات اور دفع کربات
میں آپ کو پکارنا، آواز دینا اور دستگیری چاہنا اتنا بڑا شرک ہے

---

[1] ایضاً ۹۶ [2] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ ج ۱ ص ۲۴۸ -

کہ آدمی ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے، خواہ آپ کی قبر کے
پاس یا اس سے دور۔" [1]

شیخ محمد بن صالح العثیمین ایک سوال کے جواب میں عرض کرتے ہیں:
"اور جو شخص اس اعتقاد کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کر
رہا ہے کہ آپ نفع و ضرر کے مالک ہیں تو وہ کافر و مشرک اور اللہ
کی تکذیب کرنے والا ہے .... ایسے لوگوں کے پیچھے نماز
درست نہیں، اور امور مسلمین کا ان کو والی بنانا بھی جائز نہیں ہے" [2]

ان شاء اللہ یہ فتاوے اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہوں گے کہ یا تو نجدی اور
علماء نجد و حجاز کے فتاوے کی رو سے کافر و مشرک اور ملت اسلامیہ سے خارج
ہے اس کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

(۹) رقیہ برائے کشف ارواح:

"کشف ارواح" خالص صوفیانہ اصطلاح ہے، جہاں علماء سلفیین اس
اصطلاح سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں وہیں اہل طریقت کے یہاں یہ
ایک ناقابلِ انکار حقیقت بھی ہے اور غیر مقلدین بھی اس تصوفی حقیقت پر ایمان
رکھنے میں صوفیاء سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں
بھی اس عقیدے سے محروم نہ رہے بلکہ کشف ارواح کا ایک مجرب نسخہ بھی اپنی
جماعت کو تعلیم کر گئے، فرماتے ہیں:

"مشائخ قادریہ نے کہا ہے: جو طریقہ واسطے کشف ارواح کے ہمارا
مجرب ہے وہ یہ ہے کہ ہمراہ خلوت و لباس پاک و غسل و خوشبو کے

---

[1] حوالۂ سابق ج ۱ ص ۲۱۵ [2] سوال و جواب کی مکمل تفصیل کے لئے دیکھئے
فتاوی ابن العثیمین ج ۱ ص ۳۳۲ و ۳۳۳ -

مصلی پر بیٹھ کر داہنی طرف "سبوح" کی ضرب لگائے اور بائیں طرف "قدوس" کی اور آسمان میں "رب الملائکۃ" کی اور دل میں "والروح" کی۔ انتہی۔ [1]

اس قسم کے بدیہی البطلان عقیدوں کے بارے میں مشائخ نجد و حجاز کی آراء نقل کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی، البتہ اگر آپ کو مزید تحقیق کی ضرورت ہے تو "اللجنۃ الدائمۃ" اور شیخ ابن العثیمین کے فتاوے اور تقی الدین ہلالی کی "السراج المنیر" کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۰) صلوٰۃ کن فیکون:

راس الطائفہ نواب صدیق حسن خاں اس نماز کی سرعت تاثیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ نماز بھی نزدیک بشتیہ کے ہے، اس کا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ مطلب برآری میں اس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہوتی ہے، جس کو سخت حاجت پیش آئے وہ بدھ، جمعرات، جمعہ کی راتوں کو دو رکعت ادا کرے۔" [2]

---

[1] کتاب التعویذات ص ۹۷، ۹۸۔ ہمیں اپنی بے بسی کا اعتراف ہے، واقعی ہم اس عمل کی توضیح سے قاصر ہیں، خود نواب صاحب نے اس کی کوئی تشریح نہیں فرمائی، ممکن ہے غیر مقلدین کے یہاں یہ عمل معروف و متداول ہو اسلئے نواب صاحب نے تشریح کی ضرورت نہ سمجھی ہو، اور اگر قارئین کو وضاحت مطلوب ہو تو کسی غیر مقلد عالم سے دریافت کریں۔

[2] اس نماز کا طریقہ اسی کتاب میں یوں بیان کیا گیا ہے:
"پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور قل ہو اللہ احد سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قل ہو اللہ ایک بار، اور سو بار یوں کہے: "اے آسان کنندۂ دشوارہا

"حدیث سنت" اور "عمل بالحدیث" کا دعویٰ کرنے والوں کی زبان سے سنئے، نواب صاحب فرماتے ہیں:

"لیکن سنت صحیحہ اس نماز سے ساکت ہے اور لیکن اس نماز میں کوئی فعل ناشروع پایا نہیں جاتا، بلکہ ایک مجموعہ ہے اعمال متفرقہ کا جن کی اصل سنت میں موجود ہے۔" [1]

صلوٰۃ التسبیح کی مشروعیت پر واویلا مچانے والوں کو شرم نہیں آتی کہ سنت صحیحہ کے سکوت اور مکمل سکوت حتیٰ کہ اعتراف سکوت کے باوجود کیسے دھڑلے سے اس نماز کو جائز قرار دیا جا رہا ہے، جبکہ صلوٰۃ التسبیح جس حدیث سے ثابت ہے وہ اگرچہ ضعیف ہے مگر کثرت طرق کی وجہ سے حسن کے درجے کو بہرحال پہنچ جاتی ہے جسے خود غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس نماز کا تو کہیں وجود ہی نہیں ہے اس کے باوجود

والے روشن کنندۂ تاریکیہا"، پھر سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور علیہ السلام سے دعا مانگے، جب تیسری رات ہو تب بھی اسی طرح کرے پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اتارے اور اپنی آستین کو گردن میں ڈالے اور روئے اور اللہ سے پچاس بار دعا مانگے، ان شاء اللہ ضرور اس کی دعا قبول ہوگی۔

اس کے بعد تشریح عرض کرتے ہیں: "آستین کا گردن میں ڈالنا شعار تھا پادر کے نماز استغفار میں سمجھا گیا ہے"، مطلب اظہار تضرع اور اشعار گردش حال بے بسی۔
(کتاب التعویذات ص ۱۰۰)

[1] کتاب التعویذات ص ۱۰۰۔ اگر یہی ناشرین سنت ہیں تو کوئی بتلائے کہ ان میں اور بریلویوں میں کیا فرق ہے؟ بریلوی حضرات بھی اپنے عقائد و اعمال کے اثبات میں یہی تو کہتے ہیں جو نواب صاحب نے کہا، کہاں گئیں یہ حدیثیں: "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" اور "کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ"، تف ہے ایسی اہل حدیثیت پر۔

غیر مقلدین کے ٹولے میں جائز ہے، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم ہی سچے اہل حدیث
اور اہل سنت۔

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

اس کتاب میں مذکور تمام عملیات وتعویذات کا استیعاب ہمارا مقصد
نہیں یہ صرف دس نمونے آپ کے سامنے پیش کیے گئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ
لامذہبی ٹولے کے اعتقادات کی سمت کس قدر قابلِ ایمان ہے۔ اور جو جماعت
سلفی اور اہل حدیث ہونے کا دعویٰ کرتی ہے وہ سلفیت کی کتنی بڑی دشمن اور
عمل بالحدیث سے کتنی زیادہ دور ہے؟ غیر مقلدین میں جرأت ہے تو فوراً
کی اس کتاب کا صرف ایک نسخہ مشائخ نجد وحجاز کی خدمت میں بھیج کر دیکھیں
کیا جواب ملتا ہے؟ بالیقین یہی جواب ملے گا کہ زمین وآسمان کے قلابے ملائے
جاسکتے ہیں پر ہمارے اور تمہارے درمیان جو دوریاں ہیں ناممکن ہے کہ
ہوں ـــــ اب دیکھنا ہے کہ ہمارے ان انکشافات کے بعد اس ٹولے کے
بارے میں سعودیہ کی دائمی کمیٹی، شیخ ابن باز اور دیگر معتقد مفتیان نجد وحجاز کی
طرف سے کیا فتوے صادر ہوتے ہیں، اور دروغ گوئی وبے باکی کے ریت پر
قائم دوستی کا یہ قلعہ کب تک قائم رہتا ہے، اور مادی مصالح کی ہوسناکیاں
شیخ ابن باز حفظہ اللہ کی شخصیت کا کب تک استعمال کرتی ہیں۔

اگر مشائخ عرب کے سامنے حقیقت سے ناآشنائی کا عذر کبھی تھا تو تھا،
مگر اب یہ عذر بھی خدائے ذوالجلال نے دور فرمادیا ہے اور بحمد للہ وقت آگیا
ہے کہ علماء نجد وحجاز اپنی خداداد بصیرت سے کام لیں اور اس طائفہ خادعہ کے بارے
میں مبنی بر انصاف فیصلہ صادر فرمائیں۔

کتاب[1] التعویذات کی اجازت

نواب صدیق حسن خاں کتاب کے خاتمہ میں عرض کرتے ہیں:

"وہ اعمال جو مشائخ طریقت سے اس جگہ نقل کیے گئے ہیں ان کی
اجازت مجھے شیخ ابوالعباس بن عبد اللطیف سے بواسطہ کتاب "صحیح بخاری" ملی ہے اور جو اعمال کہ "قول جمیل" سے منقول ہیں ان کی
اجازت مستقل مولوی محمد یعقوب مہاجر مکی سے حاصل ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"اس رسالے میں جس قدر اعمال ذکر کیے گئے ہیں وہ غالباً وہ مجربات
ہیں، قدماء علماء ومشائخ نے ان کا تجربہ کیا ہے اور بعض کا تجربہ
مجھ کو بھی حاصل ہوا ہے۔"

اور سنئے:

"وہ تعاویذ وتعالیق وارتقاف وعزائم جن کی صورت شرعی موافق
ظاہر سنت کے نہیں تھی گو نفس الامر میں جائز العمل ورافع الخلل
ہوں ان کو بھی چھوڑ دیا ہے، اصح صحیح والنفس نفیس وروح الروح"

---

[1] اس کتاب کا مطالعہ کیجئے تو اندازہ ہوگا کہ کس پر غیر محسوس طریقے سے اس جماعت کے اندر شرک سرایت کر گیا ہے، بلکہ ان کا شرک زمانۂ جاہلیت کے شرک سے بھی بڑھا ہوا نظر آئے گا، کیونکہ مکہ کے مشرکین شدت مصیبت کے وقت اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے اگرچہ بعد میں شرک پر لوٹ آتے تھے مگر غیر مقلدین! نعوذ باللہ۔ ایسے وقت میں بھی غیر اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجاهم الی البر اذا هم یشرکون

(العنکبوت آیت ۶۵)

کو اس جگہ ضبط کیا ہے "۔ [1]

نیز فرماتے ہیں:

"ان اوپر والے اعمال کی اجازت خاص اپنی اولاد و احفاد کو ذکراً و اناثاً دیتا ہوں کہ وہ اوقات حاجات میں ان اعمال کو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے ضرور عمل میں لایا کریں یا جس کسی مسلمان کو طرف ان کی حاجت ہو اس کے لئے یہ عمل کر دیا کریں کہ خیر الناس ما ینفع اور ان اعمال کی قدر و قیمت سمجھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ برکات و منافع عجائب ان کے ظاہر ہوں گے "۔ [2]

ہم نے اپنے تاثرات بہت حد تک ماسبق میں پیش کر دیئے ہیں، لہٰذا یہاں بدون کسی تعلیق و تبصرے کے۔ نذرِ قارئین ہیں، غور کریں اور فیصلہ کریں۔

---

[1] مشائخ سلفیین سے ہماری گذارش ہے کہ ذرا غور فرمائیں اس خودساختہ سلفی مجدد نے کیا کیا گل کھلائے ہیں، مذکورہ بالا عملیات کے نمونے سامنے رکھ کر انصاف کے ساتھ بتائیے کہ کیا یہ اعمال خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کسی ادنیٰ درجہ میں مشروع ہیں، اگر نہیں تو نواب صاحب آخر کار کس شریعت کی بات کر رہے ہیں، اور کس مذہب میں یہ اعمال مشروع ہیں؟ اور اس سلفی کی یہ اباحت پسندی بھی دیکھتے چلئے، فرما رہے ہیں کہ جو تعاویذ و رقیے چھوڑ دیئے گئے ہیں وہ اگرچہ مشروع نہیں پھر بھی جائز العمل ہیں، عدم مشروعیت کے بعد پھر جواز کا کیا معنی؟ کیا اس میں امت کو اباحت اور مذہبی قید و بند سے آزاد خیالی کی دعوت نہیں؟

[2] کتاب التعویذات ص ۱۲۸۔

شیخ ابن باز کا فتویٰ

آخر میں مناسب ہوگا کہ تعویذات و عملیات کے سلسلے میں شیخ ابن باز حفظہ اللہ کے فتاوے نقل کر دیئے جائیں جنہیں غیر مقلدین کے طائفہ حاضرہ کی متعلقانہ علمیت "والدنا" جیسے غیر شرعی لقب سے یاد کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ لاحظ فرمایئے، جب ان سے پوچھا گیا:

"کیا آیات قرآنیہ اور ان کے علاوہ دیگر چیزوں کی تعویذ بنانا اور گردن میں لٹکانا شرک ہے یا نہیں؟"۔

تو شیخ ابن باز حفظہ اللہ نے جواب میں عرض کیا:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منتر، تعویذ اور سحر سب شرک ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تعویذ پہنا اس نے شرک کیا اور احادیث نبویہ اس مفہوم کی کثرت سے وارد ہوئی ہیں"۔

اور فرماتے ہیں:

"جو شخص اس اعتقاد سے تعویذ پہنے کہ اس سے مرض سے شفا ہوگی بدون مشیئت ایزدی کے، تو اس سے بڑا کوئی شرک نہیں" [1]

اور سنئے:

"اور یہ بات تو واضح ہے کہ اگر قرآنی آیتوں اور جائز دعاؤں کے تعویذات جائز کر دیئے جائیں تو شرک کا دروازہ کھل جائے گا اور جائز و ناجائز

---

[1] مجموعہ فتاوی ابن باز ص ۸۴۔ ۳۸۳۔

لیجیے آپ بھی چند نمونے ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ غیر مقلدین کو کرامتوں کے تذکرے سے کیسی دلچسپی ہے! اسی ضمن میں آپ کو استمداد بغیر اللہ شیعیت کی جھلکیاں بھی نظر آئیں گی۔

میاں نذیر حسین کی کرامات

"الحیاۃ بعد المماۃ" کے مؤلف نے میاں نذیر حسین کی بہت سی کرامتیں ذکر کی ہیں، ایک کرامت کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

"ایک شخص کا ایک نوکر تھا، اس کے دل میں شیخ کے خلاف عداوت کی چنگاری چھپی ہوئی تھی، ایک مرتبہ شیخ مالکِ نوکر کے مہمان ہوئے، جب دسترخوان پر بیٹھے تو نوکر نے کھانے میں چپکے سے خنزیر کا گوشت ملا دیا، شیخ کے سامنے کھانا لایا گیا، دیکھتے ہی شیخ کو متلی آنے لگی اور شیخ قے کرنے لگے، چنانچہ بنا کچھ کھائے پیئے واپس ہو گئے، پھر نوکر کے پیٹ میں اتنا شدید درد ہوا کہ وہ قریب الموت ہو گیا، اس کا مالک شیخ کی خدمت میں بھاگا ہوا آیا اور پورا واقعہ بیان کر کے معافی کی درخواست کی، شیخ نے معاف کر دیا اور اس کی صحت کیلئے دعا بھی فرمائی، چنانچہ نوکر کو افاقہ ہو گیا۔"[1]

اور سنئے دوسری کرامت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عطاء اللہ مرحوم کہا کرتے تھے، مجھے میاں صاحب سے بہت ڈر لگتا ہے، میں نے وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا: ایک شخص کو میاں صاحب سے دشمنی تھی، ایک دن اس نے میاں صاحب کو قتل کرنے کی سازش بنائی اور

---

[1] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۳۰

تعویذوں کے مابین بدون مشقت عظیم امتیاز قائم رکھنا دشوار ہو جائے گا، اس لئے "سد ذرائع" کے طور پر شرک کے اس راستے کو ہی بند کر دینا ضروری ہے جو مفضی الی الشرک ہے اور یہی قول درست ہے کیونکہ اس کی دلیل ظاہر و باہر ہے۔[1]

مشائخ سلفیین کے نزدیک کلمات غیر ماثورہ کس شمار میں؟ ان کے یہاں آیات اور مباح دعاؤں کے تعویذات بھی یکسر حرام ہیں، کوئی نسبت کو سلفیت سے؟ ہرگز نہیں۔

کرامات اور غیر مقلدین

آپ کو ماسبق کی ہماری معروضات سے یہ اندازہ ہوا ہو گا کہ غیر مقلدین حضرات تصوف سے غیر معمولی اشتغال رکھتے ہیں اور چونکہ کرامات تصوف کے لوازم میں سے ہیں اس لئے کیسے ممکن تھا کہ صوفیائے غیر مقلدین کرامتوں سے دلچسپی نہ رکھتے یہی وجہ ہے کہ اگر آپ ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ کرامتوں کا تذکرہ ایسے اثر انگیز انداز میں کرتے ہیں کہ سننے والا تصوف اور اہل تصوف کا گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہے۔ کیونکہ ان کی تحریروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اہل اللہ وہ مافوق الفطرت انسان ہیں جو بہت سے ایسے امور پر قادر ہوتے ہیں جو عام انسانوں کی طاقت سے بالاتر ہیں۔

اور بلاشبہ یہ چیز ایسی نہیں ہے جو امام ابن تیمیہ، ابن قیم اور شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ اور ان کے معتقدین سلفیین سے تائید حاصل کر سکے،

---

[1] موارد سابق ص ۱۰۵ - ۲۸۲ - (ملخصاً)

مسجد کے راستے میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا کہ جب میاں صاحب عشاء کی نماز کیلئے نکلیں گے تو قتل کر دوں گا، چنانچہ جب میاں صاحب نماز عشاء کیلئے چلے تو وہ شخص تلوار لے کر سامنے آکر کھڑا ہو گیا، میاں صاحب نے ڈانٹ کر اس سے کہا: اگر میں فاطمہ کی اولاد ہوں تو تو اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا[1]۔ آپ کا یہ جملہ پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور وہ ایسا مبہوت ہوا کہ اس کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی، بھاگا ہوا اپنے گھر پہونچا، پہونچتے ہی اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا جو موت پر ہی منتہی ہوا۔[2]

میاں صاحب سے کراماتوں کا ظہور اخیر وقت تک ہوتا رہا جب آپ کے حواس

---

[1] غور فرمایئے، میاں صاحب نے یہ نہیں کہا، اگر میں اللہ سے ڈرنے والا بندہ ہوں تو اپنے ارادے میں تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر اس خوفناک ساعت میں کوئی یاد آیا تو حضرت فاطمہؓ یا ان کی اولاد اور ان کے ساتھ اپنی نسبی قرابت کو وسیلہ بنانا یاد آیا، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ میاں صاحب کی بد عقیدگی تشیع کی حدود تک پہونچی ہوئی تھی، شیعہ بھی تو کچھ اسی قسم کی بات کہتے ہیں:

لی خمسة اطفی بها — حر الوباء الحاطمة
المصطفیٰ والمرتضیٰ — وابناهما والفاطمة

میرے لئے بس پنجتن پاک کافی ہیں جن کے ذریعہ میں ہلاکت خیز مصیبتوں کی آگ بجھاتا ہوں، محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین۔

[2] الحیاۃ بعد الممات ص ۱۲۸ (ملخصاً) الدیوبندیہ کے مؤلف نے ایک عنوان قائم کیا ہے۔ مشائخ دیوبند موت وحیات کے مالک ہیں، اس کے تحت بعض قصے ذکر کئے ہیں، آپ ان قصوں کو پڑھ ڈالئے اور میاں صاحب کے ان قصوں سے موازنہ فرمایئے اور انصاف کے ساتھ بتلایئے کہ دونوں میں بال برابر بھی فرق ہے؟ اگر علماء دیوبند موت وحیات کے مالک ہیں تو یہ علماء غیر مقلدین اہل حدیث ان سے ذرا بھی پیچھے نہیں۔

مختل ہو چکے تھے اس وقت کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آخر زندگی میں اکثر اوقات میاں صاحب کے ہوش وحواس مختل رہا کرتے تھے اور یادداشت بھی معطل ہو چکی تھی تین دن سے زیادہ آپ کی یہی حالت رہی، اور بعض اوقات اسی حالت میں پورے جوش وخروش کے ساتھ ایسا وعظ فرماتے کہ صحت کی حالت میں بھی ویسا وعظ نہیں سنا گیا، آپ کا یہ وعظ عموماً سورۂ جن سے ہوتا اور بار بار فرماتے کہ مجھے مسجد میں لے چلو، جب وعظ کہتے کہتے تھک جاتے تو فرماتے: ہزاروں جنات آئے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وعظ کہئے، آخر میں کب تک وعظ کہوں دوسرے روز صبح کو بار بار کہتے سنے گئے کہ اب چلے جاؤ کہ طاقت نہیں رہی، حالانکہ وہاں ان کے پاس کوئی موجود نہ تھا لوگوں نے پوچھا: آپ کس سے مخاطب تھے؟ فرمایا ہزاروں کی تعداد میں جنات آئے ہوئے تھے اور وعظ وتقریر کا مطالبہ کر رہے تھے اس چارپائی کی جگہ کو چھوڑ کر پورا مکان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا[1]۔

---

[1] الحیاۃ بعد الممات ص ۲۰۰۔ اگر اسی طرح کی کوئی حکایت کوئی مقلد بیان کرتا تو خرافات کہہ کر اس کا مضحکہ اڑایا جاتا اور اس بیچارے پر لے پڑ جاتے مگر جس نے تقلید کا قلادہ گردن میں ڈالا نہیں وہ آزاد ہے حدود شریعت کا وہ پابند نہیں، وہ جو زبان سے نکال دے وہ قابل تسلیم شریعت بن جائے، کتنی تعجب خیز بات ہے کہ ایک شخص ہوش وحواس کھو چکا ہے مگر پھر بھی صحت مندوں کی طرح وعظ کہہ رہا ہے۔ وائے رسوائی۔ آج دعوائے سلفیت فضیحت کے کس گڑھے میں جا گرا ہے، بصیرت والے جانتے ہیں۔

کرامات سے نواب صدیق حسن کی دلچسپی

نواب صدیق حسن خان کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کو کرامتوں کے تذکرہ سے خاصی دلچسپی تھی، اخیر زندگی میں آپ شیخ عالم شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے بیعت ہوئے اور ان سے دستار حاصل کی، آپ کو ابن عربی و دیگر مشائخ تصوف سے گہری عقیدت تھی[1] آپ کی کتاب "التاج المکلل" تنہا یہ ثبوت دینے کے لئے کافی ہے کہ تصوف اور اہل تصوف بزرگان کی کرامتوں کا ذکر نواب صاحب کا محبوب مشغلہ تھا مناسب ہوگا کہ آپ کو "التاج" کی کچھ جھلکیوں کی سیر کرادی جائے[2]

---

[1] نواب صاحب شیخ احمد سرہندی کے بارے میں لکھتے ہیں: "آپ کا کشف کبھی خلاف شرع واقع نہیں ہوا"۔ (ریاض المرتاض ص ۲۱)

[2] نواب صاحب جب صوفیاء کے تذکرہ پر آتے ہیں تو عقیدت کا قلم خلوص کی روشنائی میں ڈوب کر لکھتے ہیں اسلئے نواب صاحب تعظیم و تکریم کے سارے القاب بٹور لاتے ہیں اور ان کا قلم ایسا سیال بن جاتا ہے کہ کئی کئی صفحے سیاہ کر جاتے ہیں، شیخ ابن عربی کے ساتھ یہی معاملہ رہا، اور شیخ عبدالوہاب شعرانی کا ذکر بھی بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے، جس کا آغاز کچھ اس طرح ہے: "آپ عالم، محدث، صاحب کرامات کثیرہ و تالیفات نفیسہ سنت کے متبع، بدعت سے متنفر اور شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے"۔ (تاج ص ۲۵۸)

اس کے برخلاف علماء سلفیین کہتے ہیں:

"یہ سب جھوٹ ہے بلکہ جس شخص کو ان کی کتابوں مثلاً "البحر المورود فی المواثیق والعہود" اور "طبقات" وغیرہ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہوگا وہ بخوبی جانتا ہوگا

کہ یہ گمراہ، بدعتی اور خرافاتی آدمی تھا اور اس کی کتابیں شرکیہ بدعات، اباطیل و خرافات سے بھری ہیں"۔ (حاشیہ التاج ص ۳۰۰)

اور "فضائح الصوفیہ" کے مؤلف شیخ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب "الکبریت الاحمر" سے ایک عبارت نقل کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں:

"یہ تو بہت بڑی زندیقیت ہے کہاں اللہ نے وہ بات کہی ہے جس کا یہ شعرانی دعویٰ کر رہا ہے"۔

"التاج المکلل" میں نواب صاحب کا یہی طرز تفصیل ہر اس شخصیت کے ذکر میں پایا جاتا ہے جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی انہیں صوفیاء کے ساتھ نظر آیا ہے، اور اس کے فرمودات و کرامات کو ایسے دلکش اسلوب میں پیش کیا ہے کہ جس سے عام آدمیوں کے دلوں میں تصوف اور صوفیاء کے تئیں حسن ظن قائم ہونا یقینی ہے، ملاحظہ فرمائیے نواب صاحب کا نظریہ کس قدر حسین ہے فرماتے ہیں:

"آپ کو کوئی بھی عالم فاضل صوفی ایسا نہیں ملے گا جو کتاب و سنت کا پابند نہ ہو"۔ (التاج ص ۲۹۹)

اس کے برعکس علماء سلفیین کی رائے یہ ہے:

"ہر دور میں مختلف اسباب و ذرائع سے لوگوں کو قرآن و حدیث کی راہ اعتدال سے ہٹانے کی کوششیں کی گئیں"۔

(فضائح الصوفیہ بقلم الشیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق ص ۷)

ابن فارض کی کرامت

نواب صدیق حسن خان۔ ابن فارض[1]۔ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"آپ اکثر اوقات آنکھیں پھاڑے مدہوش پڑے رہتے، کوئی بات کرنا چاہتا تو نہ اس کی بات سنتے نہ اس کی طرف توجہ کرتے، کبھی کھڑے رہتے اور کبھی بیٹھے رہتے، کبھی پہلو کے بل لیٹے رہتے اور کبھی میت کی طرح چادر اوڑھ کر چت لیٹے رہتے اور اسی حال پر مسلسل دسیوں دن گذر جاتے، نہ کچھ کھاتے پیتے، نہ بات کرتے نہ حرکت کرتے[2] پھر جب یہ کیفیت دور ہوتی تو آپ کا سب سے پہلا کلام بے مثال قصیدہ ہوتا جس کا من جانب اللہ آپ پر ورود ہوا تھا، واقعی ایسا بے نظیر کہ ویسا کوئی قصیدہ ہم نے کیا کسی نے

---

[1] تذکرہ کا آغاز کچھ اس طرح ہے: "آپ تجرد پسند، صالح اور بڑی خوبیوں کے انسان تھے، ایک عرصہ تک مکہ میں مقیم رہے" (التاج ص ۲۱۲)

اس کے برخلاف ابن تیمیہ کا لہجہ ملاحظہ فرمائیے، عقیدتمندوں کیلئے کیسا دل خراش ہے؟ فرماتے ہیں:

"بلاشبہ وہ شخص ملحد اور اتحادی تھا" (فتاوی ص ۲۱۸ ج ۲)

اور فرماتے ہیں:

"ابن فارض اتحادیوں میں سے تھا اور اس کا کلام باطل ہے" (ایضاً)

[2] جن کیفیات کو رأس الطائفہ نواب صدیق حسن خان ابن فارض کی کرامت تصور کر رہے ہیں وہ ابن تیمیہ اور ان کے اصحاب سلفیین کے یہاں طاغوتی شمار ہوتی ہیں، اہل تصوف کی اس قسم کے حالات کے متعلق ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی کی مختلف جلدوں میں بحث کی ہے۔

نہیں دیکھا ہوگا۔ بلکہ کسی شاعر کے طائر تخیل کی بھی وہاں تک پرواز نہ ہوئی ہوگی"[1]

مزید سنئے، ابن فارض کے ایک صاحبزادے سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب آپ سماع کے وقت وجد میں آتے اور آپ پر حال کا غلبہ ہوتا تو چہرے کی نورانیت اور حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا"[2]

جی ہاں غیر مقلدین کے نزدیک ولایت کا معیار یہی غیر شرعی احوال و کوائف ہیں، افسوس! صوفیاء کی عقیدت نے بصیرت چھین لی ہے، اس لئے ربانی اور شیطانی احوال و کیفیات میں فرق محسوس نہ ہو سکا، اور ابن فارض کی ان شیطانی حرکتوں کو ولایت کا اعلیٰ مقام تصور کر لیا گیا۔

عقل بھی رخصت ہوئی رخصت ہوئے ایمان و دیں
آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

---

[1] التاج المکلل ص ۲۱۲

[2] ایضاً ص ۲۱۳ - یہ رأس الطائفہ جس سماع کا ذکر کر رہے ہیں یہ سلفیوں کے نزدیک حرام ہے، اس موضوع پر علامہ ابن تیمیہؒ نے "الاستقامۃ" میں زوردار بحث کی ہے اسکے صفحہ نمبر ۳۰۰ پر فرماتے ہیں: "یہ بدعت و ضلالت ہے" اب دیکھنا یہ ہے کہ طائفہ حاضرہ کیا کرتا ہے؟ علامہ ابن تیمیہ کی دھن پر نغمۂ توحید گانا پسند کرتا ہے یا اپنے امام جلیل نواب صدیق حسن خان کے ستار پر بدعت و ضلالت کے گانوں کو ترجیح دیتا ہے۔

ابن قدامہ دمشقی کی کرامتیں

نواب صدیق حسن خاں علامہ شیخ مہیار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں،

" آپ نیک اور عابد و زاہد محدث تھے .... ہر جمعہ کو بعد نماز عصر قبرستان جانے کا معمول تھا .... موٹے کپڑے پہنتے اور چٹائی پر سوتے، آپ کا قمیص نصف ساق تک اور اس کی آستین گٹے تک رہا کرتی تھی۔

لوگوں کے دلوں پر آپ کی بڑی ہیبت طاری رہتی تھی، ایک دفعہ آپ نے بارش کی دعا فرمائی، بارش ہوئی اور اتنی ہوئی کہ تمام ندی نالے بھر گئے، اس کے علاوہ آپ بہت سی کرامتوں کے مالک تھے، جن کا ذکر طویل ہے، کسی محموم کیلئے تعویذ لکھتے تو اسے اللہ تعالیٰ شفا ضرور دیتا۔ مرحوم کی وفات کے بعد لوگ جب آپ کا جنازہ لے کر نکلے تو شدید گرمی پڑ رہی تھی بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور لوگوں پر سایہ کرتا ہوا چلنے لگا، آپ کی قبر سے کھیوں کی طرح بھنبھناہٹ کی آواز ہمیشہ آتی رہتی ...

..... ایک شخص نے آپ کی قبر کے پاس سورۂ کہف تلاوت کی تو قبر سے آواز آئی ۔ لا الٰہ الا اللہ "

ترجمے کے آخر میں لکھتے ہیں:

ابن حنبلی فرمایا کرتے تھے: " اگر شیخ احمد بن قدامہ کے زمانے میں کوئی نبی مبعوث ہوتا تو آپ ہی ہوتے " [1]

---

[1] دیکھئے التاج المکلل میں ترجمہ ابن قدامہ ص ۲۲۰

اہل تصوف و کرامات سے مولانا عبید اللہ رحمانی کی عقیدت

اس فصل کو ہم یہیں تمام کر رہے تھے کہ محدث عبید اللہ ابو الحسن رحمانی مبارکپوری صاحب مرعاۃ المفاتیح کی کتاب "تاریخ المنزال" ہاتھ آگئی، یہ صاحب تحفۃ الاحوذی شیخ عبد الرحمن مبارکپوری کے مخصوص ترین تلامذہ میں سے تھے، اس کتاب میں رحمانی صاحب نے بڑی عقیدت مندانہ زبان میں تصوف اور مشائخ تصوف کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

" استغنا قلبی اور کسر نفسی تصوف کا جزء اعظم ہے " [2]

اور فرماتے ہیں:

" ہمیں یہاں بعض مستند مشائخ و سالکین طریقت کا تذکرہ منظور ہے " [3]

---

[1] صاحب "جہود مخلصہ" کا یہ توصیفی بیان جماعت میں آپ کی عظمت شان کا آئینہ دار ہے، فرماتے ہیں:

" آپ ہندوستان کے کبار علماء و محدثین میں ایک منفرد مقام کے مالک ہیں یہاں ہندوستان میں آپ کا ثانی نہیں .... تا حال جامعہ سلفیہ کے رئیس اعلیٰ اور جماعت اہلحدیث کے قائد و مرشد ہیں۔ (ص ۵۹ - ۲۵۸)

اب سے کوئی تین سال پہلے آپ کی وفات ہوئی، فتویٰ اور فکر و رائے میں غیر مقلدین کا سارا اعتماد آپ ہی پر تھا۔

[2] تاریخ المنزال ص ،،   [3] حوالہ سابق ۔ یہی وہ مشائخ ہیں جن کے بارے میں عبد الرحمن عبد الخالق سلفی فرماتے ہیں: " تصوف اولیاء کی دنیا سراسر خرافاتی دنیا ہے " (فضائح الصوفیہ ص ۴۵) مزید فرماتے ہیں: " تصوف غلاظتوں کا سمندر ہے " (ایضاً ص ۲۳)

شیخ خیر النساج کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"آپ کا وہ مقام تھا کہ شبلی و ابراہیم آپ کے خوشہ چینوں میں [illegible]
اور یہ حضرات آپ ہی کے ہاتھ پر توبہ اور بیعت کر کے نامور [illegible]"

اور آپ کی کرامت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"آپ کبھی دجلہ کے کنارے نکلتے تو مچھلیاں آپ کا تقرب حاصل کرتیں [illegible]"

ایک اور کرامت کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

"من جملہ کرامتوں کے ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا
عورت کیلئے آپ نے ایک کپڑا تیار کیا، وہ عورت دجلہ کے کنارے آپ کو
تلاش کرتی ہوئی آئی تاکہ اس کپڑے کی اجرت دے سکے، مگر شیخ سے
ملاقات نہیں ہوئی، بڑھیا نے کپڑے کی اجرت دجلہ میں ڈال دی، پھر جب
شیخ دجلہ کے کنارے پہونچے تو دریا میں سے ایک مچھلی منہ میں بڑھیا کے
سکے دبائے ہوئے نکلی۔" [3]

شیخ بہاء الدین نقشبندی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"شیخ بہاء الدین نقشبند، طبقۂ صوفیاء کے مقبول ترین بزرگوں میں سے
ہیں، مقامات عالیہ میں آپ کو وہ شہرت حاصل ہوئی کہ آپ کے کرامات
سے بچہ بچہ واقف ہے [4] ...... آپ اہلحدیث تھے [5]"

---

[1] تاریخ المنوال ص ،،   [2] یعنی وصول الی اللہ کی راہ میں

[3] تاریخ المنوال ص ،، ۔

[4] بچوں کو واقفیت کی صورت اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ غیر مقلدین گھرانوں میں صوفیاء [illegible]
اور ان کی کرامات کا تذکرہ کر کے بچوں کے دلوں میں یہ یقین جمایا جاتا ہے کہ صوفیاء، مافوق الفطرت [illegible]
کے مالک ہوتے ہیں۔

[5] تاریخ المنوال ص ۸،

شیخ ابو العباس کا تذکرہ ان الفاظ میں:

"آپ مشہور اصحاب مقامات و کرامات اولیاء و عارفین میں سے تھے۔" [1]

شیخ مومن بہاری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

"آپ صاحب کشف و کرامات تھے، لوگ آپ کی قبر کی زیارت کیلئے
آتے ہیں۔" [2]

شیخ ضیاء الدین غازی پوری کے ترجمہ میں ان کی ایک کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے
لکھتے ہیں:

"آپ کاملین اور اصحاب کرامات بزرگوں میں سے تھے، آپ کی ایک
کرامت بڑی مشہور ہے کہ آپ کی مسجد کا ایک ستون بہ نسبت دوسرے
ستونوں کے چھوٹا تھا، آپ نے دعا فرمائی تو وہ دیگر ستونوں کے برابر
ہو گیا۔ آج بھی وہ ستون اسی طرح موجود ہے، ہر پنجشنبہ کو آپ کے مزار
پر زائرین کی بھیڑ لگتی ہے۔" [3]

مولانا عبید اللہ رحمانی کی کتاب "تاریخ المنوال" کے چند اقتباسات آپ نے
ملاحظہ فرمائے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ مولانا کے یہاں کسی شخصیت کے کشف و کرامات
اور پس از مرگ اس کی قبر کا مرجع خلائق ہونا اس شخصیت کے قدآور ہونے کی

---

[1] حوالۂ سابق ص ۸۲   [2] حوالۂ سابق ص ۸۳ ۔ مدح و ثنا کے محل میں زیارت قبر کا
تذکرہ اس کے جواز پر رضامندی کی دلیل ہے۔

[3] ایضاً ص ۸۰ ۔ مؤلف احقر اسی شہر بلکہ خاص اسی محلہ کا باشندہ ہے جہاں یہ مسجد واقع ہے اور
ستون والا واقعہ بھی عوام الناس میں مشہور ہے لیکن احقر کو کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس ستون کی تعیین
کر سکے، البتہ پنجشنبہ کو وہاں واردین کی بھیڑ ضرور رہتی ہے، جس کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ زیادہ
[illegible] عورتوں کی کثرت رہتی ہے، مردوں کی تعداد بس برائے نام ہی رہتی ہے۔

اہم ترین دلیل ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ مولانا رحمانی
ہیں ان کی کرامتوں اور قبروں کی زیارتوں کا نقشہ کچھ ایسے دلکش
ہیں کہ سننے والوں کے دلوں میں ان کے تئیں تعظیم و توقیر کے جذبات
ہو جاتا ہے۔

تصوف اور اصحاب تصوف سے غیر مقلدین کی عقیدت و محبت
ہی بتایئے کہ عربی سلفیت اور ہندی غیر مقلدیت میں کوئی جوڑ ہے؟

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مگر غیر مقلدین کا طائفہ حاضرہ جیسا کہ ہم نے کہا اپنے اکابر کی تحریر
سے ناکر ان کے عقیدوں کی پردہ پوشی میں جٹا ہوا ہے، مبادا کسی
پڑ جائے اور ان کے مالی استحصال کی بنی بنائی سازشوں کے سارے تانے
بکھر جائیں۔

اہل قبور اور غیر مقلدین

غیر مقلدین کا موجودہ ٹولہ جہاں اپنے بہت سے سلفیت مخالف عقید
کو دل کے نہاں خانوں سے باہر زبان پر آنے نہیں دیتا اسی طرح قبور اور اہل قبور
بارے میں ان کا جو عقیدہ ہے وہ چونکہ سلفیت مخالف اور بریلویت سے قریب
اس لئے ناممکن تھا کہ طائفہ حاضرہ اس عقیدے کو صیغۂ راز میں نہ رکھتا اور اس کا
اظہار کر کے از خود اسباب فضیحت فراہم کر دیتا۔

لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہے، لاکھ ملمع سازی کیجئے لیکن ایک نہ ایک دن اس کی
کھل کر رہتی ہے، عارضی اور وقتی طور پر میدان مار لینا اور بات ہے مگر پائیدار
اور مستحکم کامیابی سچ ہی کی ہوتی ہے۔

جن لوگوں نے اس جماعت کو قریب سے مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ
قبور اور اہل قبور کے بارے میں ان کا مذہب اور عقیدہ بریلویوں اور قبر پرستوں سے
کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔

آیئے آپ کو غیر مقلدین کے اکابر مشائخ و علماء کے صریح بیانات اور واضح
تحریروں کی زیارت سے مشرف کرائیں۔

قبروں کی مجاوری

قبروں کی دربانی اور مجاوری مشائخ نجد و حجاز کے یہاں خالص شرک و بدعت ہے
لیکن اس کے برخلاف غیر مقلدین اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ ملاحظہ فرمایئے،
نواب وحید الزماں حیدرآبادی اپنی مشہور کتاب "نزل الابرار من فقہ النبی المختار"
میں عرض کرتے ہیں:

"حصول برکت کیلئے اولیاء کی قبروں کی دربانی اور مجاوری کرنے میں
کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ امت کے بہت سے صلحاء اور فضلاء سے یہ منقول ہے" [1]

نواب صاحب اپنی دوسری کتاب "ہدیۃ المہدی" میں فرماتے ہیں:
"کوئی اس کا قائل نہیں ہے کہ نبی یا غیر نبی کی قبر کی مجاوری اور خدمت
شرک ہے" [2]

اور فرماتے ہیں: "حسن ابن حسن کی زوجہ نے اپنے شوہر کی قبر پر سال بھر تک
خیمہ زن رہ کر مجاوری کی" [3]

---

[1] نزل الابرار جلد ا ص ۲۲۱ [2] ہدیۃ المہدی ص ۳۴

[3] حوالہ سابق۔ آخر غیر مقلدیت کس قہر الٰہی کا نام ہے؟ ان بے باکوں، نا عاقبت اندیشوں اور عقل کے
ماروں کے نزدیک فاروق اعظم اور صحابہ کرام کے عمل کی کوئی قیمت نہیں، اور ۔ عمل صحابہ

وہ کیا خوب استدلال ہے، مشائخ غیر مقلدین کو جب اس ... جواز پر دلیل کی ضرورت ہوتی ہے تو بالکل بریلویانہ انداز میں آ ... استدلال کرتے ہیں، گویا وہ زبان حال سے یہ مقولہ دہرا رہے ہیں: انا وجدنا ... علی امة وانا علی آثارھم مقتدون۔

قبروں سے حصول برکت

شیخ محمد بن عبدالوہابؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ کا مذہب اس سلسلے میں ... قبروں سے برکت حاصل کرنا شرک یا کم از کم بدعت وضلالت ہے لیکن اس کے ... غیر مقلدین کے مذہب میں قبروں سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور سلف وخلف ... کا اسی پر عمل چلا آرہا ہے، نواب وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

"سلف وخلف کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ وہ لوگ صلحاء کے تبرکات، مزارات، کنوؤں اور چشموں سے برکت حاصل کرتے تھے۔"[1]

نیز فرماتے ہیں:

"متبرک مقامات پر خاص طور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔"[2]

حجت نیست، بگفتار رسول۔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المہدیین، کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں اور مجاوری کی ان لذت آشناؤں کیلئے ایک غیر صحابی عورت کا عمل حجت بن گیا؟ دانشوری بھی ماتم کررہی ہے۔ اور غالباً ہماری طرح آپ کو بھی اس استدلال سے تشیع کی بو آرہی ہوگی۔

[1] ہدیۃ المہدی ص ۳۲ [2] ایضاً ص ۳۳ و ۳۴

اور علامہ جزری کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اگر نبی کی قبر کے پاس دعاء قبول نہ ہو تو کہاں ہو۔"[1]

نواب صدیق حسن خاں اپنے والد کی قبر کا حوالہ دیں لکھتے ہیں:

"آپ کی قبر شریف[2] پر ہر وقت نور برستا رہتا ہے اور لوگ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔"[3]

اور ابو عوانہ کی قبر کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"وہ علم کا مزار اور خلق کیلئے مقام تبرک ہے"[4]

ظاہر ہے اس قسم کی باتیں بدون اعتقاد کے نہیں کہی جاسکتیں، بالخصوص کسی شخصیت کی مدح وتوصیف کے باب میں۔ اب ذرا شیخ ابن العثیمین کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ کیجئے:

"تبرک بالقبور اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ اللہ کی مشیئت کے بغیر ان قبروں سے نفع حاصل ہوتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک ہے، جس سے انسان دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے اور اگر ایسا اعتقاد نہ ہو بلکہ یہ سمجھا ہو کہ رحمت الٰہی کا سبب ہیں اور بغیر اذن الٰہی کے نفع نہیں پہنچا سکتے تو بھی یہ ضلالت ہے۔"[5]

مزید فرماتے ہیں:

"تبرک بالقبور حرام ہے اور تبرک حاصل کرنے والے پر نکیر کرنا واجب ہے"[6]

---

[1] ایضاً ص ۳۲ و ۳۳

[2] شریف۔ دل کے نہاں خانے میں چھپی ہوئی تعظیم وتقدیس پر چغلی کررہا ہے۔

[3] التاج المکلل ص ۲۹۳۔ [4] حوالۂ سابق ص ۱۵۱

[5] فتاوی ابن العثیمین ج ۱ ص ۲۳۲

[6] حوالۂ سابق ص ۲۴۹۔

قبروں سے کسب فیض

قبروں سے کسب فیض جو صوفیا کے طبقہ میں رائج ہے مذہب سلفیہ میں شرکا کہلاتا ہے
شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی جماعت سلفیہ کے نزدیک اعمال شرکیہ میں سے ہے
نواب وحید الزماں حیدر آبادی منکرین استغاثہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"اس تقریر سے کم فہموں کا یہ شبہ دور ہو جاتا ہے کہ صلحاء کی روحوں سے
انوار و برکات اور قلوب کو بشاشت کیسے حاصل ہوتی ہے"[1]
اس کے بعد کتاب میں رفع شبہ کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

اصحاب قبور سے کسب فیض بریلویوں کا عقیدہ ہے سلفیوں کا نہیں اس لئے
غیر مقلدین اس مسئلے میں بریلویوں کے ہم عقیدہ و ہم مذہب ہوئے نہ کہ سلفیوں کے۔

غیر اللہ سے توسل کا عقیدہ

سلفیوں کے نزدیک انبیاء اور اولیاء سے توسل کا عقیدہ جس قدر خطرناک ہے، وہ سب پر ظاہر ہے۔
سلفی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات آپ کے حق یا آپ کے جاہ و مرتبہ سے
وسیلہ پکڑنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں تو اولیاء اور صلحاء کس شمار و قطار میں ہیں۔
لیکن علماء غیر مقلدین علے الاطلاق توسل کے جواز کے قائل ہیں، خواہ نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے ہو یا کسی دوسرے نبی یا ولی کی ذات سے
ہو، زندگی میں ہو یا بعد وفات، کوئی قید و بند نہیں، البتہ غیر مقلدین کا موجودہ ٹولہ

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۶۳

بڑی پابکدستی کے ساتھ اپنے اس عقیدہ کو چھپانے میں مصروف ہے، اگر اس کا بھی
سو جائزہ ذرا تفصیل سے لیا جائے تو کرامت پر یہ بات منکشف ہو کر جماعت
کس کس طرح جھوٹ بول کر آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے۔
نواب وحید الزماں حیدر آبادی اپنی مشہور کتاب "ہدیۃ المہدی" میں
فرماتے ہیں:

"فصل: اللہ تعالیٰ کی جناب میں انبیاء و صالحین سے توسل کے
جواز میں امت کا اختلاف ہے بعض نے مطلقاً ناجائز کہا ہے، بعض
نے زندوں سے جائز اور مردوں سے ناجائز کہا ہے،[1] بعض نے مطلقاً
جائز اور بعض نے صرف نبی سے جائز اور غیر نبی سے ناجائز قرار دیا ہے
یہی عزالدین بن عبد السلام کا قول ہے، اور مروزی نے "المنسک" میں
ہمارے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ آپ نبی سے وسیلہ پکڑتے تھے
اور ابن قیم نے قول ثانی کو اختیار کیا ہے، جبکہ ان کے شیخ سے دونوں باتیں
منقول ہیں، ہمارے علماء میں سے سبکی، شوکانی اور سید (نواب صدیق حسن
خان[2]) صاحب نے تیسرے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے،[3]
اس لئے کہ جب غیر اللہ سے توسل کا جواز ثابت ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ صرف
زندوں کے ساتھ خاص ہو،"[4]

---

[1] یعنی زندوں سے جائز اور مردوں سے ناجائز۔

[2] نواب صاحب "ریاض المرتاض" میں فرماتے ہیں:
"بحرمت فلاں، بحق فلاں اور بطفیل فلاں، کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسلئے
کہ ماثور دعاؤں میں آیا ہے۔ بحق السائلین علیک، (یعنی اس حق کی وجہ سے جو
سائلین کا تجھ پر ہے) اور طفیل اور حرمت دونوں لفظ حق کے ہم معنی ہیں (ص ۱)

[3] یعنی زندوں، مردوں، نبیوں، ولیوں سب سے علی الاطلاق جائز ہے۔

[4] کیا غیر مقلدین کیلئے اس اقرار سے کوئی راہ فرار ہے!

حضرت عمرؓ کے اثر میں توسل بالنبی ﷺ کے ممنوع ہونے پر دلیل نہیں ہے، انھوں نے صرف حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا، کیونکہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے یہ درخواست کی تھی کہ اپنی دعاؤں میں لوگوں کے ساتھ مجھے بھی شریک کریں۔

انبیاء کرام نیز شہداء و صلحاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ [2]

ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ پر کچھ الزامات عائد کئے ہیں، لیکن ان میں سے کسی الزام کو وہ ثابت نہ کرسکے سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہ استعانت جو عبادت کے مفہوم اور معنی میں ہو جائز نہیں، البتہ توسل جائز ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایک شخص حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بار بار جایا کرتا تھا مگر وہ توجہ نہیں فرماتے تھے، عثمان بن حنیف نے انکو ایک دعاء سکھلائی جس کے الفاظ ہیں: "اللھم اسئلك و اتوجه اليك بنبينا محمد نبي الرحمة الخ" اس دعاء کو بیہقی نے سند متصل کے ساتھ تخریج کی ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

جب کتاب و سنت کی نصوص سے اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا ثابت ہے تو توسل بالصالحین کو اسی پر قیاس کیوں نہیں کیا جاتا؟ [3]

---

[1] صلوٰۃ وسلام کا مسنون طریقہ ہے کہ اسکے تمام کلمات لکھے جائیں، غیر مقلدین اپنی تحریروں میں اس پر بہت کم عمل کرتے ہیں، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ مختصراً "ص" لکھ دیتے ہیں جس سے صرف صلوٰۃ کی طرف تو اشارہ ہو سکتا ہے سلام کی طرف نہیں۔

[2] غیر مقلدین کا یہ عقیدہ حیات الانبیاء ذہن میں نوٹ کر لیجیے ہم عنقریب اس پر گفتگو کریں گے۔

[3] شیخ جی! قیاس تو آپ کے مذہب میں حرام ہے اور سب سے پہلے ابلیس لعین نے قیاس کی بنیاد ڈالی ہے یہ آپ کو ابلیس کی تقلید کیسے راس آگئی؟

علامہ جزری نے کہا کہ آداب دعا میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ کی جناب میں اس کے انبیاء اور نیک بندوں کو وسیلہ بنایا جائے۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ "اے محمد! میں آپ کے وسیلے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں" سید صاحب فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں، امام ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اور حدیث دعاء میں یہ الفاظ آئے ہیں: "اے اللہ! تیرے نبی محمد اور تیرے نبی موسیٰ کے وسیلے سے"۔ اس حدیث کو ابن الاثیر نے "نہایہ" میں اور ہیثمی نے "مجمع" میں ذکر کیا ہے، اور حاکم، طبرانی اور بیہقی نے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں حضرت آدمؑ کی دعاء کے یہ الفاظ منقول ہیں: "یارب أسألك بحق محمد" (اے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں) اور ابن المنذر نے ان الفاظ کے ساتھ تخریج کی ہے: "اللھم انی أسئلك بجاه محمد عندك وكرامته عليك" (اے اللہ! تیرے نزدیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جو جاہ و مرتبہ اور عزت و اکرام ہے اس کے وسیلے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں)

علامہ سبکی فرماتے ہیں: رب العالمین کی جناب میں نبی سے توسل، استغاثہ، طلب شفاعت درست ہے، اور قسطلانی نے تضرع، توجہ اور تجوہ بجاہ النبی کہنا) ان چیزوں کا اضافہ کیا ہے، سلف و خلف میں سے کسی نے اس سے انکار نہیں کیا، سوائے ابن تیمیہ کے۔

ہمارے علماء میں سے شوکانی فرماتے ہیں: کوئی وجہ نہیں کہ توسل کے جواز کو نبی کے ساتھ خاص کر دیا جائے، جیسا کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام نے خاص کیا ہے۔

اصحاب علم وفضل سے توسل درحقیقت ان کے اعمال صالحہ سے توسل ہے۔

ایک دوسرے مقام پر عرض کرتے ہیں :

"کسی نبی، ولی یا کسی عالم کو وسیلہ بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں، ایک شخص قبر کے پاس آئے، صرف ایک اللہ سے دعا مانگے اور میت کو وسیلہ بنائے مثلاً یوں کہے، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو فلاں مرض سے شفاء عطا فرما، اور اس عبد صالح کو تیری جناب میں وسیلہ بناتا ہوں تو اس کے جواز میں کیا تردد ہے؟" [1]

نیز نواب صاحب لکھتے ہیں :

ہمارے شیخ المشائخ مولانا محمد اسحٰق نے "سو سائل" میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرنا جائز ہے : "یا اللہ بحرمت فلاں میری مراد پوری فرما" اور دعا استفتاح میں "بحرمة الشهر الحرام والمشعر العظام وقبر نبيك عليه السلام" کے الفاظ آئے ہیں۔ اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے "تقوية الايمان" میں یہ دعا فرمائی ہے۔ "اللهم انى اسئلك بوسيلة فلان من الاولياء" (اے اللہ میں فلاں ولی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔) [2]

"ہدیۃ المہدی" سے پوری فصل ہی ہم نے نقل کر دی جس سے نہ صرف غیر مقلدین کے عقیدۂ توسل پر تفصیل سے روشنی پڑتی ہے، بلکہ دیگر بہت سے امور کا بھی انکشاف

---

[1] جی ہاں! ابن تیمیہ اور انکی جماعت کو سخت تردد ہے بلکہ ان کے نزدیک شرک ہے، دیکھئے فتاویٰ حرم مکی میں ہے:
"توسل ممنوع یہ ہے کہ انسان مخلوق کو وسیلہ بنائے، یہ جائز نہیں حرام ہے۔" (ص ۱۵۰/۱۷)
فتاوی ابن العثیمین میں ہے: "مردوں سے سوال کرنا اور ان سے وسیلہ پکڑنا حرام از قبیل شرک ہے" (ص ۲۲۳/۱۷)

[2] ہدیۃ المہدی ص ۴۷ تا ۴۹۔

ہوتا نظر آتا ہے۔

توسل بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے بارے میں خصوصی طور پر نواب صدیق حسن خاں حیدرآبادی اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دعا بحق فلاں ، اور ، بحرمت فلاں ، جو تمام صوفیاء کے یہاں رائج ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے ، بعض کہتے ہیں کہ جائز نہیں اس لئے کہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے ، لیکن صحیح قول جواز ہی کا ہے ، کیوں کہ قرآن اور احادیث صحیحہ میں لفظ حق ، وارد ہوا ہے" [1]

اس کے بعد نواب صاحب نے بطور استدلال آیات قرآنیہ اور ان احادیث نبویہ کو ذکر کیا ہے جن کے بارے میں امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ اور دیگر کتابوں میں فرمایا ہے کہ ، وہ حدیثیں ضعیف ہیں ، قطعاً قابل استناد نہیں۔

یہی نواب وحید الزماں صاحب اپنی کتاب "نزل الابرار" میں ارقام فرماتے ہیں :

"انبیاء اور صالحین سے توسل جائز ہے ، اور اس میں زندے مردے سب برابر ہیں" [2]

سید اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب "منصب امامت" میں عرض کرتے ہیں :

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ایسا راستہ ہے جس کا طے کرنا اہل سلوک وعرفان کے لئے آسان ہے اور بغیر وسیلہ انسان بصارت سے محروم اونٹنی کی طرح سرگرداں رہتا ہے" [3]

نیز فرماتے ہیں :

"واقعی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت رفع درجات کا سبب اور آپ کا وسیلہ

---

[1] ایضاً ص ۴۹ [2] نزل الابرار ص ۵ ، نواب وحید الزماں کی یہ کتاب فقہ واحکام کے موضوع پر ایک شاہکار تصنیف تصور کی جاتی ہے۔ [3] منصب امامت ص ۳۰

نجات کا ذریعہ ہے " [1]

مزید فرماتے ہیں :

" خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان حضرات اولیاء سے ترک توسل خیال فاسد اور گمان باطل ہے ، اگر کسی انسان کا فرشتہ بن جانا ممکن ہے تو حق تعالیٰ کی عنایت اور اولیاء مقربین کی توجہ سے ہی ممکن ہے ، اس کے بغیر وہ سوائے سیاہ نامے کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا " [2]

غیر مقلدین کے ایک اور قدآور عالم ابوالمکارم محمد علی [3] اپنی کتاب " الجوابات الفاخرہ " میں لکھتے ہیں :

" لفظ یا رسول اللہ " سے مراد یہ ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات صرف وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہے اور مصیبت اللہ تعالیٰ ہی دور فرماتے ہیں یا یہ کہے کہ : اے اللہ کے رسول میں فلاں مشکل سے چھٹکارے میں آپ کو واسطہ بناتا ہوں ، تو یہ جائز ہے " [4]

مزید فرماتے ہیں :

" حدیث " یا محمد انی قد توجہت بک الی ربی " سے مشکل اوقات میں

---

[1] حوالۂ سابق ص ۳ ، [2] ایضاً [3] آپ کی توصیف میں " جہود مخلصہ " کے الفاظ سنئے :

" شیخ محدث ، علامہ ابوالمکارم محمد علی بن علامہ فیض اللہ مئوی (۱۲۷۶ — ۱۳۵۲) ہندوستان کے سرکردہ علماء میں سے تھے ، آپ کو کتاب وسنت پر بڑا عبور حاصل تھا اور اپنے زمانے کے اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ، نیز محدث سید نذیر حسین سے سند فراغ حاصل کی ، احیاء سنت اور عقیدۂ سلفیہ کے نشر و اشاعت نیز اس کے دفاع میں بڑی جانفشانی دکھلائی " (ص ۱۴۴)

[4] الجوابات الفاخرہ ص ۶۵ ۔

توسل بالنبی کا جواز ثابت ہوتا ہے " [1]

سید محمد بشیر سہسوانی اپنی کتاب " صیانۃ الانسان من وسوسۃ الشیخ دحلان " [2] میں مباح و ممنوع توسل کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" تیسری صورت یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت میں ایمان رکھتے ہوئے آپ کی ذات کو وسیلہ بنایا جائے " [3]

" چھٹی صورت ، درود شریف سے وسیلہ پکڑنا " [4]

" آٹھویں صورت : صلحاء کی قبروں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ، اس اعتقاد کے ساتھ کہ قبروں کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں " [5]

یہ ہے غیر مقلدین کا عقیدۂ توسل جس پر اس جماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے ، کیا یہی عقیدہ ہے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور ان کی جماعت سلفیہ کا ؟ نہیں بلکہ شیخ الاسلام ابن عبدالوہاب نے کتاب التوحید میں اس موضوع پر خاصی گفتگو فرمائی ہے اور توسل کو امر منکر قرار دیا ہے اور کتاب التوحید کی شرح " تیسیر العزیز " میں شیخ سلیمان بن عبداللہ نے توسل کی جڑ ہی کاٹ ڈالی ہے [6]

اس تفصیلی جائزے کے بعد اس جماعت کے اکابر علماء کے کچھ عملی نمونے بھی دیکھتے چلئے ، آپ کو اندازہ ہوگا کہ ان حضرات کے یہاں یہ توسل ہمیشہ ہر زمانے میں معمول بہ رہا ہے ۔

---

[1] حوالۂ سابق ص ۱۷ [2] جہود مخلصہ کا بیان ہے :

" علامہ قاضی محمد بشیر سہسوانی صاحب " صیانۃ الانسان من وسوسۃ الدحلان " سید نذیر حسین کے شاگرد اور بھوپال میں شعبۂ دینیات کے صدر تھے " (ص ۴۳)

[3] صیانۃ الانسان ص ۲۰۳ [4] صیانۃ الانسان ص ۲۰۶

[5] ایضاً ص ۲۱۲ ، یہ تینوں صورتیں توسل کی اس غیر مقلد کے یہاں جائز ہیں ۔

[6] اس کتاب میں یہ بحث ص ۴۱۲ سے شروع ہو کر دور تک کئی صفحات پر مشتمل ہے ۔

مشتے نمونہ از خروارے

ملاحظہ فرمایئے۔ شیخ الطائفہ نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب التاج المکلل میں ابن عربی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں،

"اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے سید الاصفیاء خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبے کے طفیل آپ کو نیک بدلہ عطا فرمائے اور ہم پر آپ کے انوار کی بارش فرمائے اور ہم کو آپ کے اسرار و حکم کے جوڑے پہنائے اور آپ کی شراب خالص سے ہمیں سیراب کرے اور آخرت میں آپ کے زمرۂ احباب میں ہمارا حشر فرمائے [1]

اور "الروضۃ الندیۃ" کے خاتمہ میں محمد قاسم صاحب کا یہ توسل بھی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

"نبی خاتم کے جاہ و مرتبہ کا وسیلہ پکڑنے والا محتاجِ الٰہ بندہ محمد قاسم عرض کرتا ہے" [2]

علامہ نواب وحید الزماں حیدرآبادی اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" کی عظمت شان بیان کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

"چنانچہ میرے پروردگار نے مجھے الہام کیا کہ میں ایک ایسی کتاب تالیف کروں جو اصول و عقائد کو جامع ہو اور صرف انہی مسائل پر اکتفاء کروں جو حق ہونے کے ساتھ ساتھ شرف قبول حاصل کر چکے ہوں، اور

---

[1] التاج المکلل ۱۸۰۔ [2] ص ۵۲۳، اس کتاب کی طباعت انہی مولانا محمد قاسم صاحب کی زیر نگرانی ہوئی، جو اپنے زمانہ کے سرکردہ علماء میں شمار کئے جاتے تھے، تقلید اور مقلدین کے خلاف بڑے متشدد تھے۔ نواب صاحب سے غلو کی حد تک محبت رکھتے تھے۔

اس کتاب کا نام "ہدیۃ المہدی" رکھ کر میں اس کو اپنے امام مہدی (علیہ وعلیٰ آبائہ الف تحیۃ وسلام) کو ہدیہ کروں [1] ....

اے اللہ اس کتاب کی تالیف و اتمام میں انبیاء و صالحین نیز ملائکہ مقربین کی مقدس روحوں سے میری مدد فرما، بالخصوص ہمارے امام حسن بن علی، شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ ابن تیمیہ حرانی اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کی روحوں سے اعانت فرما۔ [2]

شیعوں کے بعد اس لامذہبی ٹولے سے زیادہ جھوٹا، منافق، بے غیرت اور بےحیا کوئی فرقہ ہی وجود میں نہیں آیا ــــ وہ تمام چیزیں جو عرب سلفیوں کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت و ضلالت ہیں وہ سب اس فرقہ کے نزدیک جائز اور معمول بہا ہیں، اس کے باوجود یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہم ہی سلفیت کے علم بردار ہیں اور ہم ہی اہلسنت والجماعت ہیں ــ یہ منہ زوری نہیں تو اور کیا ہے!

مشائخ نجد وحجاز کے فتوے

اللجنۃ الدائمۃ ریاض کا فتویٰ:

"دعاؤں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبے یا آپ کی ذات کو وسیلہ بنانا شروع نہیں، اسلئے کہ یہ شرک کا ذریعہ ہے!" [3]

---

[1] یہ غائبین کو ہدایا پیش کرنا ہم تو صرف بریلویوں اور شیعوں کا مذہب جانتے تھے، اب یہ راز کھلا کہ غیر مقلدین بھی اس طرز عمل میں اپنے بھائیوں کے شریک ہیں، لیکن سلفیین اور اہلسنت والجماعت کے مذہب میں ہم نہیں سمجھتے کہ اس قسم کے ہدایا کی کوئی گنجائش ہوگی۔

[2]

[3] فتاویٰ اللجنۃ ص ۳۴۷

حرم کی کا فتویٰ:

"اسی طرح اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبے کے وسیلے سے دعاء کی جائے تو یہ بھی جائز نہیں" [1]

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ فرماتے ہیں:

"دوسری قسم توسل بدعی: یعنی بزرگ ہستیوں کو وسیلہ بنانا، مثلاً کوئی شخص کہے: اے اللہ میں آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، یا کہے: فلاں بزرگ کی عزت و حرمت کے طفیل، یا کہے: انبیاء و مرسلین کے حق کی وجہ سے، یا اولیاء صالحین کے حق کے صدقے میں" [1]

مفتی حجاز شیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتویٰ:

"رہا یہ کہ مردوں سے سوال کرنا اور ان کو وسیلہ بنانا تو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نہ صرف حرام ہے بلکہ از قبیل شرک ہے" [2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ کہنا کہ: اے اللہ میں آپ سے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبے اور آپ کے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ بعض متقدمین سے منقول ہے لیکن عام طور پر دعاء کا یہ طریقہ مشہور نہیں تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں ہے، بلکہ سنت رسول ممانعت ہی پر دلالت کرتی ہے، اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ سے بھی منقول ہے" [3]

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع دروس و فتاوی الحرم المکی جلد ۱ ص ۱۵۰

[2] فتاوی ابن العثیمین جلد ۱ ص ۲۴۲ [3] فتاوی ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۳۴۷

"بجز صرف انبیاء و صالحین کی ذوات سے سوال کیا جائے تو مشروع نہیں ہے" [1]

نتیجہ: قصہ مختصر یہ ہے کہ عرب سلفیین کو جس توسل کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں، غیر مقلدین کو اسی توسل کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ دونوں مذہبوں میں بعد المشرقین ہے، اب اگر کوئی اس فضیحت کے بعد بھی دعوائے سلفیت کرے تو اس ہٹ دھرمی کا کیا جواب؟

سجدۂ تعظیمی شرک نہیں

غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ قبروں پر بنیت تعظیم سجدہ کرنا، رکوع کرنا اور ان کا طواف کرنا شرک نہیں ہے، نواب وحید الزماں حیدر آبادی شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر قبروں پر اس قسم کے یا ان سے بھی اہم افعال کئے جائیں، مثلاً سجدہ، رکوع اور طواف جو بطور عبادت نہ ہوں بلکہ صرف شعائر خداوندی اور اولیاء مقربین کی تعظیم و تکریم کی نیت سے ہوں تو فیما بینہ و بین اللہ شرک نہیں ہوگا" [2]

یہی مضمون دوسرے الفاظ میں عرض کرتے ہیں:

"اگر کوئی شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس طواف، بوسہ، قیام، رکوع اور سجدہ جیسے افعال کرے اور نیت صاحب قبر کی تعظیم ہو نہ کہ عبادت تو صرف گنہگار ہوگا، مشرک نہیں ہوگا" [3]

---

[1] ایضاً ص ۳۴۷ جلد ۱

[2] ہدیۃ المہدی ص ۱۳ و ۱۴ [3] ایضاً ص ۱۵

یہ ہے لامذہبیوں کا عقیدہ لیکن عرب سلفیوں کے مذہب میں یہ ...
چونکہ سلفیوں کا مذہب اس سلسلے میں صاف اور واضح ہے اسلئے ...
نقل کرنے کی ضرورت نہیں نظر آتی۔

لا الٰہ غیرک ،، کا قلب میں القاء

غیر مقلدین کی ایک سرکردہ شخصیت سید عبداللہ غزنویؒ ہیں، سید ...
جب اپنے جد امجد کی مقبول انام قبر پر پہونچے تو ان کے قلب مصفیٰ پر لا الٰہ غیرک ...
کا القاء ہوا، خود فرماتے ہیں :

" میں ایک روز اپنے دادا کی قبر پر پہونچا جو اس علاقے میں کافی مقبول انام تھی
تو میرے دل میں " لا الٰہ غیرک " کا القاء فرمایا گیا۔ [3]
(یعنی آپ کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں)

یہ واقعہ حضرت تھانویؒ کے اس واقعہ کے مشابہ بلکہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک
اور موجب شر و فساد ہے جسے " الدیوبندیہ " میں ذکر کر کے [4] دیوبندی علماء کی ...

---

[1] آپ کی توصیف میں " جہود مخلصہ " کا یہ بیان ہے۔
" امام، مصلح، محدث عبداللہ غزنوی (۱۲۳۰ - ۱۲۹۸) سنت کے نشر و اشاعت
کے بڑے دلدادہ اور دین کے سچے مبلغ تھے " (ص ۱۰۶)

[2] قبروں کے مقبول انام ہونے کا معنی اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ کہ وہاں توسل و تبرک، استغاثہ
و استمداد اور طواف و سجدہ جیسے شرکیہ اعمال دھڑلے سے اسلام کے عنوان سے ہوتے ہیں۔

[3] تاریخ اہلحدیث مؤلفہ محمد ابراہیم سیالکوٹی ص ۴۰۸، یہ کلمہ " لا الٰہ غیرک " کس قدر مہلک ایمان ہے اس کا
اندازہ تو قارئین خود لگا سکتے ہیں [4] واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے، اشرف علی ...

شان میں قلبی خباثتوں اور نفسانی شرارتوں کا جی کھول کر مظاہرہ کیا گیا ہے اور
وہ قیامت برپا کی گئی ہے کہ الامان والحفیظ ! جبکہ حضرت تھانوی والا واقعہ حالت
خواب کا ہے اور نیند کی حالت میں انسان مکلف نہیں ہوتا، اور غزنوی صاحب کا
واقعہ بیداری اور مکمل شعور کی حالت کا ہے۔ غور فرمایئے کہ غزنوی صاحب کے دل
میں ان کے دادا کے بارے میں یہ الہام ہو رہا ہے۔ " لا الٰہ غیرک "
آپ کے دلوں میں شرک اور خالص شرک کا الہام ہو تو خیر ہے آپ موحد ہیں
اور کوئی دیوبندی خواب میں بڑبڑا دے، اشرف علی رسول اللہ، بس پورے عالم اسلام
میں واویلا مچا دیا جائے، آپ اس شیطانی الہام کی تاویل میں سارا زور صرف کریں تو
جائز، اور ہم اس خواب کی مناسب تعبیر بتائیں تو یہ شرک ٹھہرے ؟

کہاں ہے انصاف ! کیا عنقاء ہو گیا ؟ کہاں ہیں حق و صداقت کی آبرو
رکھنے والے ؟ کیا ناپید ہو گئے ؟ ہاں ! جب عصبیت کا عفریت دل و دماغ پر
چھایا رہے گا تو عدل و انصاف کا گلا گھونٹا جاتا رہے گا، حق و صداقت کی دھجیاں
اڑائی جاتی رہیں گی، اور حق بات کہنا منہ میں انگارہ رکھنے کے مرادف ہوگا۔
اگر آپ کے یہاں اس صریح اور کھلی صریح لفظ کی تاویل کی گئی تو ہمیں کوئی حیرت
نہیں ہوئی کیونکہ اس سے پہلے بھی آپ کی تاویلوں کو ایسی ہی صراحتوں کا خون کرتے
بار بار دیکھا گیا ہے، البتہ آپ دیوبندی مکتب فکر سے اس کلمہ " لا الٰہ غیرک " کہنے والے
شخص کے بارے میں فتویٰ پوچھ کر دیکھئے، دو ٹوک جواب ملے گا کہ :

" یہ کفر ہے، یہ زائر قبر جس کے قلب میں یہ کلمہ الہام ہوا تھا اسے توبہ کرنا چاہئے،
اس مذہب کے علماء اس زائر سے توبہ کرائیں اور اسے بتائیں کہ تم کو شیطان نے بہکایا
ہے شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ، اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہی اکیلا
لائق عبادت ہے۔

---

[1] الدیوبندیہ ص ۱۸۱۔

مقابر و آثار کی زیارت کے لئے شدِ رحال

ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کی جماعت کا مذہب ہے کہ بنیت ثواب اسلامی یادگاروں اور انبیاء و صلحاء کی قبروں بلکہ مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی بھی جگہ کے لئے رخت سفر باندھنا جائز نہیں، علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں اس مسئلہ کو بڑی تفصیل سے واضح کیا ہے اور بڑے شد و مد کے ساتھ اپنے مذکورہ بالا موقف کو بیان کیا ہے۔[1]

مگر آج کا طائفہ لامذہبیہ جس کے یہاں سلفیت کا تعلق خول چڑھا کر شیخ ابن عبد الوہاب کی جماعت سلفیہ میں شمولیت کا ڈھونگ رچا کر بڑے سود مند کاروبار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اپنے دوسرے عقائد کی طرح اس عقیدے میں بھی سلفیوں کا سخت مخالف ہے، ملاحظہ فرمائیے شیخ ابن تیمیہ اور ان کی جماعت کے خلاف نواب وحید الزماں حیدرآبادی کے تیر و نشتر، فرماتے ہیں:

"بہت سے سلف و خلف علماء نے انبیاء و صالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو جائز کہا ہے .... کیا یہ لوگ کافر و مشرک تھے،"

نیز فرماتے ہیں:

---

[1] شیخ محمد بن صالح العثیمین اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

"زیارت قبور کیلئے سفر کرنا جائز نہیں، اسلئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ ان تینوں کے علاوہ کہیں کا رخت سفر نہ باندھا جائے، مقصد یہ ہے کہ روئے زمین میں بنیت عبادت کہیں اور جگہ کا سفر نہ کیا جائے۔" (ص ۲۳۷ / ج ۲)

اللجنۃ الدائمۃ کا فتویٰ یہ ہے: قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں (فتاویٰ اللجنۃ ص ۲۸۶ / ج ۱)

"شد رحال کا مسئلہ صحابہ و تابعین کے دور سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے، خود حضرت ابو ہریرہؓ نے طور پہاڑ کا سفر کیا تھا۔"[1]

اور آگے فرماتے ہیں:

"ہمارے اصحاب میں سے ابن تیمیہ اور ابن قیم دونوں بزرگوں نے قبور انبیاء و صالحین کے زائرین کیلئے فیوض و برکات اور روحانی لذتوں کے حصول سے انکار کیا ہے .... جبکہ متاخرین میں سے ہمارے بہت سے اصحاب مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی، ان کے صاحبزادے شاہ عبد العزیز، سید احمد اور متقدمین میں سے امام شافعی، ابن حجر مکی اور ان کے علاوہ تمام صوفیاء اثبات پر متفق ہیں اور فرماتے ہیں کہ زائر قبر کے لئے ان چیزوں کا حصول مشاہدہ و مجرب ہے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔"[2]

مزید فرماتے ہیں:

"نبی نے قبور مومنین کی اہانت کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ انکی زیارت کا حکم دیا ہے۔"[3]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۳۱   [2] ایضاً ص ۲۲

[3] ایضاً ص ۱۵، اور نواب صاحب "نزل الابرار" میں فرماتے ہیں:

"انبیاء و اولیاء کی قبروں کی زیارت کیلئے سفر کرنا ہمارے شیخ ابن تیمیہ اور انکے متبعین کے یہاں ممنوع ہے، مگر ہمارے اکثر اصحاب نے اسکی اجازت دی ہے، اور چونکہ مسئلہ اختلافی ہے اسلئے اس سلسلہ میں تشدد اور غلو جائز نہیں، تعجب بالائے تعجب ان لوگوں پہ ہے جنہوں نے اس شد رحال کو شرک قرار دیکر محض اپنی جہالت کی وجہ سے امام غزالی، نووی، سبکی، حافظ ابن حجر اور سیوطی جیسے ائمہ دین و علماء راسخین کی تکفیر کر دی، اللہ ان حضرات کو اپنی مغفرت سے ڈھانک لے اور ان پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے۔ آمین۔"

(نزل الابرار ص ۲۴۱ / ج ۱)

نزل الابرار میں نواب وحید الزماں فرماتے ہیں ،

"وہاں (مکہ میں) بعض ایسے مقامات ہیں جن کی لوگ زیارت کرتے ہیں، مثلاً غار ثور ، غار جبل نور، مسجد علم، مسجد ابوبکر، مسجد جن، مسجد شجرہ، مسجد کبش، مسجد تنعیم، مسجد ذی طوی، مسجد جیاد، مولد نبی، مولد علی، و حمزہ و جعفر، دار خدیجہ، مولد فاطمہ، دار ابوبکر، اور وہ مقام جس نے نبی صلعم کو سلام کیا تھا۔ اگر کوئی ان مقامات کی زیارت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ شیخ الاسلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ بدعت ہے۔" [1]

ابن تیمیہ کی اس صریح مخالفت کے بعد غیر مقلدین کو کیا حق پہونچتا ہے کہ سلفیت کی پاسبانی اور ابن تیمیہ کی اتباع کا دعوی کریں، بخدا آثار و مزارات کی زیارت پر اس قدر تفصیلی بحث شیعوں اور بریلویوں کے علاوہ کسی اور جماعت کے یہاں نہیں ملتی تھی، مگر اب مجتہدین غیر مقلدین بھی اپنی کتابوں میں اس موضوع پر بڑی دلچسپی دکھا رہے ہیں [2]

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مذہب سے تو آپ واقف ہو چکے، مزید سنئے زیارت آثار کی ممانعت کے دلائل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"آثار و مقامات کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جن کے دل خوف خدا سے خالی ہوتے ہیں اور غیر اللہ سے امیدیں وابستہ کئے رہتے ہیں اور جن کے

---

[1] نزل الابرار ص ۲۸۹ ج ۱

[2] طرفہ یہ ہے کہ حیدر آبادی غیر مقلد اس زیارت کے جواز پر جو دلائل پیش کرتا ہے وہ نہ تو کلام اللہ سے، نہ احادیث نبویہ سے، نہ آثار صحابہ سے اور نہ ہی اقوال ائمہ سے بلکہ عوام الناس کی ... کے یہاں استدلال کیلئے کافی ہیں، اس پر بھی اہلحدیث ہونے کا دعویٰ؟ کیسا عجیب اور حیرت انگیز ...

اندر شرک کا شائبہ ہوتا ہے۔" [1]

اور اب سنئے مؤلف "دیوبندیہ" کا مغالطہ آمیز بیان، لکھتا ہے :

"علماء سلف زیارت قبر کیلئے شد رحال کو جائز نہیں سمجھتے خواہ کہیں بھی وہ قبریں ہوں، ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا کہیں کیلئے کجاوے نہ کسے جائیں۔ الحدیث، لیکن علماء دیوبند قبر رسول کی زیارت کو عظیم عبادت تصور کرتے ہیں" [2]

جی ہاں ! قبر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت علماء دیوبند کے یہاں عظیم ترین عبادتوں میں سے ہے اور بیشک ہے اگر آپ سچے پکے مومن ہیں اور آپ کو حق و صداقت کا کچھ پاس و لحاظ بھی ہے تو اپنے اکابر و سالمین علماء کے عقائد بھی پوری سچائی اور انصاف کے ساتھ بیان کیجئے، اور شیخ محمد بن صالح العثیمین اور اللجنۃ الدائمۃ کے فتاوی ان پر بھی چسپاں کیجئے، اور ان کو بھی کافر و مشرک گردانئے، اور اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور مسلسل حق و انصاف کا خون کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو یاد رکھئے ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

قبروں کو چھونا، بوسہ دینا اور ان کا طواف کرنا شرک نہیں

عرب سلفیین، ابن تیمیہ اور ان کے اصحاب سب متفق ہیں کہ قبروں کا طواف، انکو چھونا، بوسہ دینا، نماز کی طرح وہاں قیام کرنا، رکوع سجدہ کرنا اس قسم کے تمام تعظیمی افعال نہ صرف یہ کہ شرک ہیں بلکہ شرک اکبر ہیں۔

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۲۹

[2] ص ۲۱۲

لیکن غیر مقلدین تو ان رسوم و اعمال کو شرک اصغر بھی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، ملاحظہ فرمائیے، نواب وحید الزماں فرماتے ہیں :

"کسی نبی یا ولی کی قبر کا طواف کرنا، اس کو بوسہ دینا، اس کے پاس کھڑے ہونا جھکنا، رکوع و سجدہ کرنا یا اسکے علاوہ دیگر رسوم و اعمال اگر بنیت تعظیم ہوں اور عبادت مقصود نہ ہو تو صرف گناہ لازم آتا ہے، شرک نہیں۔" [1]

نماز کی طرح قبر پہ قیام و دعا

جماعت سلفیہ کے یہاں تعظیم قبر کا ہر طریقہ حرام بلکہ شرک ہے، اور ان کا یہ مذہب کسی سے مخفی نہیں، صاحب "تیسیر العزیز" فرماتے ہیں :

"قبر کی تعظیم اور ان پر عید اور میلہ لگانا ایسا عظیم مفسدہ ہے جسے خدا ہی جانتا ہے اور اس کے خلاف کوئی بھی شخص جس کے دل میں اللہ کی عظمت اور توحید کی غیرت ہوگی اپنی خفگی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔" [2]

نیز فرماتے ہیں :

"قبر پرستوں نے ایسا زبردست فتنہ پھیلایا کہ قبریں تعظیم و عبادت کے ملاذ و ماویٰ کی سرائیں بن کر رہ گئیں، اور دور دراز سے آنے والے زائرین کیلئے عبادت کے نام پر استعانت و استمداد، گریہ و زاری، نذروں، قربانیوں اور اسی قسم کے دیگر بہت سے شرکیہ رسوم و اعمال کے اڈے بن گئیں۔" [3]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۱۵۔ سلفیین و اہلسنت و جماعت کے مذہب میں ان امور کا شرک ہونا معروف ہے، اسلئے ان کی آراء پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

[2] تیسیر العزیز الحمید ص ۲۴۰ [3] ایضاً ص ۲۳۵

مزید فرماتے ہیں :

"قبر پر کھڑے ہو کر دعا نہیں کی جائے اسلئے کہ دعا عبادت ہے اور ترمذی وغیرہ میں روایت آئی ہے کہ دعا اصل عبادت ہے۔" [1]

لیکن غیر مقلدین کے علامہ نواب حیدر آبادی امام محمد بن عبد الوہاب پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"جن امور میں ابن عبد الوہاب نے غلو سے کام لیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا، جس نے نبی کی قبر کی تعظیم کی اور اس کے پاس اس طرح ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا جس طرح نمازی نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کی یا دعا مانگی تو وہ مشرک ہے۔ میں کہتا ہوں یہی وہ غلو ہے جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے۔ جبکہ ہمارے شیخ نہبی، کی ماوردی اور ابن ہمام وغیرہ نے آداب زیارت کے باب میں صراحت کی ہے کہ نماز قبر کے پاس اس طرح کھڑا ہو کر جس طرح نمازی نماز میں کھڑا ہوتا ہے اگر قبر نبی کے پاس کھڑا ہونا کفر و شرک ہے تو نبی یا غیر نبی کیلئے سجدہ کرنا بدرجۂ اولیٰ کفر و شرک ہوگا۔" [2]

---

[1] ایضاً ص ۲۳۰

[2] ہدیۃ المہدی ص ۳۰۔ یہ دیکھئے کیا فرماتے ہیں نواب صاحب؟ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ نبی اور غیر نبی کے لئے سجدہ کرنا غیر مقلدین کی شریعت میں شرک نہیں بلکہ جائز ہے۔

قبروں پر تلاوتِ قرآن

نواب وحید الزماں حیدرآبادی فرماتے ہیں:

"قبروں پر سورۂ یٰسٓ، سورہ اخلاص یا سورۂ ملک پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"[1]

مزید فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا غسل سے پہلے میت کے پاس تلاوتِ قرآن جائز ہے یا نہیں، صحیح یہ ہے کہ جائز ہے، اور یہی حکم قبر کے پاس اور قبر کے اندر تلاوت کرنے کا ہے۔"[2]

یہی غیر مقلدین کا عقیدہ اور معمول بہ مذہب ہے، یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کی قبروں پر کیا کرتے ہیں، پورے سال بالخصوص شب برات اور ہر جمعہ کی صبح کو اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن عرب سلفیین کا عقیدہ اس مسئلے میں بالکل واضح ہے، وہ یہ کہ اس قسم کے افعال نا مشروع، منکر اور بدعت ہیں، مسلمانوں کو ان چیزوں سے دور رہنا چاہیے۔

ریاض کی اللجنۃ الدائمہ سے جب یہ سوال کیا گیا:

کیا قبر پر سورۂ فاتحہ یا کوئی دیگر سورہ پڑھنا جائز ہے؟ اور اس سے میت کو نفع پہونچے گا؟

تو اللجنۃ الدائمہ نے یہ فتویٰ دیا:

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ تو ثابت ہے کہ آپ قبرستان جاکر مردوں کیلئے

۱؎ نزل الابرار ج۱ ص ۱۶۹   ۲؎ ہدیۃ المہدی ج۱ ص ۱۰۱

دعائیں کرتے تھے ...... لیکن قبروں پر کسی سورہ یا آیت کی تلاوت ثابت نہیں، اگر یہ عمل مشروع ہوتا تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل کرتے اور صحابہ کو حکم بھی دیتے۔"[1]

اور ابن العثیمین فرماتے ہیں:

"قبر پر تلاوت نہیں کرنا چاہیے، اسلئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اور جو عمل آپ سے ثابت نہ ہو مومن کی شان یہ ہے کہ اس سے اجتناب کرے۔"[2]

طی ارض اور طی زمان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو مکہ مکرمہ کو مخاطب کرکے فرمایا: "تو کیسا شہر ہے؟ تجھ سے مجھے بڑی محبت ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں اور سکونت نہ کرتا۔"[3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ممکن نہ تھا کہ مکہ میں سکونت برقرار رکھ سکیں اور جب مکہ سے نکل گئے تو اب آپ کیلئے خانہ کعبہ کا طواف کرنا بھی ممکن نہیں رہا، چنانچہ جب حدیبیہ کے سال مشرکین نے آپ کو اور آپ کے تمام صحابہ کو طواف کعبہ سے روک دیا تو حدیبیہ تک پہونچ جانے کے باوجود مسجد حرام میں داخل نہ ہو سکے اور واپسی پر مجبور ہو گئے۔

لیکن طائفہ لامذہبیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مشائخ تصوف اپنی ریاضات شاقہ کے

۱؎ فتاویٰ اسلامیہ جلد ۱ ص ۳۹   ۲؎ فتاویٰ ابن العثیمین جلد ۲ ص ۲۳۲

۳؎ جامع ترمذی باب فضل مکہ عن ابن عباس مرفوعاً (ماخوذ از ۔ دیوبندیہ ۔)

الدیوبندیہ ص ۱۰۱ و ۱۰۲ ۔

ذریعہ اپنے اندر ایسی قوت پیدا کر لیتے ہیں کہ وہ چند منٹوں میں لمبی لمبی مسافتیں طے کر لیتے ہیں اور ذرائع آمد و رفت سے بے نیاز ہو کر جب چاہتے ہیں مکہ و مدینہ پہنچ جاتے ہیں، وہ پانی پر بھی اتنی ہی آسانی کے ساتھ چل سکتے ہیں جس طرح خشکی پر، غیر مقلدین ان کے امام شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ان ریاضات شاقہ کے بعد بعض محنت کشوں کی حالت ملائکہ اسفل کے مانند ہو جاتی ہے .... اور بعض مثالی قوتیں ان کے اندر رفتہ رفتہ پیدا ہوتی رہتی ہیں، نیز کشف، رویائے صادقہ اور غیبی آوازیں انہیں حاصل ہو جاتی ہیں، بلکہ طی ارض اور پانی پر چلنے کی قوت بھی ان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے ۔ [1]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی محمد بن حسن بن جعفر زاذانی کے ترجمہ میں علامہ سمعانی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"آپ صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے، ابن النجار نے اپنی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھالی ...... کہ اس نے شیخ کو عرفہ کے میدان میں دیکھا تھا، جب کہ شیخ اس سال حج میں گئے ہی نہیں تھے، جب شیخ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو سر جھکا لیا، کچھ دیر بعد جب سر اٹھایا تو فرمایا : پوری امت کا اتفاق ہے کہ اللہ کا دشمن ابلیس مسلمانوں کو اللہ کی اطاعت سے باز رکھنے کیلئے منٹوں میں مشرق سے مغرب تک کا سفر کر لیتا ہے تو تعجب کی کیا بات ہے اگر اللہ کا ایک نیک بندہ اس کی اطاعت کیلئے اسی کے حکم سے ایک رات میں مکہ جا کر واپس آجائے، پھر قسم کھانے والے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا : خوش ہو جاؤ،

[1] لطائف القدس ص ۲۷

تمہاری بیوی تمہارے لئے حلال ہے ۔ [1]

طی وقت اور طی ارض کا یہ عقیدہ اکابر غیر مقلدین کے یہاں مسلم حقیقت ہے، جیسا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مقام کسی کے ساتھ خاص نہیں ہے، جو چاہے ریاضتوں کے ذریعہ اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے، اب طائفہ حاضرہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے اور مکر و فریب کے تمام ہتھکنڈے استعمال کرے پھر بھی ان عقیدوں سے خلاصی اس کیلئے ممکن نہیں ہے، ان کے سامنے صرف دو راستے ہیں، یا تو اپنے اکابر علماء و مشائخ سے اپنی بیزاری کا اعلان کریں اور سب کو بیک زبان کافر و مشرک قرار دیں یا پھر ان عقائد کو تسلیم کریں اور علماء سلفیین کے تمام فتاوے خود اپنے اوپر بھی چسپاں کریں۔

اس مسئلے میں مشائخ سلفیین کا مذہب ما سبق میں ضمناً بیان کیا گیا اسلئے ہم یہاں صرف شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز حفظہ اللہ کا ایک فتوی مع استفتاء نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے :

سوال : مشہور ہے کہ بعض اصحاب مقامات ذرائع آمد و رفت بروئے کار لائے بغیر مکہ پہنچ جاتے ہیں اور حج کے ارکان ادا کر لیتے ہیں اور مکہ سے کافی دور رہنے کے باوجود مکہ میں جنازہ کی نماز میں شرکت کر لیتے ہیں، تو کیا ان کیلئے کوئی ہوا مسخر کر دی گئی ہے جو اتنی سرعت کے ساتھ ان لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتی ہے ؟ امید کہ رہنمائی فرمائیں گے ۔

جواب : شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، بلکہ اس قسم کی چیزیں از قبیل خرافات ہیں، اس طرح کی چیزوں کا وہ صوفیا دعوی کرتے ہیں، جنہیں یہ زعم ہے کہ انہیں ایسی کرامتیں حاصل ہیں کہ موٹروں اور جہازوں کے بغیر بھی مکہ پہونچ سکتے ہیں، یہ سراسر جھوٹ ہے۔ یا پھر ان میں سے

[1] التاج المکلل ص ۱۹۱

بعض لوگوں کا تعلق جنات سے ہوتا ہے اور وہ چونکہ ان جنوں کی پوجا کرتے ہیں اس لئے ان کے معبودان کو کہیں پہونچا دیتے ہیں جیسا کہ شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم نے ذکر کیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ اس قسم کے واقعات از قبیل خرافات ہیں جنھیں بعض وہ صوفیاء بیان کرتے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کے ولی ہیں اور انھیں کرامات حاصل ہیں، یہ لوگ یا تو جھوٹے ہیں یا پھر اللہ کے نہیں شیطان کے ولی ہیں، شیطان کی پوجا اور اس کی خدمت کرتے ہیں، چنانچہ صلہ میں وہ اپنے عابدوں اور خدمت گاروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہیں۔[1]

انبیاء اور صلحاء سے استغاثہ

انبیاء اور اولیاء کو پکارنے اور ان سے مصیبتوں میں مدد مانگنے کے بارے میں غیر مقلدین کا عقیدہ علامہ ابن تیمیہؒ اور شیخ محمد بن عبد الوہابؒ اور ان کی جماعت سلفیہ کے سراسر خلاف ہے، شیخ الطائفہ نواب وحید الزمان حیدرآبادی اپنی عظیم الشان تصنیف "ہدیۃ المہدی"[2] میں اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز جلد ۹ ص ۴۰۸-۴۰۹ (ماخوذ از "الدیوبندیہ")

[2] نواب صاحب اس کتاب کا مذکورہ ذیل دعائیہ کلمات سے آغاز فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیے: اے اللہ اس کتاب کی تالیف میں انبیاء و صالحین اور ملائکہ مقربین، بالخصوص ہمارے امام حسن، شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کی روحوں سے مدد فرما۔ (ص ۲۳)

"چنانچہ اس سے بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ غیر اللہ سے ان امور میں استغاثہ کرنا جن پر مخلوق قادر ہے، یا غیر اللہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ اللہ کے حکم و ارادہ سے نفع و ضرر پہونچا سکتے ہیں، شرک اکبر نہیں۔"[1]

اس حاشیے پر نواب صاحب یہ نوٹ تحریر کرتے ہیں:

"یہ شرک کیونکر ہو سکتا ہے! جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وما هم بضارين به من احد الا باذن الله" (اللہ کے حکم کے بغیر وہ کسی کو نقصان نہیں پہونچا سکتے) دیکھئے صاحب "جامع البیان" نے آغاز تفسیر میں نبی سے استغاثہ کیا ہے، اگر غیر اللہ سے مطلق استغاثہ شرک ہوتا تو جامع البیان کے مصنف مشرک[2] قرار پاتے اور ان کی تفسیر پر اعتماد نہ کیا جاتا[3] حالانکہ تمام اہل حدیث نے ان کی تفسیر کو قبول کیا ہے۔"[4]

اور فرماتے ہیں:

"یا غلبۂ محبت و استغراق سے پکارے اور ندا دے اور غائب کو حاضر بنا کر یوں کہے: یا رسول اللہ، یا علی، یا حسین، یا مداد، یا سالار، یا محبوب، یا غوث .... یا ایسے امور میں مدد چاہے جن پر انبیاء، اولیاء اور مردوں میں اللہ کے نیک بندے قدرت رکھتے ہیں ...... یہ اور اس قسم کے تمام امور بندے کو اسلام سے خارج نہیں کرتے۔"[5]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۲۰

[2] جی ہاں جامع البیان کے مصنف کیونکر مشرک ہو سکتے ہیں، خواہ غیر اللہ ہی سے کیوں نہ استغاثہ کریں، کفر و شرک تو صرف مقلدین خاص کر حنفیوں کیلئے وجود میں آیا ہے غیر مقلدین جو چاہیں کریں، ایمان کا تمغہ تو انھیں الاٹ ہو ہی چکا ہے

[3] اچھا تو تفسیر پر اعتماد کرنا کتاب و سنت پر اعتماد کرنے سے زیادہ اہم ہے

[4] اہل حدیثوں کا قبول کر لینا خدا اللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے خواہ وہ شرک ہی کیوں نہ ہو۔

[5] ہدیۃ المہدی ص ۱۶

نواب صاحب ندار کے جواز پر اس الطائفہ کی ایک نظم[1] سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"حضرت علامہ نواب صدیق حسن خان اپنی ایک نظم میں عرض کرتے ہیں :

یا سیدی یا عروتی یا وسیلتی ۔ ویا عدتی فی شدۃ ورخاء

اے میرے آقا، اے میرے سہارے، اے میرے وسیلے اور اے تنگی و فراخی میں میرے کام آنے والے

قد جئت بابك ضارعا متضرعا ۔ متأوها بتنفس الصعداء

میں آپ کے در پر روتا بلکتا اور لمبی لمبی آہیں بھرتا ہوا آیا ہوں

مالی وراءك مستغاث فارحمن ۔ یا رحمۃ للعالمین ببكائی

آپ کے علاوہ کوئی میرا فریادرس نہیں ہے اے سارے جہان پر رحم کرنے والے میری آہ و بکا پر رحم کیجئے "

نواب صاحب اس آہ و بکار کی وجہ جواز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"یہ سوال مردوں سے نہیں بلکہ صلحار کی روحوں سے ہے اور روح کیلئے موت و فنا کہاں؟ وہ تو احساس و ادراک کرتی رہتی ہے، خاص طور سے انبیاء اور شہدار کی روحیں تو زندوں کا حکم رکھتی ہیں"

مگر یہ آہ و بکار کا جواز ایک شرط سے مشروط ہے، نواب صاحب فرماتے ہیں :

"البتہ یہ واجب ہے کہ یہ استعانت و استغاثہ ان کی قبروں کے قریب ہو کیوں کہ یہ اہل قبور جب زندہ تھے تو دور سے نہیں سنتے تھے تو مرنے کے بعد دور سے کیسے سن سکتے ہیں"[2]

اس کے بعد خلاصۂ بحث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

---

[1] جی ہاں! صحابہ تو معیار حق نہیں ہیں، ان کا قول و عمل ناقابل حجت، اور نواب صاحب جو فرمادیں وہ حکم الٰہی کے حکم میں ہیں؟ خدا خیر کرے۔ [2] ہدیۃ المہدی ص ۲۰

"اس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ عوام جو یہ کہتے ہیں: یا رسول اللہ! یا علی! یا غوث! تو محض اس ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں لگایا جا سکتا"[1]

نواب صاحب کا ایک اور شخصیت پرستانہ استدلال ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں :

"مولانا اسحٰق صاحب "سو مسائل" میں فرماتے ہیں: نبی اور غیر نبی کو پکارنے میں فرق ہے، اور راجح یہ ہے کہ نبی کو پکارنا جائز ہے"[2]

نیز فرماتے ہیں :

"نواب صدیق حسن نے بعض تالیفات میں فرمایا ہے :

قبلۂ دیں مددے ۔ کعبۂ ایماں مددے

ابن قیم مددے ۔ قاضی شوکاں مددے"[3]

نواب صدیق حسن خاں نے "التاج المکلل" میں جن بزرگوں کے احوال قلمبند کئے ہیں ان کے بارے میں مقدمے میں عرض کیا ہے۔

"اگرچہ یہ لوگ کمیت میں کم ہیں، مگر کیفیت میں بہت زیادہ ہیں اسلئے کہ یہی لوگ مدد اور سامان مدد کا ذریعہ ہیں"[4]

یہ ہے ان غیر مقلدین کا عقیدہ اور ان کی سچی تصویر جو عرب علمار کے سامنے اپنے

---

[1] ایضاً ص ۲۳ [2] ایضاً ص ۲۲-

[3] حوالہ سابق ص۲۳ قبلۂ دیں اور کعبۂ ایمان، یہ الفاظ تو بجائے خود خطرۂ دین و ایمان ہیں اور کیا نواب صاحب بھوپالی ابن قیم و قاضی شوکان دونوں بزرگوں کی قبروں پر بیک وقت موجود تھے؟ ظاہر ہے ایسا نہیں ہوا، بلکہ یہ اشعار دونوں بزرگوں کی قبروں سے دور ہی کہے گئے ہیں اور ابھی چند سطر پہلے ہم نواب وحید الزمان کی زبانی غیر مقلدین کا یہ مذہب سن چکے ہیں کہ استعانت و استغاثہ قبر کے قریب ہونا ضروری ہے ورنہ زندوں کی طرح مردے بھی دور سے نہیں سنتے، آخر یہ تضاد کیوں؟

[4] التاج المکلل ص۳ -

موحد اور سلفی ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور جنھوں نے دن کے اجالے میں اپنی
آنکھوں پر جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعہ پردہ ڈال کر اہل عرب اور ان کے
پرکھ کس لی ہے، بھلا ان سے بڑا زر پرست، دنیا پرست اور ہوس پرست
فرقہ دنیا نے کب دیکھا ہوگا ؟ جو ایسے زبردست اجتماعی تقیہ پر
والحفیظ۔

کوئی بتائے تو سہی کہ آج کے غیر مقلدوں اور قبر پرست بریلویوں میں
سا بھی فرق ہے ؟ استعانت بغیر اللہ میں یہ لوگ رہنما خانیوں سے ایک
ہیں ؟ ——— اس سلسلے میں نجد و حجاز کے پکے سلفی علماء کا عقیدہ
بیان کیا جا چکا ہے، پھر سنئے اللجنۃ الدائمۃ کا فتوی:

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد قضاء حاجات و کشف کربات میں آپ کو پکارنا خواہ قبر کے پاس یا اس سے دور، نیز آپ سے مدد چاہنا شرک اکبر ہے، انسان ان امور کی وجہ سے مذہب اسلام سے نکل جاتا ہے" [1]

شیخ ابن العثیمین سے جب یہ سوال کیا گیا کہ بعض لوگ بوقت رنج والم یا محمد، یا علی، یا جیلانی کہہ کر پکارتے ہیں، کیا یہ جائز ہے ؟ تو انھوں نے یہ جواب دیا:

"اگر ان لوگوں سے استعانۃ مقصود ہو تو یہ شرک اکبر ہے، ایسا شخص اسلام سے خارج ہے، اس پر واجب ہے کہ اللہ سے توبہ و استغفار کرے" [2]

[1] فتاویٰ اللجنۃ جلد ۱ ص ۳۱۵

[2] فتاویٰ ابن العثیمین جلد ۲ ص ۱۶۲

علم غیب غیر مقلدین کے عقیدہ میں

اخبار بالغیب (غیبی باتیں بتانا) اللہ کی صفت خاصہ ہے اس کے سوا کوئی عالم غیب نہیں، البتہ اللہ تعالی کسی نبی اور رسول کو مغیبات پر مطلع کرے تو وہ اپنی امت کو ان کی خبریں سنا سکتا ہے، یہی پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

لیکن غیر مقلدین نے پوری امت سے علیحدہ اپنی راہ بنائی ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے اکابر غیب کی خبریں رکھتے تھے اور ان کے اندر ایسی قدرت تھی کہ وہ بلا شک و شبہ پورے وثوق کے ساتھ رحم مادر میں کیا ہے ؟ معلوم کر لیتے تھے، لیکن طائفہ حاضرہ اپنے بیشتر عقیدوں کی طرح اس عقیدے کو بھی پردہ راز سے باہر آنے نہیں دینا چاہتا، آپ اس جماعت کے موجودہ احبار و علماء سے اس عقیدہ کے بارے میں دریافت کرکے دیکھئے، وہ اس سے سختی سے انکار کریں گے، لیکن آپ یقین مانئے ان کا یہی مذہب اور یہی عقیدہ ہے، لیجئے دو قصے سنئے، مؤلف "الحیاۃ بعد المماۃ" "النبوۃ" (پیشین گوئی) عنوان کے تحت میاں نذیر حسین دہلوی کا یہ قصہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میاں صاحب نے سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو ایک خط لکھا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہیں نیک اولاد عطا فرمائے اور اسی طرح پورے وثوق کے ساتھ مجھے یہ بھی امید ہے کہ تمہیں کثرت سے بچے ہوں گے"

اس کے بعد مؤلف کتاب میاں صاحب کا ایک خواب ذکر کرکے لکھتے ہیں:

"مجھے بھی اس کا یقین ہے" [1]

[1] بغیر ان شاء اللہ کے، آخر اس شخص کو یقین کیسے ہو گیا جب کہ سراسر یہ علم غیب کا مسئلہ ہے۔

پھر وہیں پر عبدالعزیز صاحب کا یہ بیان بھی قلمبند ہے، فرماتے ہیں،
"جب سنہ ۱۹۰۰ء میں میں نے دہلی کا سفر کیا تو میرے ساتھ میرے متعدد بچے بھی تھے، شیخ کی خدمت میں میرا یہ آخری سفر استفادہ تھا، شیخ نے جب میرے ہمراہ میرے بچوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے"۔[1]

مؤلف کتاب کا اس واقعہ پر یہ تبصرہ بھی قابل دید ہے، فرماتے ہیں:
"دیکھنے والے دیکھیں، یہ پیشین گوئی کوئی معمولی چیز نہیں"۔[2]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی موفق الدین بن قدامہ کے ترجمہ میں عرض کرتے ہیں:
"آپ کی کرامتوں میں سے ایک واقعہ وہ بھی ہے جسے سبط ابن الجوزی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:
میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر مجھے استطاعت ہوتی تو موفق الدین کیلئے ایک مدرسہ قائم کرتا اور اس کو روزانہ ایک ہزار درہم عطا کرتا۔ ابن الجوزی نے کہا: میں چند روز کے بعد موفق الدین بن قدامہ کے پاس پہونچا اور سلام کیا تو انھوں نے دیکھ کر مسکرا دیا اور فرمایا: جب کوئی شخص نیت کرلیتا ہے تو اس کو ثواب مل جاتا ہے"[3]،

یہ ہے غیر مقلدین کا عقیدہ، اہل سنت و جماعت کے برخلاف، بلکہ پوری امت کے برخلاف، کیا اجماع امت سے اختلاف کر کے بھی کوئی قوم فلاح پا سکتی ہے؟

❖

---

[1] ان صاحبزادگان کی تعداد صرف چار تھی، اور چار کا عدد بحیثیت عدد ضرور کثیر ہے، مگر نفس الامر میں کثیر نہیں کیونکہ ہر جگہ آپ کو ایسے بہتیرے لوگ ملیں گے جنھیں قدرت نے دسیوں بچے عطا کئے ہیں۔

[2] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۸۷ [3] التاج المکلل ص ۲۳۰

استوار علی العرش کا مسئلہ

استوار علی العرش ہمیشہ سے ایک معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے، اہل سنت والجماعت چوں کہ ہمیشہ ہر مسئلے میں تاویل و تحریف سے محفوظ طریقہ اختیار کرتے ہیں، اس لئے اس مسئلہ میں بھی ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کتاب اللہ میں جو آیات متشابہات ہیں ان پر من وعن ایمان لایا جائے، رائے زنی اور قیاس آرائی سے اجتناب کیا جائے کہ یہ اہل اہواء کا طریقہ ہے۔ صفات باری کے سلسلہ میں کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کیا جائے یہی اسلم طریقہ ہے۔

مشائخ نجد کا جو عقیدہ ہے وہ بھی اس مسئلہ میں معروف ہے، ابن باز فرماتے ہیں:
"اہل سنت و جماعت صحابہ و تابعین اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں عرش کے اوپر ہے ...... اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سمت علو میں عرش کے اوپر ہے"۔[1]

لیکن طائفہ غیر مقلدین کا اس مسئلہ میں سلفیین سے زبردست اختلاف ہے، بلکہ یہ لوگ تو عرش ہی کے منکر ہیں[2]، اور عرش کا انکار استوار کے انکار کو مستلزم ہے اور استوار کا انکار اللہ کے لئے جہت علو کے انکار کا متقاضی ہے، شاہ ولی اللہ صاحب بھی اللہ کیلئے جہت، حیز اور مکان کے قائل نہیں ہیں۔ شفاء العلیل میں فرماتے ہیں:
"وہ ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے

---

[1] مجموع فتاوی ابن باز ص ۶، ۱۰۵۔

[2] آئندہ صفحات میں مستقلاً اس موضوع پر بحث کی جائے گی۔ ان شاء اللہ بیان صرف "استوار" پیش نظر ہے۔

جسم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہتیں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے[1]

مزید فرماتے ہیں :

" اور وہ جو وارد ہوا ہے استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات وغیرہ کا سو اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل، پھر اس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں " :[2]

شاہ صاحب " العقیدۃ الحسنہ " میں فرماتے ہیں :

" وہ جوہر نہیں، عرض اور جسم نہیں، نہ وہ کسی چیز میں ہے نہ کسی جہت میں "[3]

نیز فرماتے ہیں :

" وہ عرش کے اوپر ہے، جیسا کہ اللہ نے خود کو متصف کیا ہے لیکن تحیز اور جہت کے معنی میں نہیں، بلکہ اس تفوق اور استواء کو وہی جانتا ہے "[4]

شاہ صاحب " حجۃ اللہ البالغہ "[5] میں فرماتے ہیں :

" ان آیتوں سے ایسے معنی مراد لئے جائیں جو تشبیہ سے پاک ہوں اور جن سے اللہ کا کسی جہت میں ہونا لازم نہ آئے، بلکہ ذہن میں صرف اتنا مستحضر ہو کہ اللہ تعالیٰ ان اوصاف سے متصف ہے "[6]

ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ اس طائفہ لامذہبیہ کے دعووں کے مطابق۔ اس جماعت کے مؤسس اور بانی ہیں، آپ ہی نے لوگوں کو ظلمات کی وادیوں سے نکال کر غیر مقلدیت کے میناروں پر چمکایا، اسلئے آپ ہی کا بیان کردہ

---

[1] شفاء العلیل ص ۳۱ [2] ایضاً [3] العقیدۃ الحسنہ ص ۳، [4] حوالۂ سابق

[5] " جہود مخلصہ " کے مؤلف عبدالرحمن فریوائی اس کتاب کی عظمت کا یوں اعتراف کرتے ہیں۔

" دین کے اصول و عقائد اور شریعت کے اسرار و رموز میں ایک نادر کتاب ہے " (ص)

[6] حجۃ اللہ ص ۲۳،۸۲ ۔

عقیدہ مذہب غیر مقلدین کی بھی تعبیر ہو سکتا ہے، ظاہر ہے بانی مذہب کے سامنے طائفہ حاضرہ کی کیا حیثیت ؟ ان کی مثال تو بچوں کی سی ہے، اور کسی جماعت کا مذہب اس جماعت کے اکابر عمائدین ہی سے معلوم کیا جاتا ہے، اصاغر سے نہیں اور خاص طور سے جب اصاغر موضع تہمت میں ہوں۔

چنانچہ اکابر غیر مقلدین کا اس عقیدہ استواء میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے صریح اختلاف ہے، کیونکہ ابن تیمیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ

" پروردگار سبحانہ و تعالیٰ آسمانوں کے اوپر مخلوق سے جدا اپنے عرش پر ہے "[1]

اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو شیخ الاسلام کے یہاں وہ کافر ہے، ملاحظہ فرمائیے شیخ کے الفاظ :

" وہ شخص گمراہ، خبیث، باطل پرست، بلکہ کافر ہے "۔[2]

شیخ ابن باز فرماتے ہیں :

" استواء کے باب میں سلف صالحین کا مذہب تواتر کے ساتھ منقول ہے جس کی تعبیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے " علو فوق العرش " کے ساتھ کی ہے "[3]

اہل سنت و جماعت اور غیر مقلدین کے عقیدوں کے مابین ایسی گہری خلیج کے باوجود ان کا یہ دعویٰ کہ ہم ہی اہل سنت و جماعت ہیں کس قدر مضحکہ خیز اور نفاق و تلبیس میں ملبوس ہے۔

---

[1] فتاوی ص ۲۸۲ ج ۴ [2] حوالۂ سابق

[3] مجموع فتاوی ابن باز ج ۲ ص ۹۶

نور محمدیؐ "سے ہوئی تخلیق کائنات"

بریلویوں کا یہ عقیدہ بڑا مشہور و معروف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے ساری کائنات وجود میں آئی، زمین و آسمان وجود میں آئے اور یہ لوگ اس مسئلے میں استدلال کرتے ہیں عوام کی زبان زد حدیث "اول ما خلق اللہ نوری" سے[1]

مشائخ سلفیہ کے یہاں اس کی کوئی اصل نہیں، ان کا مذہب ہے کہ یہ بدعتیوں کی ضلالات و خرافات کی ایک کڑی ہے، اس قسم کا عقیدہ سلف میں صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین کسی سے منقول نہیں۔

لیکن برا ہو اس جماعت کا جو دعویٰ تو کرتی ہے سلفیت کا اور کام وہ کرتی ہے جو سلف مخالف ہے۔ اسلئے ہمارا خیال ہے کہ جس طرح "قدریہ" کے لفظ سے قدر مخالف فرقہ مراد لیا جاتا ہے، بس اسی طرح انڈو پاک میں "سلفیہ" کے نام سے سلف مخالف جماعت مراد لینی چاہیئے۔

چنانچہ بریلویوں کی طرح سلف کے بالکل برخلاف غیر مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا اور اس نور کو تمام کائنات کی تخلیق کے واسطے "مادۂ اولیٰ" قرار دیا۔ دیکھئے نواب وحید الزماں حیدرآبادی کیسی صراحت کے ساتھ فرماتے ہیں،

"اللہ سبحانہ نے "نور محمدی" سے تخلیق کا آغاز فرمایا پھر پانی کو پیدا کیا، اس کے بعد پانی کے اوپر عرش کو، پھر نون، قلم اور لوح کو، پھر عقل کو

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے مولانا عبداللہ غازیپوری کی کتاب "بریلوی مذہب پر ایک نظر"

اس نور محمدی کو زمین و آسمان اور اس کے اندر تمام چیزوں کی تخلیق کے لئے "مادۂ اولیٰ" قرار دیا"[1]

علماء سلفیہ کے فتاویٰ میں اس عقیدے کا حکم تلاش کیا گیا تو اللجنۃ الدائمۃ کا یہ فتویٰ نظر نواز ہوا۔

"باتفاق مسلمین سب سے پہلے اللہ نے انسانوں میں سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ہمارے نبی آدم علیہ السلام کی نسل سے ایک انسان ہیں، اور بعض جہلاء یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا یا یہ کہ آپ نور خدا یا نور عرش سے پیدا کئے گئے تو یہ سب بے اصل اور بے بنیاد ہے"[2]

مزید کہا گیا:

"یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے نبی کا نور پیدا کیا اور آپ کے نور سے ساری مخلوق وجود میں آئی تو اس قسم کی باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں اس لئے یہ باطل عقیدہ ہے"[3]

آخر یہ مؤلف "دیوبندیہ" کیسا اجہل الناس ہے کہ اپنے اکابر و اسلاف کے عقائد ہی سے بے خبر ہے اسے معلوم نہیں کہ جن چیزوں کو وہ شرک کہہ رہا ہے وہ خود اس کے اکابر علماء کا جزء ایمان ہیں، اگر اس جاہل مؤلف نے اپنے اکابر کے اعتقادات کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید یہ کتاب اس کے قلم سے وجود میں نہ آتی، اور اکابر دیوبند کے خلاف جس ڈھٹائی کا مظاہرہ اس کتاب میں کیا گیا ہے، شاید اس کی نوبت ہی نہ آتی مگر کیا کیجئے یہ قوم ہی ایسی ہے جو اپنے گھر کی باتوں سے ناواقف رہتی ہے، اس ناواقفیت

[1] ہدیۃ المہدی ص ۵۶ [2] فتاوی اللجنۃ ج ۱، ص ۳۰۰

[3] ایضاً ج ۱، ص ۳۱۱ (مختصراً)

کی ایک جھلک آپ بھی دیکھئے، مؤلف مذکور نے "الدیوبندیہ" میں ایک عنوان
قائم کیا ہے: "اول ما خلق الله نوری" و "لولاك لما خلقت الافلاك" اور
اس کے ذیل میں لکھتا ہے:

"نور رسول کا مسئلہ (کیا آپ بشر تھے یا اللہ کے نور سے پیدا کی گئی مخلوق)
ہندوستان میں اہل حدیث اور قبوریوں کے درمیان سب سے بڑا اختلافی
مسئلہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے
کہ آپ انسانوں میں سے ایک انسان ہیں، چنانچہ ارشاد باری ہے:
قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد
اور حدیث میں ہے۔ انما انا بشر مثلكم انسى كما تنسون۔ نیز اس
مفہوم کی آیات و احادیث بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں، جو محتاج بیان
نہیں ہیں اسلئے کہ مسئلہ قلب سلیم اور عقل صحیح رکھنے والوں کیلئے انتہائی
واضح ہے لیکن مشائخ دیوبند اس مسئلہ میں بریلویوں اور قبر پرستوں کے
ہم نوا و ہم خیال ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا
کئے گئے اور آپ ہی سب سے پہلی مخلوق ہیں اور اس مسئلہ میں موضوع روایتوں
سے استدلال کرتے ہیں۔" ؎

نہیں صاحب! یہ اضافہ بھی کر لیجئے کہ مشائخ غیر مقلدین بھی بریلویوں کے ہم نوا اور ہم خیال
ہیں اور یہ لوگ بھی روایات موضوعہ سے استدلال کرتے ہیں۔ حیرت ہے "ہدیۃ المہدی" جیسی
اہم تصنیف بھی آپکے مطالعے میں اب تک نہیں آئی، اس قدر محدود مطالعہ کے باوجود ہاتھ
میں تنقیدی قلم؟ شاید وقت سے پہلے شہرت کی ہوس پیدا ہو جانے کا نتیجہ ہے۔

بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

؎ الدیوبندیہ ص ١٨٦

سماع موتیٰ غیر مقلدین کے مذہب میں

بریلویوں کے مشہور عقیدوں میں سے ایک عقیدہ سماع موتیٰ کا ہے، جو
حضرات سماع موتیٰ کے قائل نہیں ان پر یہ بریلوی حضرات اپنے ترکش کے سارے تیر
برسا ڈالتے ہیں، یہ عقیدہ اصل میں ایک دوسرے عقیدہ سے متفرع ہے، اور وہ دوسرا
عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، پکارنے والوں کی پکار سن کر
ان کی مرادیں پوری کرتے ہیں۔

ظاہر ہے یہ عقیدہ ایسا نہیں جسے سلفیین کی حمایت مل پاتی، چنانچہ ابن تیمیہ
اور ان کے اصحاب سلفیین اہل سنت و جماعت سماع موتیٰ کے اس انداز سے قائل نہیں
ہیں جس انداز سے یہ بریلوی حضرات اس کے قائل ہیں، اس وقت ہمیں اس بحث کی
جزئیات میں جانا مقصود نہیں، ہمارے پیش نظر صرف یہ ہے کہ غیر مقلدین جو سلفیت
کا دم بھرتے نہیں تھکتے ان کی اصلی تصویر سے پردہ ہٹایا جائے اور امت کو یہ بتایا جائے
کہ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں جب ہر چیز اپنی اصلیت اور روح کھو چکی ہے اور ظاہری
چمک دمک کے سوا کچھ نہیں رہا، اور اسی ظاہر پرستی کو ترقی کا راز سمجھا جانے لگا۔
تو کیسے ممکن تھا کہ وہ انسان جو اپنے باطن میں نفس امارہ نام کا ایک شیطان لئے ہوئے
ہے وہ اس آب و تاب سے متاثر نہ ہوتا، چنانچہ ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا جسے اپنی
ترقی کا راز اسی میں نظر آیا کہ باطن کو قبر پرستوں جیسے عقیدوں سے سجائے رکھو اور
زبان سے باتیں ایسی دل فریب اور دل آویز کہو کہ سب تمہاری زلف گرہ گیر کے
اسیر ہو جائیں، خوب سینہ ٹھوک کر کہو کہ ہم سلفیت کے علم بردار ہیں، کتاب و سنت
کے پیروکار ہیں، ابن تیمیہ اور ابن عبد الوہاب کے وفادار ہیں، مشائخ عرب کے نقش بردار ہیں۔
چنانچہ غیر مقلدین کا عقیدہ اس مسئلہ میں بھی بریلویوں سے کچھ زیادہ مختلف

نہیں ہے۔ اس طائفہ کے سرخیل نواب وحید الزماں حیدرآبادی ۔ التفاوت ... دارقوم مؤمنین " کی تشریح کے ذیل میں فرماتے ہیں :

" یہ خطاب ان لوگوں کو ہے جو ذی ہوش و ذی گوش ہیں ، اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ معدوم اور جماد کو خطاب کرنے کے مانند ہوجاتا ، جبکہ سلف اس پر متفق ہیں اور ان سے آثار واقوال تواتر کے ساتھ ثابت ہیں "[1]

نیز فرماتے ہیں :

" ہم نے اس مسئلہ " سماع موتی " میں معتزلہ ، فقہاء احناف اور بعض ان نام چوروں کی مخالفت کی ہے جنھوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھ رکھا ہے جب کہ وہ اہلحدیث نہیں ہیں "[2]

مزید فرماتے ہیں :

" وہ سماع جو بعض زندوں کے لئے مخصوص ہے وہ احادیث صحیحہ کی نصوص سے ان کے لئے بھی ثابت ہے "[3]

اور سنئے :

" زائر قبر کیلئے میت سے سوال کے جواز میں آخر کون سی چیز مانع ہے ؟ جب کہ یہ سوال مردوں سے نہیں ہوتا ، بلکہ صلحاء ، انبیاء اور شہداء کی روحوں سے کیا جاتا ہے اور ان کا حکم تو زندوں کی طرح ہے "[4]

مزید سنئے :

" اگر زائر میت کو اس کی قبر کے پاس پکارے تو اس میت کے لئے ممکن ہے کہ سنے "[5]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۶۰ [2] حوالہ سابق ۔ [3] حوالہ سابق

[4] مصدر سابق ص ۲۲ [5] مصدر سابق ص ۲۳

آخر میں چلتے چلتے بریلویوں کے خانہ بشانہ ہو ہی گئے ، دل کی بات زبان پر آہی جاتی ہے ، فرماتے ہیں :

" اگر کسی شخص کا یہ گمان ہو کہ نبی ، علی ، یا کسی ولی کا سماع عادۃً انسان کے سماع سے کہیں زیادہ وسیع ہے ، اور یہ حضرت کسی ملک یا پوری دنیا کے تمام علاقوں کی پکار سن سکتے ہیں تو یہ گمان شرک نہیں ہو سکتا "[6]

سماع موتی کے باب میں ہم نے جس قدر نواب وحید الزماں صاحب کے کلام کے نمونے پیش کئے وہ ان شاء اللہ اس لامذہبی ٹولہ کے اس عقیدہ کی توضیح و تفہیم میں کفایت سے زیادہ ثابت ہوں گے ، ان شرکیہ امور کے اعتقاد کے باوجود غیر مقلدوں کا یہ دعویٰ کہ ہم سلفیت کے علمبردار ہیں کیا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے ! آئیے دیکھیں سلفیت کیا کہتی ہے ؟ یہ جاننے کیلئے ہم نے اللجنۃ الدائمۃ سے رجوع کیا تو ان کا یہ فتوے دستیاب ہوا ، سوال و جواب بعینہٖ پیش خدمت ہے ۔

سوال : آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس دعا کی جائے آپ کو آواز دی جائے یا بعض مخصوص درود پڑھے جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو سنتے ہیں ، حدیث میں آیا ہے ، میری قبر کے پاس درود پڑھا جائے تو میں اس کو سنوں گا الخ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع ؟

جواب : اصل یہ ہے کہ مردے عام طور پر زندوں کی آواز اور انکی دعا نہیں سنتے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " وما انت بمسمع من فی القبور " کتاب اللہ اور سنت صحیحہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سماع پر ایسی کوئی دلیل

---

* اس عقیدہ میں شیعیت کی بو آرہی ہے کیونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کو وہی علم و قدرت بتصرف اور عصمت حاصل ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی ۔

[6] حوالہ سابق ص ۲۵ ۔ اس ضلالت کی بھی کوئی انتہا ہے ؟

نہیں جس سے کہ اس کو آپ کی خصوصیت قرار دے دیا جائے اور وہی یہ حدیث . من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی بعیدا ابلغتہ . تو یہ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے [1]

مسئلہ حیاۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور غیر مقلدین

اہل سنت وجماعت کے مابین اس مسئلہ میں دو رائے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں، اور اسی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے راحت و آسائش کے تمام سامان واسباب فراہم کر دیئے ہیں، مگر حیات دنیوی حاصل نہیں ہے۔ (۲)

یہ ہے شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور ان کی جماعت کا عقیدہ، مگر جو لوگ محمد بن عبد الوہاب سے برارت کا اظہار کرتے ہیں انھوں نے یہاں اس مسئلہ میں بھی سلفیوں کی مخالفت کی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو قبر میں بھی وہی زندگی حاصل ہے جو دنیا میں حاصل تھی اور وہ تمام امور جو زندوں کے ساتھ خاص ہیں مثلاً کھانا، پینا، جاننا، سننا، بات کرنا، مدد کرنا، سونا جاگنا، نماز پڑھنا، دعا کرنا وغیرہ وغیرہ یہ ساری چیزیں نبی کو قبر میں بھی حاصل ہیں۔

گزشتہ صفحات میں مختلف عنوانات کے ذیل میں اس جماعت کے اکابر

---

[1] فتاوی اللجنۃ الدائمۃ جلد ۳ ص ۷۰ – ۱۶۹ – تفصیل کیلئے ، الدیوبندیہ ، دیکھئے

[2] قبر میں پہونچنے کے بعد کی جو زندگی ہے وہ برزخی زندگی ہے، اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی یہ برزخی زندگی دنیوی زندگی سے شعور وادراک میں بہت اعلیٰ وارفع ہے، مگر اسکو برزخی ہی زندگی کہیں گے، حیات دنیویہ سے اسکی تعبیر صحیح نہیں ہوگی۔

کے ایسے بہت سے اقوال پیش کیے گئے ہیں جن سے اس عقیدہ کا ثبوت ہو جاتا ہے بطور خاص اس عنوان کے لیے ہم بعض نئے اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرکے اس عقیدہ پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں، براہ کرم ملاحظہ فرمائیے اور بتائیے کہ کیا غیر مقلدوں اور بریلویوں میں ادنیٰ سا فرق ہے!

نواب وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

روحوں کو موت نہیں آتی، ان کا احساس وادراک باقی رہتا ہے، خاص طور سے انبیاء وشہداء کی روحیں فنا نہیں ہوتیں کیونکہ یہ لوگ زندوں کے حکم میں ہیں [1]

یہاں اس جگہ اصل کتاب میں حاشیہ پر دلیل بھی دی گئی ہے، لکھتے ہیں:

ابونعیم اور بیہقی نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں، اور ہمارے امام بیہقی کی خاص اس موضوع پر ایک کتاب ہے، جس کا نام ہے "حیاۃ الانبیاء" [2]

مزید سنئے، لکھتے ہیں:

اسی وجہ سے مردے قبروں میں زائرین کو پہچانتے ہیں، ان کے سلام ودعا کو سنتے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے سے انس ومحبت حاصل کرتے ہیں اور بعض تو نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں آپس میں ملاقاتیں کرتے ہیں، لطف اندوز ہوتے ہیں، کپڑے زیب تن کرتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں، جنت کا پانی بھی پیتے ہیں،

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۲۲

[2] ایضاً حاشیہ

انھیں زائرین کے احوال کا بھی علم ہوتا ہے، لیکن وہ لوگ مردہ
اس پر قادر نہیں کہ جب چاہیں زندوں کو اپنی آوازیں سنائیں اور
اپنے جسم دکھلائیں، البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ان کے اجسام
بعض بندوں کو دکھلا دیتے ہیں اور ان کی باتیں سنوا دیتے ہیں، اور
بعض اوقات مردے غافل سوئے رہتے ہیں[1]

ایک اور مقام پر نواب صاحب لکھتے ہیں،

"جب نئے مردے پہنچتے ہیں تو پرانے مردے ان سے زندوں کے
حالات دریافت کرتے ہیں، ان کے اقوال و افعال کی معلومات حاصل
کرتے ہیں، چنانچہ ان کے اہل و عیال، کنبہ والے نیک اور صالح ہوتے
ہیں تو مردے خوش ہوتے ہیں اور اگر فاسق و فاجر ہوتے ہیں تو مغموم
اور فکر مند ہو جاتے ہیں[2]

نبی و غیر نبی کے لئے ان ساری علامات حیات کا اقرار ان کی حیات ہی کا تو اقرار ہے!
جو لوگ بھی حیات انبیاء کے قائل ہیں ان کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ
انبیاء اپنی قبروں میں ان امور حیات کے ساتھ متصف ہیں۔
کیا طائفہ حاضرہ اس عقیدہ سے بری ہو سکتا ہے؟ جسے ان کے اکابر علماء نے
دین سمجھ کر اختیار کیا تھا، سچ تو یہ ہے کہ بریلویوں اور غیر مقلدوں کے درمیان کم از کم
اس مسئلہ میں ذرہ برابر کا اختلاف نہیں، مگر موجودہ ٹولہ نہ جانے کیوں اس عقیدہ
کے اظہار میں بڑا حزم و احتیاط برتتا ہے بلکہ اس عقیدہ سے صاف انکار کرتا ہے اور
یہ پر فریب نعرہ بھی بلند کرتا ہے کہ وہ سچے پکے سلفی ہیں، جب کہ سلفیوں کا عقیدہ
تو بالکل اس کے برخلاف ہے۔ شیخ محمود تویجری لکھتے ہیں،

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ٥٩
[2] مصدر سابق ص ٦١

حیات انبیاء کی بابت جو آیات پیش کی گئیں اور جو احادیث نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات اور تا قیام قیامت قبر میں آپ کے قیام فرمانے پر
دلالت کرتی ہیں، جب ان آیات و احادیث کا کوئی جواب ان سے
نہ بن سکا تو ان پر واجب ہے کہ اس حق کی طرف رجوع کر لیں جو کتاب
و سنت سے مدلل ہے اور جس پر سلف صالح صحابہ و تابعین قائم تھے،
اور وہ ہے حیات انبیاء کا عقیدہ، یہی صحیح عقیدہ ہے، اور اس کے علاوہ
سب عقیدے فاسد ہیں۔[1]

حلول اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ

بریلویوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں،
اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود ہیں اور ذات کا ہر وقت معین
مشاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کے احوال سے باخبر ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ جہلاء
میں مشہور ہے بلکہ اس جماعت کے اہل علم طبقوں میں بھی معروف و مقبول ہے۔ اس کے بالمقابل
ہمارے علم کے مطابق ان لوگوں کے یہاں ایسا کوئی عقیدہ نہیں جس کی رو سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات بندوں کے نفوس بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری و ساری سمجھی
جائے تو بعینہٖ عقیدۂ تناسخ ہے جو ہندی کفار و مشرکین کا مذہب اور ان کا امتیازی
شعار ہے۔

حیرت ہے کہ غیر مقلدین جو خود کو سلفیت اور کتاب و سنت کا علم بردار کہتے
نہیں تھکتے بریلویوں سے کہیں زیادہ ضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔

---

[1] القول البلیغ ص ٨٣ (ماخوذ از "دیوبندیہ")

کیونکہ غیر مقلدین کا عقیدہ صرف یہی نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ...
ہیں حاضر و ناظر ہیں بلکہ ایک قدم آگے ان کا یہ ایمان ہے کہ نبی ...
ذات بندوں کی ذات میں منضم و مدغم ہے، جی ہاں سنئے اور اپنی ...
نواب صدیق حسن خان بھوپالی مسک الختام فی شرح بلوغ المرام میں ...
۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر آن اور ہر حال میں مومنین کے مرکز نگاہ ...
عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک رہے ہیں خصوصًا بحالت عبادت ...
اس لئے کہ نبی کی ذات میں نورانیت اور انکشاف بہت قوی ...
کرتا ہے، بعض عارفین کا قول ہے کہ التشہد میں ایہا النبی کا ...
اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلاۃ والسلام ذوات موجودات ...
افراد ممکنات میں سرایت کئے ہوئے ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ...
کی ذوات میں حاضر و موجود ہیں، لہذا مصلی کو چاہیے کہ اس معنی ...
کو سمجھے اور اس پر متنبہ رہے اور اس شہود سے غفلت نہ برتے ...
قرب و معیت کے انوار اور معرفت کے اسرار پاکر مظفر و منصور ہو[2]

اس کے بعد فارسی کے دو شعر ذکر کئے گئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ...
تجھ کو بے روک ٹوک دیکھ رہا ہوں اور تجھے اپنا سلام بھیجتا رہوں۔
بتائیں قارئین کرام! کیا یہی منہج سلفی ہے؟ کیا یہی ابن تیمیہ ...
کا طریق ہے؟ کیا یہی شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت اصلاح ہے؟ ...
میں کون اس عقیدہ کا قائل ہے؟ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کسی کے ...
اس عقیدہ کی کوئی نظیر موجود ہے؟ اگر نہیں اور یقینًا نہیں تو پھر غیر مقلدین ...
کفر سے توبہ کریں اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کریں۔

---

[1] یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اس کی ذات میں شہود و حضور [2] مسک الختام ص ۲۲۲

ہم اپنے طرف سے کی بات نہیں کرتے، جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ سب ان
کے مستند اکابر علماء کے کلام ہے، یہ نواب صدیق حسن خاں ہیں، جو غیر مقلدوں
کے امام، مجدد اور مجتہد ہیں ان کے اقوال و افعال ناقابل تردید حجت و برہان تصور
کئے جاتے ہیں۔

بیوی کی محبت میں اللہ پر افتراء جائز ہے

غیر مقلدین کا ایک بڑا خطرناک اور ایمان کیلئے زہر قاتل عقیدہ یہ ہے کہ بیوی
کی رضا جوئی کے لئے اگر خداوند قدوس پر بہتان تراشی بھی کرنا پڑے تو اس سے دریغ
نہیں کرنا چاہئے، اس جماعت کے مجتہد وقت عبداللہ روپڑی[1] کے یہ الفاظ ملاحظہ
فرمائیے، فرماتے ہیں:

خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اسکو شریعت ...

---

[1] آپ کی عظمت شان کو اجاگر کرتے ہوئے مولانا عبدالرحمن فریواق نے۔ جہود مخلصۃ
میں یہ الفاظ ثبت فرمائے ہیں:
شیخ عبداللہ روپڑی اپنے زمانہ کے اساطین علماء حدیث میں شمار ہوتے
ہیں، آپ نے شیخ وزیر آبادی اور امام عبدالجبار غزنوی سے علوم کی
تکمیل کی، کتاب و سنت کے علوم پر آپ کی گہری نظر تھی، دیگر علوم
و فنون میں بھی آپ کا مطالعہ بڑا وسیع تھا، اپنی پوری زندگی درس و تدریس
تالیف و تصنیف اور سنت و سلفیت کی نشر و اشاعت میں صرف کر دی، ...
ان کا ہر عالم ناشر سلفیت ہی ہوا کرتا ہے، اور سلفیت ان کے یہاں نام ہے ان باطل
عقیدوں کا جو مسلسل آپ کو چونکا رہے ہیں۔

نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کیلئے اٹھرہ جھوٹ بولنا بھی جائز
الامان والحفیظ! کیسا غلیظ کفر ہے؟ لاحول پڑھئے کس غیر مقلد
ترک تقلید نے کس طرح لاشعوری طور پر اس طائفہ کو کفر و شرک کی خندق میں
دیا ہے، خدا کی پناہ۔

توحید و ایمان کے نگہبانو! دین و شریعت کے پاسبانو! آگے آؤ اور ان
نام نہاد سلفیوں سے اسلام کے عقائد حقہ کی حفاظت، اور اس کی روشن تعلیمات
کا دفاع کرو، ورنہ کتاب و سنت پر عمل کرکے خوبصورت نام کی ٹائیٹل کے پس پردہ
جس الحاد و دہریت اور آزادئ رائے کی تبلیغ کی جا رہی ہے اس سے دین و
شریعت کا جنازہ نکل جانا چنداں بعید نہیں۔

ممکن ہے کہنے والے کہیں کہ یہ فتویٰ صرف ایک شخص کی ذاتی رائے تھی پوری
قوم کی نہیں، بہت خوب: مگر ہمیں بتایا جائے کہ کس غیر مقلد عالم نے اس فتوے
کے خلاف آواز بلند کی؟ احقاق حق کے فریضہ کی ادائیگی کے طور پر کسی نے بھی اس
شخص کے خلاف انگلی اٹھائی؟ نہیں اور یقیناً نہیں، آخر کیوں؟ محض اس وجہ
کہ اس نے تقلید کا جوا گردن میں ڈالنے کی غلطی نہیں کی تھی بلکہ ائمہ مجتہدین کی شان
میں گستاخیاں کرنے پر بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا کرتا تھا۔ [1]

انگلی کیا اٹھائی جاتی؟ الٹے شاباشی دی جا رہی ہے، قصیدے اس کی
مدح و ثنا کے الاپے جا رہے ہیں، ذرا پوچھ کر دیکھئے۔ جہود مخلصہ کے مؤلف سے
تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ،

"وہ محدث تھے، سنت و سلفیت کے ناشر تھے، کتاب و سنت پر بڑی عمیق
نظر رکھتے تھے، دیگر علوم میں بھی آپکا مطالعہ بڑا وسیع تھا" [2]

---

[1] فتاوی اہلحدیث ص ٣٧٠

[2] نظر کی گہرائی اور مطالعہ کی وسعت آپ نے دیکھ لی! اب انکی سلفیت کا بھی ایک نمونہ دیکھتے چلئے

غیر مقلدین کو عیسیٰ (علیہ السلام) کی ولادت بغیر باپ کے تسلیم نہیں

غیر مقلدین کا ایک بدترین عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت
اسی معہود طریقے سے ہوئی تھی جس طرح عام انسانوں کی ولادت ماں باپ کے
ہوتی ہے، عنایت اللہ اثری صاحب [1] نے خاص اسی موضوع پر "عیون زمزم
فی میلاد عیسیٰ ابن مریم" لکھ کر یہ ثابت کرنے کی عبث کوشش کی ہے کہ عیسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کوئی خدائی معجزہ نہیں تھا بلکہ عام انسانوں کی طرح
ماں باپ کے اجتماع سے پیدا ہوئے، اور جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ بن باپ کی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کا یہ نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

انت الذی من نو — رک البدر اکتسی
والشمس مشرقة — بنور بهاکما

(اخبار التنظیم مورخہ ١٩/١٠/١٩٣٥ء)

(٢) "کمال نے آپ ہی کے نور کا جوڑا پہن رکھا ہے، اور آپ ہی کے نور سے آفتاب بھی روشن ہے)
کیا شمس و قمر نبی کے نور سے منور ہیں؟ جبکہ قرآن کہتا ہے: هوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا۔

[1] شیخ عنایت اللہ بن امام الدین بن محمد عظیم بن شیخ علی، ٣٠ ربیع الاول ١٣١٦ھ کو وزیرآباد
گجرات میں پیدا ہوئے وہ خود فرماتے ہیں:
"اول دن سے ہی مذہب اہل حدیث پر ہوں۔"
شیخ عبداللہ محدث غازی پوری سے استفادہ کیا اور شیخ عبدالستار کلانوری، شیخ عبداللہ گنڈیلوی
اور مولوی عبدالوہاب ملتانی سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کی مؤلفات میں العطر البلیغ
اور عیون زمزم قابل ذکر ہیں۔ مزید حالات کیلئے "العطر البلیغ" دیکھئے۔

اولاد تھے وہ نہ صرف مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی عفت و عصمت
وطہارت کو داغدار کرنا چاہتے ہیں بلکہ اللہ العظیم پر بہتان اور کتاب
کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ہندوستان و پاکستان کے علماء غیر مقلدین جو رد تقلید میں
پر جوش نظر آتے ہیں اور جن کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے باطل سے نبرد آزمائی
وقف کر رکھی ہے آخر وہ خاموش کیوں ہیں؟ اس عقیدے اور نظریے کی
کیوں نہیں کرتے، یہ خاموشی ضرور اپنے اندر کوئی معنی رکھتی ہے
اور اگر جماعت کو اس شخص کی رائے سے اتفاق نہیں تو پھر اس شخص
کیوں بخش دیا گیا؟ کیا صرف اس وجہ سے کہ وہ غیر مقلد تھا، اور غیر مقلدین
ان کی زبان و دونوں آزاد ہیں۔ جو چاہیں لکھیں اور جو چاہیں بولیں۔ کیونکہ ان کے
پاس "ابناء اللہ واحباءہ" کا سرٹیفکٹ موجود ہے، عنایت اللہ اثری کی
بعض لغویات بھی سنتے چلئے، لکھتے ہیں:

"کس قدر قابلِ رحم ہے بیچاری مریم کی مظلومیت؟ کہ اگر کسی عورت کو
نکاح کے بعد چھ مہینہ پر بھی بچہ پیدا ہو جائے تو یہ اس عورت کی کرامت
نہیں مانی جاتی[1] مگر مریم کے لئے بلا نکاح کرامت کا ظہور تسلیم کر لیا گیا۔"[2]

نیز لکھتے ہیں:

"عیسیٰ علیہ السلام کی ماں خود کہتی ہیں کہ ان کا ایک شوہر ہے اور ان کے بیٹے
کا ایک باپ ہے اور باپ بیٹا یہ دونوں بھی اس کا اقرار کرتے ہیں،
لیکن صدیوں بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے جو کہنے لگے کہ عیسیٰ بغیر باپ کے

[1] یہ تعریض ان فقہاء پر ہے جن کے یہاں نکاح کے بعد چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہو تو وہ ثابت النسب نہیں ہوگا۔
[2] عیون زمزم ص ۹۱

پیدا ہوئے تھے اور ان کی ماں کا کوئی شوہر نہیں تھا۔"[1]

ارشاد باری "التی احصنت فرجہا" کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"احصان فرج ترک زواج کی دلیل نہیں، البتہ زنا سے اجتناب کی
دلیل ضرور ہے، اور آیت کی مراد یہ ہے کہ وہ عفیفہ تھیں۔"[2]

اور یہ استدلال بھی ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں:

"بچے کی ولادت کے لئے ضروری ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کا وجود ہو
کسی ایک سے ولادت ممکن نہیں، مفردات امام راغب میں مذکور ہے
کہ لڑکا باپ کا جزء ہے۔"[3]

مزید لکھتے ہیں:

"مرد ہو اور عورت نہ ہو یا عورت ہو اور مرد نہ ہو تو توالد ممکن ہی نہیں
کیونکہ مرد و عورت کے بغیر تناسل و توالد ہو ہی نہیں سکتا۔"[4]

اور سنئے:

"اگرچہ حمل اور وضع حمل دونوں مؤنث کا کام ہے مگر بغیر مذکر کے
یہ ممکن نہیں، اسی طرح مریم کا حمل اور وضع حمل بغیر شوہر کے
ممکن نہیں۔"[5]

اور یہ موشگافی بھی ملاحظہ فرمائیے:

"جب مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا تو اسی سے ان کے
لئے شوہر کا ثبوت ہو گیا، کیونکہ دودھ (چھاتی میں) بغیر شوہر کے
اترتا ہی نہیں۔"[6]

[1] عیون زمزم ص ۳۰ [2] حوالہ سابق ص ۳ و ۴ [3] ایضاً ص ۹
[4] ایضاً ص ۱۰ [5] ایضاً ص ۲۲ [6] ایضاً ص ۲۰۶ و ۲۰۷

اور عنایت اللہ اثری کی یہ بوالعجبی بھی قابلِ دید ہے، لکھتے ہیں:

"ہود، صالح، لوط، ادریس، ایوب، شعیب، داؤد، الیاس، الیسع اور ذکریا علیہم السلام کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا مگر ان کے ماں باپ کا کوئی ذکر نہیں ملتا، تو کیا (آپ کہیں گے کہ) یہ لوگ بن ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے، ہرگز نہیں، سب کے ماں باپ تھے مگر مشہور نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔"[1]

یہ چند اقتباسات تو بطور نمونہ پیش کئے گئے ورنہ پوری کتاب میں اسی طرح کی ضلالتوں اور غلاظتوں کا انبار لگایا گیا ہے اور بزعم خویش یہ ثابت کر دکھایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بن باپ پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ عام انسانوں کی طرح ان کی ولادت بھی میاں بیوی کے اجتماع سے ہوئی تھی، دیکھئے ایک دوسری کتاب "العطر البلیغ" میں اثری صاحب کا یہ فخریہ انداز، لکھتے ہیں:

"ایک دوسرے رسالہ میں دلائل و براہین سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ثابت النسب اور شریف الاصل تھے، اور یہ عقیدہ کہ آپ بن باپ کی اولاد تھے، بہت خطرناک ہے۔"[2]

---

[1] ایضاً، دہریوں، ملحدوں اور معتزلہ کے نقش قدم پر بعض غیر مقلدین بھی کرامات و معجزات کا انکار کرتے ہیں، انہی منکرین میں یہ عنایت اللہ اثری اور ثناء اللہ امرتسری ملقب بہ شیخ الاسلام بھی شامل ہیں، تفسیر ثنائی کے بعض اقتباسات ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے جس سے اندازہ ہوگا کہ شیخ الاسلام معجزات کے انکار میں کس قدر جری ہیں؟ اسی وجہ سے علماء عرب و عجم کو ان کے بارے میں الحاد و زندقہ اور اہل سنت و جماعت کے خروج کا فتویٰ صادر فرمانا پڑا۔

[2] العطر البلیغ ص [illegible]

اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ غیر مقلدین میں جو اصحابِ علم و قلم ہیں اور جن کی رائے عنایت اللہ اثری سے مختلف ہے انھوں نے اس کتاب کا کوئی رد نہیں لکھا جب کہ ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو "الدیوبندیہ" جیسی ضخیم کتاب لکھنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں لیکن ان لوگوں کے تیر و تفنگ تو صرف اہل تقلید پر چلتے ہیں، تقلید چھوڑیئے تو آپ بھی ان کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔

رام، لچھمن اور کرشن کی نبوت کا عقیدہ

اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ کتاب و سنت میں جن انبیاء کا ذکر آ گیا ان پر ایمان لانا واجب ہے، مگر جن کا ذکر نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ احادیث مبارکہ میں تو بلاشبہ عدم ذکر عدم شئی کی دلیل نہیں کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ انسانوں کی ہدایت کیلئے ہزاروں لاکھوں انبیاء دنیا میں تشریف لائے مگر ہر ایک کا قرآن نے بیان نہیں کیا ہے، چنانچہ ان غیر مذکور نبیوں پر اجمالی طور پر بلا تعیین ایمان لانا واجب ہے، لہذا کسی شخص کے بارے میں بالتعیین کہنا کہ یہ اللہ کا نبی ہے جب کہ اس کی نبوت کا ذکر نہ قرآن میں ہو اور نہ حدیث میں، حرام ہے۔

لیکن غیر مقلدین ان لوگوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن کا قرآن و حدیث میں کوئی ذکر نہیں، چنانچہ رام چندر، لچھمن اور کرشن جن کی ہندو مذہب میں پوجا کی جاتی ہے، یہ سب نبی تھے۔

دیکھئے نواب وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں اور کتنی صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"ہمیں ان دیگر انبیاء کی نبوت کا انکار نہیں کرنا چاہئے جن کا ذکر اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے، جب کہ کسی قوم میں خواہ کفار ہی

قرآن کے ساتھ یہ بات منقول ہے کہ وہ لوگ انبیا رہنما لیکن تھے، مثلاً ہندوؤں میں رام چندر، لچھمن، کرشن جی، ایرانیوں میں زرتشت، چینیوں جاپانیوں میں کنفیوشس اور مہاتما بدھ اور یونانیوں میں فیثاغورث اور سقراط، بلکہ واجب ہے کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر بلا تفریق ایمان لائیں۔ [2]

بلاشبہ یہ عقیدہ انتہائی خطرناک ہے کہ جس کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو اس کی نبوت کا اقرار کیا جائے اور اس کو واجب بھی سمجھا جائے، مسلمانوں کی کسی جماعت نے سوائے غیر مقلدین کے ان مذکور الصدر لوگوں کی نبوت پر ایمان کو واجب قرار نہیں دیا ہے، مگر چونکہ غیر مقلدین پامال راستوں کے راہی نہیں ہیں اس لئے وہ کس طرح امت کے مسلک دین و طریق کو اختیار کرتے، انھیں تو بس جدت چاہئے چاہے وہ جس طرح پیدا ہو، افسوس! تقلید کی نفرت نے کیسا برا انجام کیا؟

صحیح بخاری اور غیر مقلدین کا موقف

امت کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی دوسری کتاب نہیں، علماء سلف و خلف نے اس کتاب کو زبردست حسن قبول عطا کیا، درس و تدریس، شرح و تعلیق، استدلال و استخراج، افادہ و استفادہ ہر ممکن شکل سے

[1] یہ بھی کیا خوب ایجاد بندہ ہے؟ ہندو مذہب میں نبوت کے کوئی معنی نہیں ہیں، یہ رام، لچھمن اور کرشن ہندوؤں کے یہاں معبود و مسجود ہیں، نبی نہیں، نہ جانے یہ نواب صاحب ضلالت کی کن کن وادیوں میں سر مار رہے ہیں۔

[2] ہدیۃ المہدی ص ۵۵

یہ کتاب ملاحظات کی دل چسپی کا محور بنی ہوئی ہے کہ کسی حدیث کی صحت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ بخاری شریف میں موجود ہے، اور بلاشبہ یہ کتاب اسلام کا وہ علمی سرمایہ ہے کہ اہل اسلام اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، اس کی عظمت شان کا انکار صرف شیعوں نے کیا، یا منکرین حدیث نے یا پھر آج کے غیر مقلدین نے۔

لیکن معلوم نہیں یہ غیر مقلدین جب مشائخ عرب کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کر لیتے ہیں تو امام بخاری اور ان کی صحیح سے اپنی عقیدت و احترام کا اظہار کیوں کرنے لگتے ہیں، خدا جانے یہ عقیدت تبدیلی رائے کا ثمرہ ہے یا اس تقیہ اور نفاق کا نتیجہ ہے یہ لوگ شیعوں کی طرح اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں بڑے مستعد رہتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے نواب وحید الزماں حیدرآبادی کا یہ شدید ریمارک کہ بخاری کے راوی مروان بن الحکم پر، فرماتے ہیں:

حضرت عثمان کو جو نقصان پہونچا اس کا سبب کم بخت مروان تھا جو طبیعت کا بڑا شریر تھا۔ [1]

ایک دوسرے غیر مقلد عالم جو فحش گوئی اور ائمہ کبار پر زبان طعن دراز کرنے میں بڑے مشہور ہیں اپنی کتاب "حدیقۂ کائنات" میں واقعہ افک کے سلسلے میں بخاری کی احادیث کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ان محدثین، ان شارحین حدیث، ان سیرت نویس اور ان مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی سی بات کا تجزیہ و تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ افک سرے ہی غلط ہے۔

لیکن اس دینی و تحقیقی جرأت کے فقدان نے ہزاروں الجھنے پیدا کئے

[1] رسائل اہلحدیث جلد ۲ ص ۳۹

اور پیدا ہوتے رہیں گے، ہمارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ درج فرما دیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت، ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں، کیا یہ امام بخاری کی اس طرح کی تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں؟

اس نام نہاد محقق کی مزید تلخ نوائی ملاحظہ فرمائیے، لکھتے ہیں:

"درحقیقت امام بخاری میرے نزدیک اس روایت کے معاملہ میں معذور ہیں، داستان گو کی چابک دستی کے سامنے امام بخاری کی احادیث کے متعلق تمام چھان بین دھری رہ گئی"۔ ۲

اور سنیے:

"امام بخاری نو سال والی روایت بھی نقل کرتے ہیں، جب کہ تواتر اور حقائق واضحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نو سال والی روایت قول موضوع ہے، ہم اس بارے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ قول صحابہ کی طرف منسوب ہے"۔ ۳

---

۱ صدیقہ کائنات ص ۱۰۶، مؤلفہ حکیم فیض عالم، یہ بزرگ عصر حاضر میں اہلحدیث کے عمائدین میں شمار ہوتے ہیں اور ان کی یہ تحقیق اہلحدیث طبقہ میں اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کو محقق بے نظیر کا لقب عطا ہوا، دیکھئے علماء غزنویہ کے تاثرات اس شخص کی کتاب "شہادۃ ذی النورین" میں ص ۲۲ تا ۲۵۔

۲ حوالہ سابق، کیا اس کا صاف صاف یہ مطلب نہیں نکلتا کہ امام بخاری کچھ پاگلوں اور عقل سے پیدل لوگوں کی قطاروں میں شامل ہیں جو شریعت اسلامیہ میں مرفوع القلم اور مواخذہ سے آزاد قرار دیئے گئے ہیں، امیر المومنین فی الحدیث کی شان میں اس سے بڑا کوئی طعن ہو سکتا ہے؟ اور اس طعن کے بعد کیا بخاری شریف کی کوئی قیمت باقی رہ جاتی ہے، دراصل یہ طعن و تشنیع اس امام جلیل

ابن شہاب زہری جو جلیل القدر تابعی اور فن حدیث کے امام ہیں، امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں کثرت سے حدیثیں لی ہیں، خود قصۂ افک، امام زہری کی سند سے مروی ہے، یہ بھی فیض عالم کی تیشہ زنی سے محفوظ نہ رہ سکے، ملاحظہ فرمائیے بڑی کاری ضرب لگائی ہے، لکھتے ہیں:

"ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ یا نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں"۔ ۱

فیض عالم صاحب کی مزید گہر افشانی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"ابن شہاب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ایسے لوگوں سے بھی روایتیں نقل کرتے تھے جو ان کی پیدائش سے پہلے مرچکے ہوتے، مشہور شیعی مؤلف عباس قمی لکھتے ہیں: ابن شہاب سنی تھے پھر شیعہ ہوگئے (تتمۃ المنتہیٰ)۔" ۲

اور ان کی کتاب پر امت کو جو اعتماد ہے اسے متزلزل کرنے کی مذموم سازش کا حصہ ہیں، ظاہر ہے جس شخص کے اندر اتنی لیاقت نہ ہو کہ وہ قصہ گویوں کی چابکدستی کو تاڑ سکے اس کی ثقاہت پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ الامان والحذر! ۳ مصدر سابق ص ۸۰۔

۱ مصدر سابق ص ۱۰۱

۲ صدیقہ کائنات ص ۱۰۰، ذرا یہ جسارت اور بے حیائی دیکھئے، زہری جیسی عظیم المرتبت شخصیت کو ایک غالی قسم کے رافضی کے بیان پر مجروح اور بے اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، بس کسی طرح واقعۂ افک کو موضوع ثابت کر دیا جائے خواہ اس کے لئے پوری امت سے لوہا لینا پڑے اور امام بخاری جیسی متفق علیہ شخصیت کی صداقت و امانت کی دھجیاں اڑا دی جائیں، افسوس! صد افسوس ایک شیعہ تو ان کے یہاں قابل اعتماد ہو گیا اس لئے کہ اس نے ان کے دل کی بات کہہ دی اور

یہ ہیں اس شخص کی ذہنیات جو غیر مقلدین کے طبقہ میں منقطع النظیر فضلاء و محققین میں شمار کیا جاتا ہے، اس کی تحقیقات کو آنکھوں سے لگایا جاتا ہے اس کی تصنیفات پر فخر و غرور کیا جاتا ہے اور اپنے مکتبوں سے اس کی کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ تعاون علی الاثم والعدوان نہیں تو اور کیا ہے۔

نواب وحید الزمان بھی صحیح بخاری پر نقد کرنے میں بڑے شیر دل واقع ہوئے ہیں، ابھی ہیں مروان کے بارے میں ان کی جرأت آپ نے ملاحظہ کی، اب دیکھئے امام بخاری بھی ان کے عتاب سے نہ بچ سکے۔ ان کے کلام کا حاصل یہ ہے:

• امام جعفر صادق مشہور بارہ اماموں میں سے ایک ہیں۔(1) ثقہ فقیہ اور حافظ حدیث ہیں، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے شیخ ہیں، مگر نہ جانے امام بخاری کو کیا ہو گیا کہ اس جلیل القدر امام سے اپنی صحیح میں کوئی ایک روایت بھی نہیں لی۔

---

(1) بخاری کی تحقیق ناقابل اعتبار ہو گئی اسلئے کہ وہ ان کے موقف کی مؤید نہیں ہے! جی ہاں آج اسی موقف پرستی کا نام ہے دانشوری۔

تم کیا جانو امام زہری کیا تھے؟ ابن کثیر سے پوچھو وہ آپ کو ان کا تعارف یوں کرائیں گے:

• زہری اپنے زمانے میں اعلم الناس تھے، سارے صاحبین آپکے دست نگر تھے، امراء اور علماء آپکے سامنے گھٹنے ٹیکتے تھے، آپ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے علاوہ خلق کثیر کے استاذ تھے، عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے: زہری کی صحبت میں رہو کیونکہ سنت کا ان سے بڑا کوئی عالم نہیں، ابو ایوب فرماتے تھے: میں نے ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا، امام مالک کہتے تھے: سب سے پہلے ابن شہاب نے علم حدیث کو مدون فرمایا۔ (البدایۃ والنہایۃ ص ۳۴۰ ج ۹)

(1) امامت کا یہ عقیدہ شیعوں کا ہے اور بہت سے اکابر غیر مقلدین اس بارے میں شیعوں کے ہم نوا ہیں، انھیں میں سے نواب وحید الزمان بھی ہیں۔

سے فرماتے ہیں: امام بخاری پر رحم فرمائے کہ انھیں مروان اور عمران بن حطان خارجیوں کی روایتوں میں تو قباحت محسوس نہیں ہوتی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امام جعفر صادق کی روایتیں انکے معیار سے فروتر ہیں۔

علماء غیر مقلدین کا وہ لب و لہجہ جو امام بخاری کی عظمت و برتری کے اثرات کو مسخ کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور ان کی کتاب الجامع کے بارے میں اعتمادی و بدظنی پیدا کرتا ہے۔

آج یہی غیر مقلدین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے ہم نوا نظر آتے ہیں ان کی کتاب ،الجامع، سے اپنے تعلق خاطر کا اظہار بڑے غلو آمیز انداز پر کرتے ہیں اور اس دھرتی پر ،اہلحدیث، ہونے کا تنہا اعزاز حاصل کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ محدثین کی جماعت ایسے ،دورنگوں، سے کوئی واسطہ نہیں رکھتی ہے، منافق صفت لوگوں سے محدثین اور ائمہ حدیث کا کیا واسطہ، دونوں گروہوں کا راستہ الگ ہے۔

شیعوں کے ساتھ غیر مقلدین کی موافقت

غیر مقلدین کے عقائد کا ذرا باریکی سے جائزہ لیجئے تو اندازہ ہوگا کہ ان کے اندر بھی شیعوں کی سی بد عقیدگی پائی جاتی ہے اور بہت سے مسائل میں یہ طائفہ شیعوں اور رافضیوں کے دوش بدوش ہے، آئیے اس طائفہ کے بعض شیعیت زدہ عقائد کی سیر کی جائے جس سے غیر مقلدین کے سلفیت نواز نعروں کی اصلیت کا اندازہ بخوبی چل سکے، اور اہل علم و فضل و ارباب دین و دیانت جو ہر چیز کو حق و انصاف کی ترازو سے تول کر قبول کرنا اپنا فریضہ جانتے ہیں وہ بھی زحمت ملاحظہ برداشت

لے نغات الحدیث ج ۲ ص ۳۰

کریں اور غیر مقلدین کے اس جھوٹے دعوے کو خود انہی کے عقائد کی روشنی میں جانچیں پرکھیں، اس کے بعد فیصلہ کریں۔ تو لیجئے پہلے بارہ اماموں کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے، شیعوں کا عقیدہ ہے:

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امامت علی کی صراحۃً تاکید کی تھی، اور علی نے حسن اور حسن نے حسین کی امامت کیلئے واضح ہدایت فرمائی تھی، اسی طرح ان کے بعد حسین نے اپنے فرزند علی اور علی نے اپنے صاحبزادے محمد اور محمد نے اپنے بیٹے جعفر اور جعفر نے اپنے بیٹے موسیٰ اور موسیٰ نے اپنے بیٹے علی اور علی نے اپنے بیٹے محمد اور محمد نے اپنے بیٹے محمد کی امامت کی صراحۃً وصیت کی تھی، اور یہی آخر الذکر امام غائب ہیں جن کا امت کو انتظار ہے، جب یہ ظاہر ہوں گے تو دنیا میں جس قدر ظلم و جور پھیلا ہوا ہوگا اسی قدر عدل و انصاف کی روشنی سے دنیا کا ہر گوشہ منور ہو جائے گا۔"[1]

یہی وہ بارہ امام ہیں جن کی طرف فرقہ امامیہ منسوب ہے، اسی وجہ سے اس فرقہ کو "اثنا عشریہ" بھی کہا جاتا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ سارے امام معصوم ہوتے ہیں اور انبیاء جن صفات سے متصف ہوتے ہیں انہیں صفات سے یہ ائمہ بھی متصف ہوتے ہیں، مزید برآں یہ لوگ کائنات میں تصرف پر بھی قادر ہیں، اصول کافی کے الفاظ ہیں:

"امام معصوم، مؤید، موفق اور تمام خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ ہوتا ہے۔"[2]

شیعوں کی روایت ہے کہ جعفر صادق فرماتے ہیں:

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ دنیا و آخرت سب امام کے لئے مسخر ہے، جہاں

۱۔ منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۰۶ ۲۔ اصول کافی ۱۲۲

چاہے رکھ دیں اور جس کو چاہیں عطا کر دیں۔"[1]

جعفر صادق سے ایک اور شیعی روایت نقل کی جاتی ہے:

"اماموں کے پاس ملائکہ آتے ہیں"

"ہم نبوت کا شجرہ، رحمت کا گھرانہ، حکمت کی کلید، علم کا سرچشمہ اور رسالت کا ملجأ و ماویٰ ہیں، ہمارے پاس ملائکہ کی آمد و رفت رہتی ہے۔"[2]

اور شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ:

"امامت نبوت سے اعلیٰ ہے۔"[3]

نیز یہ بھی کہ:

"امام کو تمام محمود بلند رتبہ اور ایسی تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کے تمام ذرے اس کی ولایت و سلطنت کے تابعدار ہوتے ہیں۔"[4]

یہ ہیں شیعوں کے بعض عقائد ائمہ اثنا عشر کے حق میں اور اب سنئے غیر مقلدین کے عقائد، نواب وحید الزماں حیدرآبادی فرماتے ہیں:

"اگر آج حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جنگ ہوتی تو ہم حضرت علی کے ساتھ ہوتے پھر ان کے بعد اپنے امام حسن بن علی کے ساتھ پھر ان کے بعد امام حسین بن علی کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام علی بن حسین کے ساتھ پھر ان کے بعد امام باقر کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام جعفر بن محمد صادق کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام موسیٰ بن جعفر کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام علی بن موسیٰ رضا کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام محمد بن علی جواد کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام ہادی متقی علی بن محمد کے ساتھ، پھر ان کے بعد امام حسن بن علی

۱۔ حوالہ سابقہ ۲۔ حوالہ سابق ص ۱۳۵ ۳۔ حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰
۴۔ الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی ص ۵۲

عسکری تقی کے ساتھ، پھر ان شاء اللہ ہم باقی رہے تو امام سید محمد بن
عبداللہ مہدی ناطمی منتظر کے ساتھ ہیں گے

اس کے بعد نواب حیدرآبادی لکھتے ہیں:

"یہی بارہ امام، درحقیقت امراء المسلمین ہیں ان ہی پر سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور دین متین کی رئاست تمام ہوئی یہی لوگ
آسمان ایمان و یقین کے ستارے ہیں، شاہان بنوامیہ و عباسیہ امراء
دین نہیں تھے، بلکہ ان میں اکثر بڑے اور بزور و قوت غلبہ حاصل کرنے
والے تھے، انھوں نے مسلمانوں کا خون بہایا اور روئے زمین کو ظلم
و تعدی سے بھر ڈالا۔"[2]

اور یہ فصل جس دعا پر ختم ہوتی ہے اس کے الفاظ ہیں:

"اے اللہ ان بارہ اماموں کے ساتھ ہمارا حشر فرما، اور تا قیامت ان کی
محبت پر ثابت قدم فرما۔"[3]

---

[1] ابن تیمیہ فرماتے ہیں: حسن بن علی عسکری کو کوئی اولاد نہیں تھی (منہاج السنہ جلد ۱ ص ۱۳۱) تو پھر یہ
مہدی کہاں سے پیدا ہوئے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:
"مہدئ غائب پر ایمان رکھنے والوں سے زمین بھری پڑی ہے یہ مہدی ان سے ملنے
کبھی کیوں نہیں آئے یا کم از کم اپنا کوئی نائب ہی بھیج دیتے جو ان کو دین کی تعلیم
دیتا۔" (ص ۱۳۲ منہاج)

[2] ہدیۃ المہدی ص ۱۰۳

[3] حوالۂ سابق، حیدرآبادی غیر مقلد نے بعینہٖ اسی ترتیب سے اماموں کو شمار کرایا ہے جس ترتیب
سے شیعہ شمار کراتے ہیں، اور جس طرح شیعہ ان حضرات کا خالص نام بغیر لقب "امام" کے لینا گوارہ نہیں
کرتے اسی طرح یہ غیر مقلد شیخ بھی ان حضرات کیلئے بغیر "امام" کے سادہ نام پسند نہیں کرتے، نیز جس طرح

[آپ] بھی خود فرمائیں کہ یہ اقتباسات کسی سنی کے کلام سے ہو سکتے ہیں؟ ہم تو سمجھتے
[تھے] کہ امام غائب کا انتظار صرف شیعہ ہی کرتے ہیں، یہ تو اب معلوم ہوا کہ غیر مقلدین
[کو بھی] امام غائب کا شدت سے انتظار ہے۔۔ "طریق محمدی" میں ایک قصیدہ ہے
[جس کا] مفہوم کچھ اس طرح ہے:

"... انبساط و مسرت کا چڑھتا ہوا سمندر تہ نشیں ہو گیا، اسلام کی شادابی
نیست و نابود ہو گئی، امن و سکون کے منظوم موتی بکھر چکے، وہ زمانہ

شیعہ امراء بنی امیہ و بنی عباس کو ظالم و سفاک اور بزور و طاقت اقتدار پر قابض ہونے والا گمان
کرتے ہیں اسی طرح خود ساختہ ہندی سلفیت کا یہ غیر مقلد عالم بھی ان امراء کو ظالم و سفاک
اور بزور شمشیر اقتدار پر تسلط جما لینے والا گمان کرتے ہیں۔ شرح عقیدہ الطحاوی میں مذکور ہے:
"روافض عشرہ مبشرہ صحابہ کے بجائے ائمہ اثنا عشر کے ساتھ محبت و عقیدت
کا معاملہ کرتے ہیں، اور اس معاملہ میں یہ لوگ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔"
(ص ۵۵۲)

روافض ان امراء کے سلسلے میں یہ کہتے ہیں:
"امت کا معاملہ ان لوگوں کے زمانہ میں ہمیشہ خراب رہا کیونکہ ان کے زمانہ میں ظالمین
بلکہ منافقین و کافرین اقتدار پر قابض رہے، اور اہل حق کو یہود سے
زیادہ ذلت و خواری سہنی پڑی۔"

یہ قول تو صریحاً باطل ہے، کیونکہ اسلام ان حضرات کے عہد میں مسلسل ترقی کرتا رہا، یہ صحیح مسلم کی
روایت ہے کہ "اسلام کی قوت بارہ خلفاء تک قائم رہے گی" اس کے بعد شارح عقیدہ فرماتے ہیں:
"اسلام کا معاملہ ویسا ہی رہا جیسا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، وہ بارہ
خلفاء یہ ہیں: خلفاء اربعہ، معاویہ، یزید، عبد الملک بن مروان، ان کے چاروں
بیٹے اور عمر بن عبد العزیز۔ (ص ۵۵۳)"

اور وہ نظام سب درہم برہم ہوگیا، الٰہی اب امام وقت کا ظہور بہت جلد ہونا چاہیے، کیونکہ قافلۂ اسلام کا اب نہ کوئی راہبر ہے نہ کوئی تاج ور[1]

شیخ الکل فی الکل کے مشہور شاگردوں میں عبدالوہاب ملتانی بھی ہیں جو امام اور امامت کے سلسلے میں ان کا مذہب بھی خاصا دلچسپ ہے، فرماتے ہیں:

"میں ہی امام وقت ہوں"[2]

اور فرماتے ہیں:

"امام وقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے اور جو حالت نبی کی ہوتی ہے وہی امام کی بھی ہوتی ہے"[3]

اور سنیے:

"جس شخص کی موت اس حال میں آئی کہ اس نے امام وقت سے بیعت نہیں کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا، اور جس نے امام کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کی اس کی زکوٰۃ قبول نہیں ہوگی، اور اسی طرح بدون اذن امام نکاح و طلاق درست نہیں، اور جس نے (میرے علاوہ) امامت کا دعویٰ کیا وہ واجب القتل ہے۔"[4]

---

[1] طریق محمدی ص ۱۵ غیر مقلدین میں اس کتاب کے مؤلف کا کیا مقام ہے؟ یہ جاننے کیلئے جہود مخلصہ کی ورق گردانی کیجیے، عبدالرحمن فریوائی لکھتے ہیں،

"مشہور علماء اہلحدیث میں سے تھے، دینی و علمی حلقوں میں شہرت یافتہ تھے، تادم واپسیں تصنیف و تالیف، احیاء سنت اور اشاعت سلفیت میں پوری جرأت و شجاعت اور شدت و قوت کے ساتھ لگے رہے، بدعات و خرافات نیز تقلید اور مذہبی تعصب کے خلاف ہمیشہ لڑتے رہے۔" (ص ۱۹۳)

[2] مقاصد امامت ص ۲ مؤلفہ مولوی ابو محمد عبدالجبار مدرس مدرسہ اہلحدیث جے پور [3] ایضاً ص ۱۴ [4] ایضاً ص ۲

نیز لکھتے ہیں:

"کسی شخص کا اسلام قابل قبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنا کوئی امام نہ بنالے"[1]

کیسی خالص شیعیت بول رہی ہے، شیعوں کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے اس سے زیادہ کچھ نہیں ملے گا، علماء اہل سنت کے یہاں ان عقیدوں کی کوئی گنجائش نہیں، ابن تیمیہ علیہ الرحمہ نے منہاج السنہ میں مسئلہ امامت پر سیر حاصل بحث کرکے شیعوں کو ان کی خرافاتوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے، ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"شیعوں کی ایک حماقت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مختلف مقامات پر امام غائب کا انتظار کرتے ہیں، اور کیسی واضح بات ہے کہ اگر وہ موجود ہوتے اور ان کو من جانب اللہ نکلنے کا حکم ہو چکا ہے تو یہ لوگ پکاریں یا نہ پکاریں وہ ضرور ظہور پذیر ہوتے"[2]

نیز فرماتے ہیں:

"ان لوگوں کی عصمت کا دعویٰ بلا دلیل ہے"[3]

مزید فرماتے ہیں:

"ائمہ کی عصمت کا کوئی قائل نہیں، سوائے امامیہ اور اسماعیلیہ فرقوں کے، اور ان کی تائید و موافقت بھی صرف ملحدین و منافقین نے کی"[4]

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۶ [3] ایضاح ۲ ص
[2] منہاج السنہ جلد ۱ ص ۱۰
[4] ایضاح ۲ ص ۸۳

ترتیب افضلیت صحابہ اور غیر مقلدین کا موقف

اہل سنت و جماعت متفق ہیں کہ صحابہ میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد سیدنا عمرؓ ان کے بعد سیدنا عثمان اور ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہم وارضاہم، چنانچہ عقیدۂ طحاویہ میں مذکور ہے:

"ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں، اس لئے کہ وہی پوری امت میں افضلیت اور تقدم رکھتے ہیں" ۔ [1]

اور شرح عقیدۂ طحاویہ میں مذکور ہے:

"فضیلت میں خلفاء راشدین خلافت کی ترتیب پر ہیں" ۔ [2]

اور یہ بھی مسطور ہے:

"جس نے حضرت عثمان کو حضرت علی پر مقدم نہیں کیا اس نے مہاجرین وانصار کو متہم کیا" ۔ [3]

جماعت سلفیہ بھی اس مسئلہ میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ ہے، بلکہ رفض و تشیع کی مخالفت میں یہ مشائخ نجد اوروں سے پیش پیش ہیں، لیکن غیر مقلدین نے بہت سے دیگر مسائل کی طرح اس مسئلے میں بھی اہل سنت و جماعت سے الگ اپنی راہ بنائی ہے۔ نواب وحید الزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان پھر علی، پھر حسن بن علی ...... لیکن معلوم نہیں ان پانچوں میں

---

[1] شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ۵۳۳ [2] حوالہ سابق ص ۵۴۸ [3] ایضاً۔

کون عند اللہ افضل وارفع رتبہ والا ہے، یوں تو سبھی کے مناقب وفضائل وارد ہوئے ہیں لیکن فضائل کی کثرت ہمارے آقا علی اور ہمارے امام حسن بن علی کو حاصل ہے، کیونکہ ان دونوں حضرات کو دو دو فضیلتیں حاصل ہیں فضیلت صحابیت اور فضیلت اہل بیت، یہی محققین کا قول ہے" ۔ [1]

نواب صاحب عقیدۂ اہل سنت کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الناس ابوبکر ہیں، ان کے بعد عمر، ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی۔ شارع کی جانب سے اس پر کوئی قطعی دلیل نہیں، اور نہ کوئی قطعی اجماع ہے، ہاں اجماع ظنی ضرور ہے" ۔ [2]

اور شاید نواب صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ حضرت علی نے فرمایا ہے: "من فضلني على ابي بكر جلدته جلد المفتري" (اگر کسی نے مجھے ابوبکر پر فضیلت دی تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا کہ جتنے کسی الزام تراش پر لگائے جاتے ہیں) تو جواباً نواب صاحب نے فرمایا:

"وھو حجۃ لنا لا لھم" [3] یہ تو ہمارے ہی موافق ہے۔

پھر ان سے سوال کیا گیا کہ نواب صاحب! حضرت علی تو صراحۃً فرماتے ہیں:

"خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر ثم عمر وما انا الا رجل من المسلمين"

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں، پھر عمر اور

---

[1] ھدیۃ المہدی ص ۹۳، یہ سلفیت کا ناشر بول رہا ہے یا شیعیت کا؟
[2] ایضاً
[3] حوالہ سابق ص ۵۵

ہیں تو بس ایک مسلمان آدمی ہوں)

تو نواب صاحب جواباً عرض کرتے ہیں :

"یہ تواضع پر محمول ہے"

اس کے بعد خالص شیعوں کی زبان میں لکھتے ہیں :

"حیرت ہوتی ہے افضلیت ابوبکر کے قائلین پر، ایک طرف تو یہ ضابطہ بنایا جاتا ہے کہ اعتقادات کے باب میں ظنیات کا اعتبار نہیں ہوگا، اور پھر اس مسئلہ میں اس ضابطے سے انحراف کرکے آثار ضعیفہ و موقوفہ سے استدلال کیا جاتا ہے" ۔ [2]

صاحب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" نے ترتیب افضلیت کے باب میں اہل سنت وجماعت کی وکالت کرتے ہوئے اہل سنت کے مذہب کو دلائل قویہ سے ثابت کر دکھایا ہے ۔ لیکن یہ بھاری سلفیت کے علم بردار بزرگ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"تفضیل ابی بکر پر ایک بھی دلیل قطعی انھوں نے ذکر نہیں کی، اور جو کچھ ذکر کیا تو وہ سب کا سب ظن و تخمین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور اس باب میں بھلا اٹکل کا کیا کام ؟" [3]

یہ نواب حیدرآباد اپنی تائید میں نواب بھوپال کا قول پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ہمارے اصحاب میں سے سید (نواب صدیق حسن خاں) صاحب فرماتے ہیں : ان میں سے کسی کی افضلیت کا یہ معنی نہیں کہ وہ من کل الوجوہ افضلیت کا حامل ہے" ۔ [4]

---

[1] مصدر سابق
[2] مصدر سابق
[3] مصدر سابق
[4] مصدر سابق

لکھتے ہیں :

... اہل سنت وجماعت کا رد فرماتے ہوئے

... یہ کہا جائے کہ تفضیل شیخین متفق علیہ ہے اور یہ بات علامت اہل سنت ...

... ہے، اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ اجماع کا دعویٰ قابل تسلیم نہیں ..... کیونکہ اجماع کے لئے بھی کوئی دلیل چاہئے اور وہ یہاں مفقود ہے" [1]

... غیر مقلدین کا عقیدۂ تفضیل خلفاء، جو شیعی عقائد سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، میں نہیں سمجھتا کہ جو لوگ ان لامذہبیوں کی تدلیسات سے دھوکے میں تھے، اس واضح انکشاف کے بعد اب بھی انہی غیر مقلدوں کی حمایت میں غیر محسوس کریں گے ۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مسئلے میں اہل سنت وجماعت کے علماء و مشائخ کی بیش بہا آراء کا بیان کرنا زیادہ ضروری نہیں ہے اس لئے کہ یہ مسئلہ تو خود ہی اس قدر واضح اور آفتاب کی طرح روشن ہے کہ اس پر کچھ مزید کہنا سننا لا حاصل ہے ۔

صحابہ کا خیار امت ہونا انھیں گوارا نہیں

تمام اہل سنت وجماعت متفق ہیں کہ صحابہ خیار امت ہیں، امت کا کوئی طبقہ، کوئی فرد فضیلت و کرامت میں خیر القرون کے اس طبقۂ مقدس کے ہم پلہ نہیں ہوسکتا، اہل سنت میں سلف سے خلف تک کسی کا اس عقیدے سے ادنیٰ درجہ کا بھی اختلاف منقول نہیں، البتہ غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں بھی سب سے الگ تھلگ تنہا رہنا پسند کیا ہے، نواب وحید الزماں حدیث رسول .."خیر القرون قرنی" کے ذیل میں لکھتے ہیں :

"یہ ضروری نہیں کہ بعد کے زمانوں میں پیدا ہونے والا کوئی شخص قرون سابقہ والوں سے افضل نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ بہت سے متاخرین علماء ..."

---

[1] حوالۂ سابق ص ۹۶ ۔

علم و معرفت اور اشاعت سنت میں عوام صحابہ سے افضل گذرے ہیں
اور یہ ایسی بدیہی چیز ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا۔[1]

نیز فرماتے ہیں:

"لیکن ممکن ہے کہ بعض اولیاء کو بعض دیگر اسباب کے تحت فضیلت
حاصل ہو جائے اور صحابی اس سے محروم ہو۔"[2]

جمہور امت سے اختلاف کرنا جن لوگوں کا شیوہ بن چکا ہو انہیں عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نظر میں نہ آئے تو حیرت کی بات نہیں، البتہ ان کا یہ
دعوی کہ ہم ہی اہل سنت وجماعت ہیں ضرور باعث حیرت ہے، سنئے عبداللہ بن
مسعود فرماتے ہیں:

"اللہ تعالی نے بندوں کے قلوب کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو
تمام قلوب سے بہتر پایا، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کو منتخب فرمایا، اور
رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، پھر بندوں کے قلوب کو دیکھا تو صحابہ
کے قلوب کو سب سے بہتر پایا، بس ان کو اپنے نبی کا وزیر بنا دیا، جو انکے

---

[1] نواب حیدرآبادی کی تردید کیلئے ابن ماجہ کی یہ روایت کافی ہے جس میں ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:
"اصحاب محمد کو گالی نہ دو کہ ایک ادنیٰ صحابی کا تھوڑی دیر قیام تمہارے بڑے سے بڑے ولی کے عمر بھر
کے عمل سے بہتر ہے۔" (ص ١٥) سعید بن زید کہتے ہیں:
"واللہ کسی صحابی کا صرف ایک معرکہ جس میں ان کا چہرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ غبار آلود ہوا تمہارے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے، خواہ تمہیں عمر نوح ہی کیوں
نہ مل جائے۔" (مسند احمد جلد ١ ص ١٠٠)
لکھتے ہیں: "صحابیت کی برابری کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا۔"
(تفسیر قرطبی ج ١ ص ١٠١)

دین کے لئے لڑتے ہیں، لہذا مسلمان جس چیز کو حسن قرار دیں وہ اللہ کے نزدیک
بھی حسن ہے، اور جس کو معصیت قرار دیں وہ عنداللہ بھی معصیت اور
بری چیز ہے۔[1]

اس لامذہبیت کے رد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ہی کافی ہے،
اس انتہائی واضح مسئلے میں اس سے زیادہ گفتگو تطویل لاطائل ہے۔

غیر مقلدین کی شریعت میں سنتِ صحابہ حجت نہیں

اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ کتاب وسنت کے بعد صحابہ کی سنت سے
استناد کرنا چاہئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کے اتباع کی تاکید
فرمائی ہے، صحابہ کے اقوال وافعال سے روگردانی روافض کا خاصہ ہے، اہل سنت
کا نہیں۔

لیکن یہ غیر مقلدین جن کے قلوب بغض صحابہ سے مملو ہیں انہیں روافض اور
شیعوں کا طریقہ اختیار کرنا زیادہ آتا ہے، ان کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے تو عجب

---

[1] شرح العقیدۃ الطحاویۃ ص ٥٢١

ابن حزم کہتے ہیں:
"جس شخص نے سچی نیت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار
کی وہ جنتی ہے، دوزخ کی آگ اسے چھو نہیں سکتی۔"
(الفصل لابن حزم ص ١١٦ ج ٣)

مزید فرماتے ہیں: "روئے زمین کا کوئی بھی بڑے سے بڑا ولی کسی کم درجہ صحابی کے
بھی برابر نہیں ہو سکتا۔" (ایضاً ص ١١٧ ج ٣)

عجیب انکشافات سامنے آتے ہیں، من جملہ ان کے یہ ہے کہ صحابہ کے اقوال حجت نہیں ہیں، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی عرض کرتے ہیں:

. خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صحابہ کی تفسیر سے حجت قائم نہیں ہو سکتی بالخصوص جب وہ موقع اختلاف میں ہو۔ [۱]

یہی نواب صاحب دوسرے مقام پر عرض کرتے ہیں:

قول صحابی حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ [۲]

نواب صاحب کے صاحبزادے شیخ نور الحسن [۳] اپنے والد کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

. علم الاصول میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ قول صحابی حجت نہیں۔ [۴]

نیز فرماتے ہیں:

. صحابہ کا اجتہاد امت کیلئے حجت نہیں ہے۔ [۵]

شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین فرماتے ہیں:

. افعال صحابہ استناد کے قابل نہیں ہو سکتے۔ [۶]

یہ سارے لوگ حجیت صحابہ کے منکر ہیں اور اس سلسلے میں کسی صحابی حتی کہ خلفاء راشدین کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا جاتا، کیا غیر مقلدین کے عرب آقاؤں کا بھی یہی عقیدہ و مذہب ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ مشائخ عرب اس سلسلے میں غیر مقلدوں کی موافقت کرتے ہوں گے،

---

۱ بدور الاہلہ ص ۱۳۹ ۲ التاج المکلل ص ۲۹۲

۳ [illegible] میں آپ کا یہ تعارف مذکور ہے:

. علامہ نور الحسن بن صدیق حسن خان (۱۲۷۸-۱۳۳۰) اپنے والد ماجد نیز دیگر علماء عصر سے علوم کی تکمیل کی، آپ علم حدیث سے اشتغال رکھتے تھے۔ (ص ۱۰۲)

۴ عرف الجادی ص ۱۰۱ ۵ ایضاً ص ۲۰۷

۶ فتاویٰ نذیریہ ص ۱۹۶ جلد ۱

اور وہ ابن تیمیہ، ابن قیم، اور متقدمین و متاخرین علماء سلف اقوال صحابہ سے استناد کرتے تھے، خلفائے راشدین کی سنتوں کو سنت شریعت سمجھتے تھے اور ان کی مخالفت کرنے والے کو اہلسنت جماعت سے خارج تصور کرتے تھے، ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ، اور اپنے فتاویٰ میں اس موضوع پر طویل بحث کی ہے فرماتے ہیں:

. خلفائے راشدین کی سنت ان احکام میں سے ہے جن کا اللہ اور رسول نے حکم دیا ہے، اور اس پر کثرت سے شرعی دلیلیں موجود ہیں۔ [۱]

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

. اصول سنت ہمارے نزدیک اسی طریقہ کے مطابق ہیں جس پر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ [۲]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

. وہ لوگ علم، عقل، دین، فضیلت، ہر چیز میں ہم سے فائق تھے، اور ان کی رائے ہمارے لئے خود ہماری رائے سے بہتر ہے۔ [۳]

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

. جب یہ لوگ متفق ہوتے ہیں تو کسی باطل پر متفق نہیں ہوتے۔ [۴]

نیز فرماتے ہیں:

. کتاب و سنت میں غور و تدبر کرنے والوں کو جو بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے اور جس پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ اعمال، اقوال، اعتقادات اور دیگر فضائل و مناقب میں سب سے اعلیٰ و ارفع قرن اول کے صحابہ ہیں، پھر ان کے بعد والے اور پھر ان کے بعد والے۔ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زائد سندوں سے ثابت ہے، صحابہ علم و عمل،

---

۱ فتاوی جلد ۴ ص ۱۰۸ ۲ مصدر سابق ج ۴ ص ۱۵۵

۳ مصدر سابق ج ۴ ص ۱۵۸ ۴ منہاج جلد ۳ ص ۶۶

مزید صراحت کے ساتھ سنئے، فرماتے ہیں:

"اجماع کی کوئی حقیقت نہیں" [1]

اور یہ تیور بھی دیکھتے چلئے:

"ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اجماع کی جو عظمت بیٹھی ہوئی ہے اسے ختم کیا جائے۔"

آخر کیوں؟

"اس لئے کہ سچی بات یہ ہے کہ اجماع ممنوع ہے" [2]

اور اگر اجماع کا جواز کوئی ثابت کر دے تو؟ کہتے ہیں:

"جو اجماع کا دعویٰ کرتا ہے اس کا دعویٰ بڑی بات ہے وہ اسے ثابت کر ہی نہیں سکتا۔" [3]

سائل پھر پوچھتا ہے اگر اس کا جواز کوئی ثابت کر دے تو کیا آپ تسلیم کریں گے؟

جواب عرض ہوتا ہے:

"جس اجماع کا وقوع و ثبوت ممکن ہے ہمیں اس کا حجت شرعیہ ہونا تسلیم نہیں" [4]

اور یہ پینترے بازی بھی دیکھئے، فرماتے ہیں:

"خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اجماع پر بہت سے مراحل آتے ہیں، ایک تو اس کا ممکن ہونا، دوسرا اس کا واقع ہونا، تیسرا از روئے نقل ممکن ہونا، چوتھا از روئے وقوع ممکن ہونا" [5]

---

1 منہاج السنہ جلد ۳ ص ۲۶۶ 2 حوالۂ سابق۔
3 عرف الجادی ص ۳ 4 ایضاً ص ۔
5 ایضاً۔

اس طرح کے دلائل غیر مقلدین کے ٹولے کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں جو درحقیقت شیعوں کے انکار اجماع کی تائید و تقویت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔

لیکن غریب سلفیین کی ہمنوائی کا دعویٰ کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود سلفیین اس مسئلے میں جمہور امت کے ساتھ ہیں، اور اجماع کو دلیل شرعی قرار دیتے ہیں، ابن تیمیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں پر خوب عیاں ہے کہ ان کے نزدیک اجماع کیسی معتبر شرعی حجت ہے، ابھی ابھی آپ نے ابن تیمیہ کا یہ قول سنا جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ، صحابہ کرام کبھی باطل پر متفق نہیں ہوتے۔

چنانچہ علامہ ابن تیمیہ اجماع سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا ایمان نقل متواتر اور اہل علم کے اجماع سے ثابت ہے" [1]

شرح عقیدۂ طحاویہ میں مسطور ہے:

"خبر واحد کو امت میں اتنی قبولیت حاصل ہو جائے کہ اس پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی صحت کی تصدیق بھی کی جانے لگے تو جماہیر امت کے نزدیک اس خبر سے علم یقین حاصل ہوگا" [2]

وہ لوگ جن کے قلوب صحابہ کے عناد سے پُر ہیں اور جو ان کی شان گرامی میں گستاخیوں سے دریغ نہیں کرتے، حتیٰ کہ بعض صحابہ کا ایمان تک انھیں تسلیم نہیں، ایسے ہی لوگوں کے رد میں ابن تیمیہ اجماع سلف سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کتاب و سنت اور اجماع سلف سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ لوگ سچے پکے مومن اور مسلمان تھے" [3]

---

1 فتاویٰ ج ۴ ص ۴۵۲ 2 شرح العقیدۃ ص ۲۹۹، اجماع کی تائید سے خبر واحد سب جمہور میں قطعی اور مفید یقین بن جاتی ہے۔ 3 فتاویٰ ج ۴ ص ۴۲۲

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتابوں میں جابجا اجماع سلف سے استدلال کرتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے۔

اور یہی بات یہ ہے کہ صحابہ خصوصاً خلفاء راشدین کے اجماع سے انکار کرنیوالا زندیق، ملحد، منافق اور خارج اسلام ہے۔

لیکن افسوس اس کا ہے کہ یہ طائفہ غیر مقلدین بھی الحاد وزندقہ اور رفض جیسی آلائشوں سے دانستہ یا نادانستہ آلودہ ہوگیا ہے، جب کہ اہلحدیث، سلفی، محمدی جیسے نام کیسے خوشنما اور دلآویز ہیں، کاش یہ لوگ ان ناموں کی لاج رکھتے اور اہل سنت وجماعت کی اختیار کردہ سیدھی سادی راہ پر چل کر ان ناموں کو اسم بامسمّیٰ ہونے کا موقع دیتے۔

تفضیل شیخین رض و عثمان رض سے پہلو تہی

طائفہ غیر مقلدین جن عقائد میں جمہور مسلمین اور تمام اہل سنت وجماعت سے اختلاف کی راہ پر ہیں ان میں تفضیل عثمان کا بھی مسئلہ ہے، اہل سنت حضرت عثمان کو حضرت علی رض سے افضل قرار دیتے ہیں، لیکن غیر مقلدین کو یہ تسلیم نہیں، حضرت عثمان ہی کیا شیخین کی تفضیل بھی ان کے یہاں گردابِ کشش و پیچ سے دوچار ہے، حضرت وحید الزماں لکھتے ہیں:

"زمانہ قدیم سے یہ اختلاف چلا آرہا ہے کہ عثمان افضل ہیں یا علی، البتہ اکثر اہل سنت حضرت علی پر شیخین کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن اس کی بھی کوئی دلیل ہماری نظر سے نہیں گذری۔ ... ہم نہیں جانتے کہ عنداللہ ان میں سے کون افضل ہے"[1]

[1] کنز الحقائق ص ۰۔

یہ دیکھئے غیر مقلدین کی اس سرکردہ شخصیت کی غلط بیانی، کیا تفضیل شیخین کے مسئلہ میں اہل سنت وجماعت میں اختلاف ہے؟ ہرگز نہیں، اہل سنت متفق ہیں، اہل سنت اس مسئلہ میں اختلاف کر ہی نہیں سکتے، کیونکہ اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کی مہر لگ چکی ہے، اور اجماع صحابہ سے اختلاف کی ہمت کس فرد کو ہو سکتی ہے، البتہ جن کے یہاں اجماع صحابہ کی کوئی قیمت نہ ہو وہ تفضیل شیخین اور تفضیل عثمان کے مسئلے میں اجماع صحابہ کے خلاف نئی راہ اپنائیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی محبت وعقیدت میں جاں نثاری کا دعویٰ کرنے والو دیکھو امام ابن تیمیہ کیا فرماتے ہیں!

"جس نے علی کو عثمان پر مقدم کیا اس نے مہاجرین وانصار کو متہم کیا"۔

اس کے بعد عرض کرتے ہیں:

"اور یہاں دلائل میں سے ہے جن سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ عثمان افضل ہیں، اس لئے کہ صحابہ نے اپنے مشورے اور انتخاب سے حضرت عثمان کو مقدم کیا تھا"۔[1]

نیز فرماتے ہیں:

"جو یہ کہے کہ علی سے افضل کوئی نہیں وہ خطاکار ہے، ادلہ شرعیہ کی مخالفت پر آمادہ ہے"۔[2]

مزید صراحت کے ساتھ سنئے:

"جس نے علی کو عثمان پر فضیلت دی اس نے سنت چھوڑی اور بدعت کو گلے لگایا، اس لئے کہ اس نے اجماع صحابہ کی مخالفت کی"۔[3]

[1] منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۴۲ [2] الیفاج ا ص ۴۳۱ [3] مصدر سابق ج ا ص ۴۳۵

غیر مقلدین کے مذہب میں متعہ جائز ہے

اہل سنت وجماعت کا متعہ کی حرمت پر اتفاق ہے، اسلام میں شیعوں کے علاوہ کوئی اس کا قائل نہیں۔ البتہ بعض علماء اہل سنت سے اس کا جواز نقل کیا گیا تھا مگر بعد میں ان کا اس سے رجوع بھی ثابت ہو گیا، کتب فقہ اور شروح حدیث میں یہ مسئلہ مفصل و مشرح ہو کر مذکور ہوا ہے، لیکن غیر مقلدین جنھیں شذوذ کا چسکا لگا ہوا ہے ان کو اہل سنت اور جمہور مسلمین سے بعد اور اہل تشیع سے قرب ہی راس آتا ہے کیسے ممکن تھا کہ اس اہم مسئلے میں اہل سنت وجماعت میں منضم ہو کر اپنا امتیاز و تفرد کھو بیٹھتے نواب وحید الزماں حیدرآبادی اس باب میں اپنی جماعت کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"متعہ کا جواز قرآن کی آیت قطعیہ سے ثابت ہے" [۱]

یہ بھی شیعوں کے ساتھ توافق کی کھلی ہوئی نظیر ہے، کیونکہ شیعوں کے یہاں بھی متعہ جائز ہے بلکہ عبادت اور باعث ترقی درجات ہے، "منہج الصادقین" میں اس موضوع حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔

"جس نے ایک بار متعہ کیا اس کا مقام حضرت حسین کے برابر اور جس نے دو بار متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسن کے برابر اور جس نے تین بار متعہ کیا اس کا رتبہ حضرت علی کے برابر اور جس نے چار بار متعہ کیا وہ میرے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) مقام و مرتبہ کو پہونچ گیا"۔ [۲] العیاذ باللہ

---

[۱] نزل الابرار جلد ۲ ص ۳۳ و ۳۴، تفصیل کیلئے اصل کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

[۲] منہج الصادقین جلد ۱ ص ۳۵۶۔

اور خمینی لکھتا ہے:

"زانیہ سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ، خصوصاً اگر وہ زانیہ مشہور زانیہ فاحشات وطوائف کے ٹولے سے تعلق رکھتی ہو، اگر مرد اس سے متعہ کرے تو اس کو بدکاری سے بچائے گا۔" [۱]

مسئلہ بالکل واضح ہے، اور تفصیلات فقہ وحدیث کی کتابوں میں مندرج ہیں، اسلئے تفصیل کیلئے متعلقہ کتابوں کی طرف رجوع کریں، اور ہمیں اسی قدر پر اکتفا کرنے کی اجازت دیں کیونکہ اہل سنت وجماعت کے دلائل پیش کرنا ہمارا مقصود نہیں، ہمارے پیش نظر تو صرف یہ ہے کہ ان مسائل وعقائد کو اکٹھا کر دیا جائے جن میں غیر مقلدین نے اہل سنت وجماعت سے اختلاف اور شیعوں سے کلی یا جزئی طور پر موافقت کی راہ اپنائی ہے۔

جمعہ کی اذان اول سے انکار

جمعہ کی پہلی اذان جسے عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جاری کیا اور تمام صحابہ و تابعین، ائمہ دین، سلف وخلف سب نے آپ کی موافقت کی اس لئے کہ نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار سے امت کو یہ حکم ملا ہے۔ "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین" اور اس وجہ سے کہ پوری امت کا اس کی مشروعیت پر اجماع ہے، اور اجماع امت بھی ایک شرعی اور قطعی دلیل ہے۔

یہ مسئلہ بھی من جملہ ان مسائل کے ہے جن میں منکر تقلید تو "غیر سبیل مسلمین" کی اتباع کر کے شیعوں کے ساتھ توافق کی مثال پیش کر رہا ہے، ابن تیمیہ شیعوں کا مذہب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[۱] تحریر الوسیلہ جلد ۲ ص ۱۰

"جمعہ کے دن اذان ثانی بدعت ہے"۔ [1]

اور یہی مذہب غیر مقلدین کا بھی ہے [2] لیکن جمہور مسلمین کا مذہب اس کے برخلاف ہے، ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو پہلی اذان دلوائی، ان کے بعد تمام لوگوں نے نیز اصحاب مذاہب اربعہ وغیرہم نے جس طرح حضرت عمر فاروق کی جاری کردہ سنت پر اتفاق کیا اسی طرح حضرت عثمان کی اس سنت پر بھی اتفاق کیا"۔ [3]

اور جو حضرات اس اذان کو بدعت قرار دیتے ہیں علامہ ابن تیمیہؒ ان سے پوچھتے ہیں:

"تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضؓ نے اس کو بغیر دلیل شرعی ایجاد کر دیا ہے؟" [4]

اور علامہ ابن تیمیہ کا یہ تاکیدی انداز بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"اس اذان کے مستحب اور مستحسن ہونے پر لوگوں نے حضرت عثمان رضؓ کے فیصلے کی تائید فرمائی، حتی کہ حضرت عمارؓ اور سہل بن حنیفؓ جیسے سابقین اولین صحابہ جنھوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ رہ کر قتال کیا ہے انھوں نے بھی حضرت عثمان سے اتفاق کیا، جب کہ یہ اکابر صحابہ میں سے تھے، یہ لوگ اگر انکار کرتے تو دوسرے صحابہ انکی مخالفت نہ کرتے"۔ [5]

---

[1] منہاج السنہ ج ۳ ص ۲۰۴، اذان ثانی سے مراد وہی پہلی اذان جو جمعہ کے دن قبل از خطبہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے مقصد سے عثمان غنی رضؓ نے مشروع کیا تھا، اور آج تک مسلمانوں میں اس اذان کا معمول چلا آرہا ہے۔ [2] دیکھئے کنز الحقائق ص ۳۶

[3] منہاج جلد ۳ ص ۲۰۴ [4] ایضاً

[5] ایضاً

ابن تیمیہؒ کا آخری فیصلہ:

"اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ جب حضرت عثمان نے اس اذان کو جاری کیا اور مسلمانوں نے ان سے اتفاق کیا تو یہ شرعی اذان بن گئی" [1]

حیرت تو اس پر ہے کہ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ اور ابن عبدالوہابؒ کی اتباع کا بہروپ بھرنے والے آخر کن مسائل میں ان ائمۂ دین کا اتباع کرتے ہیں، کیا بس قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین، جیسے دو چار مسئلوں میں (۲) اور اس پر دعویٰ یہ ہے کہ ہم ابن تیمیہؒ کے عاشق ہیں، ابن قیم کے فدائی اور ابن عبدالوہابؒ کے شیدائی ہیں، یاد رکھو:

یہ عشق نہیں آساں اتنا تو سمجھ لینا!
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

تتبع رخص کے ضمن میں دو چار مسئلوں میں موافقت کا ہو جانا اور بات ہے اور عشق و اتباع کو پا لینا اور بات ہے، اس کیلئے خواہشات نفس کو کچلنا ہوگا محبوب کے ہر اشارہ پر مر مٹنا ہوگا، اور اس آگ کے دریا میں تیر کے نہیں ڈوب کے جانا ہوگا اور اپنی تمام چاہتوں آرزوؤں اور امنگوں کو جلا کر راکھ کر دینا ہوگا تب جا کر اتباع صادق اور عشق حقیقی ہاتھ آئے گا، دو چار مسئلوں سے اتباع کا حقیقی عنصر کبھی کسی کو ملا ہے نہ ملے گا، پڑھئے صحابہ کی جاں نثاری کے واقعات اور ان سے لیجئے فدائیت کا درس۔

---

(۱) منہاج ص ۱۹۳ (۲) مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ کی نہایت پر مغز، معلومات آفریں اور محقق و دلچسپ کتاب "مسائل غیر مقلدین کتاب و سنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں" کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ بیشتر دینی و شرعی مسائل میں غیر مقلدین کی راہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے الگ ہے، طلبہ اہل علم اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ (مترجم)

خطبوں میں خلفاء کے ذکر کی مخالفت

شیعوں کا یہ مذہب معروف و مشہور ہے کہ ان کے یہاں خطبۂ جمعہ میں خلفاء اربعہ کا ذکر جائز نہیں، اور اس سلسلے میں وہ اہل سنت و جماعت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک بدعت ایجاد کر رکھی ہے، منہاج السنہ میں امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"رافضی کہتا ہے: ان لوگوں نے کچھ چیزوں کے بدعت ہونے کے اعتراف کے باوجود انہیں ایجاد کر رکھا ہے، حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا ٹھکانا جہنم ہے، مثلاً خطبوں میں خلفاء کا ذکر، حالانکہ اجماع سے ثابت ہے کہ عہد نبوت میں ان کا ذکر خطبوں میں رائج نہیں تھا، اور نہ صحابہ و تابعین کے زمانے میں[1]

چنانچہ خطبہ میں ذکر خلفاء سے انکار شیعوں کا مذہب ہے اہل سنت کا نہیں، اور منکرین تقلید اس مسئلے میں بھی شیعوں کے ہم قدم نظر آتے ہیں، نواب وحید الزماں حیدرآبادی اس مسئلے کو اہلحدیث کے شعائر و علامتوں میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل حدیث نماز سے پہلے دو خطبے دیتے ہیں .... اور خطبے کیلئے عربی میں ہونے کی شرط نہیں لگاتے، اور اس میں خلفاء اور سلطان وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے، اسلئے کہ یہ بدعت ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ اور خطبے سے کچھ پہلے جو اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی ہے، اہل حدیث بس اسی پر قناعت کرتے ہیں[2]

---

[1] منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۴۰ ، [2] ہدیۃ المہدی ص ۱۱۰

اور نواب صاحب "نزل الابرار" میں لکھتے ہیں:

"اہل حدیث خلفاء اور سلطان وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے اسلئے کہ یہ بدعت ہے"[1]

نیز لکھتے ہیں:

"خطبوں میں خلفاء کا ذکر سلف صالحین سے منقول نہیں اس لئے ترک ہی اولیٰ ہے"[2]

دیکھا آپ نے شیعہ اور غیر مقلدین دونوں ہی ٹولوں سے ایک ہی آواز بدعت بدعت کی بلند ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف خطبۂ جمعہ میں خلفاء کا ذکر اہل سنت کے شعائر میں سے ہے، مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"خلفائے راشدین کا ذکر اگرچہ خطبۂ جمعہ کے شرائط میں سے نہیں ہے پھر بھی اہل سنت و جماعت کا شعار ہے، اور قصداً اس شعار کو وہی ترک کرتا ہے جو دل کا مریض اور باطن کا خبیث ہوتا ہے"[3]

اور ابن تیمیہؒ نے روافض اور ان کی حلیف جماعتوں کا ایسا بلیغ رد فرمایا ہے کہ انکی گردنیں مروڑ کر رکھ دی ہیں، اور اب وہ لوگ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے فرماتے ہیں:

"منبر پر خلفاء کا ذکر عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں رائج تھا، بلکہ عمر بن الخطاب کے زمانے میں بھی منقول ہے"[4]

اور فرماتے ہیں:

"چاروں خلفاء راشدین کا ذکر مستحب ہونے کا مستحق ہے"[5]

---

[1] نزل الابرار ج ۱ ص ۱۵۲ [2] ایضاً [3] مکتوبات ج ۲ ص ۲۸، ۲۹

[4] منہاج جلد ۲ ص ۱۴۷ [5] مصدر سابق

وجہ استحباب بھی بیان کرتے ہیں ؛

یہی وجوں نے جمعہ کے دن منبر پر خلفاء راشدین کے تذکرہ کو اختیار فرمایا، ان کے پیش نظر یہ تھا کہ چونکہ دشمنان صحابہ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں، اور ان کی شان میں بے جا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ صورت حال اسلام میں کس قدر موجب فساد ہے وہ ظاہر ہے، اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اہل سنت وجماعت علی الاعلان صحابہ کی مدح وثنا بیان کریں، ان کے حق میں دعائیں کریں تاکہ ان سے اپنی حمایت اور موالات کا اظہار کرکے اسلام کی حفاظت کرسکیں [1]

مزید فرماتے ہیں :

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خلفاء راشدین کا تذکرہ معیوب ہو ؟ کیا ان سے بھی افضل کوئی اسلام میں ہے۔ [2]

یہی منہج سلفی ہے، اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت ہے، اب اگر کسی کے اسلاف شیعہ اور روافض ہی ہوں اور وہ ان ہی کے منہج کو منہج سلفی کہتا ہو اور انہی کی اتباع کرکے خود کو سلفی گردانتا ہو تو بلاشبہ یہ تلبیس ہے اور سلفیین عرب کو فریب دینے کی سازش ہے۔

کاش ! عرب سلفیین ان کا اصلی چہرہ پہچانتے اور ان کو اہل سنت وجماعت میں شمار کرنے سے احتیاط برتتے۔

واللہ ہو الہادی الی الرشد والسداد۔

---

[1] مصدر سابق

[2] مصدر سابق ص ۱۵۱۔

صحابہ پر طعن وتشنیع اور ان سے اظہار برارت

جیسا کہ سبق میں یہ بات اجاگر ہوچکی ہے کہ طائفہ غیر مقلدین میں رفض وتشیع کے جراثیم سرایت کرچکے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے فقہی اور اعتقادی مسائل میں دونوں جماعتوں کے درمیان توافق پایا جارہا ہے، اور یہی چیز دونوں فرقوں کے اپنی گہرے روابط کی نشاندہی کرتی ہے، اس قسم کی متعدد مسائل آپ کی نظروں سے گذر چکے، ایسا ہی ایک اور مسئلہ جو آپ کو چونکا دینے کیلئے شاید کافی ہو۔ ملاحظہ فرمائیے :

شیعوں کی طرح منکرین تقلید بھی صحابہ کی ایک باوقار جماعت کو طعن وتشنیع اور اپنی باطنی خباثتوں کا نشانہ بنانے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے، ان کے اکابر علماء برملا بعض صحابہ کی شان میں گستاخانہ لب ولہجہ استعمال کرکے ان سے اپنی برارت کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

شیخ عبدالحق بنارسی کا نام کون ہے جو نہیں جانتا، غیر مقلدین کے مشہور ومعروف عمائدین میں سے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں ان کے تشنیع زدہ الفاظ کو تاریخ نے محفوظ کر رکھا ہے، فرماتے ہیں :

"حضرت علی سے جنگ کرکے حضرت عائشہ مرتد ہوچکی تھیں اگر بلا توبہ مریں تو کفر پر مریں [1]

---

[1] کشف الحجاب ص۲۱ مؤلفہ مولانا عبدالرحمن پانی پتی رحمہ اللہ، معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مولانا عبدالرحمن پانی پتی شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب ورع وتقویٰ اور اہل دیانت

اور حیدرآبادی غیر مقلد نواب کی یہ بیہودگی بھی دیکھئے اور سر پیٹئے،

"اس سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ بھی فاسق ہیں، مثلاً ولید اور ایسی ہی بات معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ کے بارے میں بھی کہی جائے گی"[1]

بے چارے حضرت معاویہ خاص طور سے نوابی غصے کے شکار ہوئے، نواب صاحب لکھتے ہیں:

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معاویہ کو ان نفوس مقدسہ پر قیاس کیا جائے، وہ نہ مہاجرین میں سے ہیں نہ انصار میں سے، اور نہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہی میں رہے، وہ تو ہمیشہ آپ سے جنگ کرتے رہے، اور اسلام بھی لائے تو فتح مکہ کے دن ڈر کر، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

ودیانت میں سے ہیں، اسلئے انکی شہادت معتبر اور اہمیت کی حامل ہے، جھوٹ ان سے بعید از قیاس ہے۔
اور اس بنارسی شیخ کی عظمت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ اپنی جماعت میں محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔
اور انکی مدح و توصیف کے قصیدے گائے جاتے ہیں، (تفصیل دیکھئے تراجم اہل حدیث ہند میں)
لیکن صاحب نزہۃ الخواطر کے مطابق یہ شخص ائمہ مجتہدین کے حق میں بڑا جری، فحش گو اور دراز زبان واقع ہوا تھا، اسلئے حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں اس قسم کی بدگوئی اس بنارسی سے مستبعد نہیں سمجھنا چاہئے۔ سنئے صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

"یہ شخص سفر حج میں مکہ پہونچا، وہاں ائمہ مجتہدین کی شان میں نامناسب الفاظ بکے جس کی وجہ سے وہاں کے حکام نے اسے گرفتار کر لیا، لیکن بعد میں رہا کر دیا۔
پھر جب حج کے بعد مدینہ پہونچا تو بعض اختلافی مسائل پر گفتگو کی اور ائمہ مجتہدین کی شان میں پھر [illegible] بکواس کی، اور انکے متبعین احناف و شوافع وغیرہ کو گمراہ قرار دیا اس وقت مدینہ میں شیخ محمد سعید اسلمی مدراسی موجود تھے [illegible] یہ معاملہ ان تک پہونچا، عبدالحق کو معلوم ہوا تو وہاں سے چپکے سے بھاگ نکلا اور جدہ پہونچ کر قیام کیا۔" (ج ۸، ص ۲۲۰)

[1] نزل الابرار (باختصار) ج ۳ ص ۹۴۔

وفات کے بعد انھوں نے حضرت عثمان کو مشورہ دیا کہ حضرت علی، زبیر اور طلحہ کو قتل کر دیں"[1]

اور دل پر پتھر باندھ کر سنئے، ایک منکر تقلید دشمن صحابہ لکھتا ہے:

"وہ مومن صادق جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوگی کبھی معاویہ کی تعریف کو جائز نہیں سمجھے گا، اور ہم اہل سنت وجماعت صحابہ کے بارے میں خاموش رہتے ہیں اور یہی سب سے مامون اور محتاط راستہ ہے، لیکن معاویہ کے حق میں کوئی تعظیمی کلمہ رضی وغیرہ کہا جائے تو اس کیلئے بڑی جرأت چاہئے، اللہ ہمیں بچائے"[2]

حضرت معاویہ کا نام کیا آتا ہے کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور ان کے قلم زہر اگلنے لگتے ہیں، ایک جگہ لکھتے ہیں:

"معاویہ ان بادشاہوں میں سے تھے جنھوں نے مسلمانوں کا خون بہایا، ان کے اموال لوٹے اور زور و قوت اقتدار پر قبضہ کیا"[3]

---

[1] لغات الحدیث، مادہ عثم (مختصراً) [2] صحابہ کی طہارت و عدالت کی دھجیاں اڑانے والوں کو یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہم اہل سنت وجماعت ہیں۔ اچھا تو آپ صحابہ کے بارے میں خاموش رہتے ہیں، اور ابھی کچھ پہلے گالیاں کون دے رہا تھا؟ اور آپ خاموش کیوں رہیں گے؟ صحابہ بھی اگر متوقف فیہ ہو گئے تو آپ کو یہ حدیثیں کس نے سنائیں، یہ حدیثوں کے بڑے بڑے ذخائر کہاں سے آئے، پھر آپ اہل حدیث ہوئے کیسے؟ اگر صحابہ کے حق میں آپ خاموش رہے اور ان کے ایمان اور عدالت کی شہادت نہیں دی تو یہ پورا دین جو کتاب و سنت پر مشتمل ہے سب کا سب نامعتبر اور ناقابل عمل ہو جائے گا۔ خدا نے عقل دی ہے تو عقل کے [illegible]! اس سے بھی کام لو۔ [3] لغات الحدیث مادہ عثم،
[4] ہدیۃ المہدی ص ۱۰۲، ارے تم کیا جانو امیر معاویہ کیا تھے؟ ابن عباس، ابوالدرداء اور مجاہد سے پوچھو، یہ لوگ بتائیں گے کہ امیر معاویہ کون تھے! اچھا چلو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس،

افسوس! آج مومن کتنا بے بس ہو چکا ہے، مسلمانو! تمہارے آقا زادگی کو
فاسق و فاجر کہا جا رہا ہے تمہارے خون میں گرمی کیوں نہیں پیدا ہوتی؟ تمہارے
ایمان کی حرارت کہاں چلی گئی، مسلمانوں کی لمبی چوڑی دنیا میں کوئی ایک بھی مرد
مومن کیوں نہیں پیدا ہوا جو اس حیدرآبادی کی زبان کھینچ لیتا، تمہاری ماں
عائشہ کو مرتد و کافر تک کہا گیا، آخر تمہیں طیش کیوں نہیں آتا؟ اور حیدرآبادی
کو بھیجے جی اس کے کیفر کردار تک کیوں نہیں پہونچایا گیا؟
قارئین فیصلہ کریں ان میں اور شیعوں میں کس حد تک توافق ہے؟ کیا یہی منہج
سلفی ہے؟ کیا اسی شیعیت کا نام تم نے سلفیت رکھ لیا ہے بس لوہ جھوٹ اور
نفاق ہے، تلبیس اور تدلیس ہے۔ کیا ابھی ضرورت باقی ہے کہ علماء امت کی رائیں
اور ان سے پوچھیں کہ امیر معاویہ صحابہ و تابعین کی نظر میں کیسے تھے؟ ابن تیمیہ آپکو بتائیں گے:

"حسن سیرت، عدل و احسان میں امیر معاویہ کے فضائل و مناقب
بے شمار ہیں، صحیح میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا: کیا آپ کو
معلوم ہے کہ امیر المومنین معاویہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں، ابن عباس
نے فرمایا: وہ ٹھیک کرتے ہیں، وہ خود فقیہ ہیں، اور ابوالدرداء کہتے ہیں:
تمہارے اس امام یعنی معاویہ سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز
کی نقل کرنے والا میں نے نہیں دیکھا، چنانچہ امیر معاویہ کے فقہ و دین
کی شہادت صحابہ نے دی، فقہ معاویہ کی شہادت تو ابن عباس نے اور
حسن صلوٰۃ کی ابوالدرداء نے دی، اور دونوں اپنی آپ نظیر ہیں، ان
کی موافقت میں آثار مروی ہیں" (منہاج جلد ۳ ص ۱۸۵) اور
مجاہد کہتے ہیں کہ: اگر تم معاویہ کو پالیتے تو کہتے کہ مہدی یہی ہیں۔ (ایضاً ص ۱۸۶)

بیان کی جا رہی ہیں تو سنئے:

"تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ صحابہ پر تبرا کرنے والا
زندیق اور منافق ہے"[1]

امام سرخسی فرماتے ہیں:

"جو صحابہ کو طعنہ دے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے، اس کا علاج اگر
توبہ نہ کرے تو صرف تلوار ہے"[2]

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"وہ بدترین زندیق ہے"[3]

نیز فرماتے ہیں:

"نصوص صحیحہ سے ثابت ہے کہ عثمان و علی، طلحہ و زبیر و عائشہ یہ سب
اہل جنت میں سے ہیں، بلکہ صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جن لوگوں
نے تحت الشجرہ بیعت کی وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے، ابو موسیٰ
اشعری، عمرو بن العاص اور معاویہ بن ابی سفیان یہ لوگ صحابہ میں سے
ہیں اور ان کے بڑے فضائل و محاسن ہیں"[4]

ترمذی میں عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم ایسے لوگوں کو
دیکھو جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو لعنة الله على شركم"[5]

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، دیکھو میرے بعد ان کو

۱؎ الکبائر للذہبی ص ۲۳۹ ۲؎ اصول سرخسی ج ۲ ص ۱۳۴ ۳؎ فتاویٰ ج ۴ ص ۱۴۲
۴؎ ایضاً ص ۴۲۲ ۵؎ ترمذی

...ف عقیدہ بنا لینا" ۔ لہ

ایک حدیث میں ارشاد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کو صحابہ سے بغض ہے اسے درحقیقت مجھ سے بغض ہے، جس نے ان کو ایذا پہونچائی تو درحقیقت اس نے مجھے ایذا پہونچائی، اور جس نے مجھے ایذا پہونچائی تو درحقیقت اس نے اللہ کو ایذا پہونچائی اور جس نے اللہ کو ایذا پہونچائی اسکی ہلاکت میں کیا شک ہے" ۔ ٹہ

یہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان پر تبرا کرنے والوں کے حق میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ، اور غیر مقلدین اس عقیدہ سے میلوں دور ہونے کے باوجود جب اپنا انتساب اہل سنت اور اسلاف کی طرف کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جی ہاں سارے بدعتیین یہی دعوی کرتے ہیں کہ وہ اہل سنت ہیں اور اسلاف کے مذہب پر ہیں جب کہ ان کو سنت و اسلاف سے دور کا بھی علاقہ نہیں ہوتا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے :

"یہ لوگ اپنے مدعوین کو تشیع کی دعوت دیتے ہیں اور روافض نے جن چیزوں کو واجب کیا ہے ان کی پابندی اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام سمجھنے کی تاکید کرتے ہیں، پھر اس کے بعد وہ لوگ ان کو آہستہ آہستہ اسلام سے نکال کر ہی دم لیتے ہیں"

یقیناً ان لامذہبیوں کی تخریبی دعوتوں کا یہی مقصد ہے، یہ لوگ اپنی مفسدانہ تحریکوں کو سلفیت کے خوبصورت باس میں پیش کرکے امت اسلامیہ کے سادہ لوح مسلمانوں کو دین سے پھیرنے اور ایمان سے خالی کرنے اور انھیں منہج سلفی سے ہٹا کر منہج شیعی اور الحاد و اباحیت پر لانے کا کاروبار کرتے ہیں، اور کل جو دھندا شیعہ، خوارج

لہ مکمل حدیث ترمذی میں موجود ہے، وہاں دیکھا جائے۔

ٹہ ترمذی

...جو فساد کیا کرتے تھے وہ آج اس فرقے نے سنبھال لیا ہے اور اس طرح ان کو غیر مقلدین سے کافی تقویت پہونچ رہی ہے۔

...کی بات یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین نے کوئی اور جرم نہ کیا ہوتا تو یہی ایک جرم صحابہ کی شان میں بدزبانی کا اتنا عظیم ہے کہ ان کو ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کے لئے کافی تھا لیکن سیکڑوں قسم کی ضلالتوں میں مبتلا ہونے کے باوجود دعوی رہی ہے کہ ہم ہی اصلی مسلمان ہیں۔

غیر مقلدین کی تفسیروں میں اعتزال اور نیچریت

قرآن کریم اللہ کی پاک کتاب ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو اسے سنایا، اور اس کے معانی و مفاہیم کی تشریح کی، اور صحابہ نے جو کچھ سنا تھا من وعن امت تک پہونچا دیا، چونکہ صحابہ درسگاہ نبوی کے اولین بلاواسطہ تلامذہ تھے، نبوت کی گود میں پرورش پائی تھی، اور اسی کے زیر سایہ کتاب و سنت کے علوم حاصل کئے، اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کتاب و سنت کا سب سے وسیع و عمیق علم رکھنے والے یہی صحابہ تھے، اب ان کے بعد جس نے کتاب و سنت کے سمجھنے میں صحابہ کی شاگردی کی اور ان کا دامن تھام لیا، وہ سعادت سے بہرہ ور ہوا اور جس نے صحابہ سے ہٹ کر کوئی راہ اختیار کی وہ بہکا، بھولا، اور گمراہ ہوا، تا آں کہ ہلاک ہوگیا۔

اسی لئے علماء اسلام نے قرآن کی تفسیر بالرائے کو نہ صرف یہ کہ حرام قرار دیا ہے بلکہ اعظم محرمات میں شمار کیا۔

چنانچہ جو حضرات فرق ضالہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ انکی گمراہی کا اہم ترین سبب یہ تھا کہ انھوں نے دین فہمی میں منہج صحابہ اور طریق سلف سے

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم۔

(۲) جمہور: پھر ظالموں نے بات بدل ڈالی اس کے خلاف جو ان سے کہی گئی تھی۔

مولوی ثناء اللہ: جو تعمیل تو کی استغفار کا حکم دیا گیا تھا اس کی ان لوگوں نے مخالفت کی۔

بلاشبہ مولانا کی یہ تفسیر اہل سنت وجماعت کی تمام تفسیروں کے خلاف ہے، اور صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے، بخاری، مسلم اور احمد وغیرہم نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا، دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اور کہتے جاؤ۔ حطۃ: اے اللہ بخش دے، لیکن جب داخل ہوئے تو بجائے سجدہ کرنے کے اپنی سرینوں پر پھسلنا شروع کر دیا، اور "حطۃ" کے بجائے "حبۃ فی شعرۃ" کہنے لگے۔

(۳) فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون۔

جمہور: پھر ہم نے ظالموں پر ان کی عدول حکمی کی وجہ سے آسمان سے عذاب اتارا

مولوی ثناء اللہ: ای حرمناھم بفسقھم لقولہ تعالیٰ فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ (یعنی ہم نے ان کو ان کے فسق کی وجہ سے محروم کر دیا، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ یہ ارض مقدس ان کے اوپر چالیس برس کیلئے حرام کر دی گئی ہے۔)

یہ تفسیر بھی جمہور کے خلاف ہے۔ صحیحین میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تصریح موجود ہے، الرجز ھو الطاعون۔ (رجز طاعون کو کہتے ہیں)

(۴) علم اللہ انکم تختانون انفسکم۔

جمہور: اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہو، یعنی راتوں کو عورتوں کے پاس جا کر حکم الٰہی کی مخالفت کر کے تم اپنے آپ کو گنہگار کرتے ہو، جس سے تمہارے نفس مستحق عقاب ہوتے ہیں، اسی لئے آگے فرمایا گیا، فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن، یعنی اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تم کو

انحراف کیا، خواہشات کی اتباع کی اور اپنی رائے پر ضرورت سے زیادہ اعتماد کیا، سب سے زیادہ اپنی عقل ودانش پر بھروسہ کرنے والے یہ معتزلہ اور دوسرے گروہ جو کتاب وسنت کی تفسیر بالرائے ہی کی وجہ سے جادۂ مستقیم سے بھٹکے اور گمراہ فرقوں میں سرفہرست شمار کئے گئے۔

اور آج یہ نیا طبقہ غیر مقلدین کا وجود میں آیا ہے جو فرق ضالہ کے نقش قدم پر چل کر سلف سے ہٹ کر اپنی رائے اور اپنے اجتہاد سے قرآن کی تفسیر کر رہا ہے، لیجئے اس جماعت کے شیخ الاسلام علامہ ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری کی عربی تفسیر سے تفسیر بالرائے کے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے[1]، جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس طائفہ کے اندر اعتزال اور نیچری ذہنیت کس حد تک کارفرما ہے؟

(۱) وظللنا علیکم الغمام

جمہور: ہم نے تم پر ابر کا سایہ کر دیا

مولوی ثناء اللہ: ہم نے تم پر موسلا دھار بارش برسائی

اور جمہور کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چونکہ بنی اسرائیل میدان تیہ میں چالیس سال تک مقیم رہے اس لئے سایہ معروف کیسے مراد لیا جا سکتا ہے"۔

بلاشبہ یہ تفسیر بالرائے ہے، جمہور مفسرین نے یہاں ظل معروف ہی مراد لیا ہے اور جہاں تک اس کے ممکن ہونے کا سوال ہے تو یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

---

[1] ہم نے اس سلسلے میں "الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذہب المحدثین" پر اعتماد کیا ہے، اس نام کی کتاب ایسے بزرگ عالم کی تالیف ہے جو اس جماعت میں بھی بنظر وقار واعتبار دیکھے جاتے ہیں، مؤلف نے اس میں ایسے چالیس مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں مفسر امرتسری نے جمہور امت اور منہج سلف سے اختلاف کیا ہے۔

معاف فرمادیا، اور آئندہ اجازت دیدی کہ اب مباشرت کرو۔

لیکن مولانا امرتسری لکھتے ہیں: "تم عورتوں سے دور رہ کر اپنی جانوں کے حقوق میں کمی کرتے ہو"۔ کیا تفاوت ہے دونوں تفسیروں میں؟

(۵) حتی یأتینا بقربان تأکله النار۔

جمہور: تاآنکہ وہ ہمیں قربانی دے جسے آسمانی آگ کھا جائے۔

مولوی ثناء اللہ: جسے کاہن اپنی آگ سے جلادے، اور تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے آسمانی آگ مراد لی ہے، کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ یہ آسمان کی قید کہاں سے ماخوذ ہے:

اور میں پوچھتا ہوں یہ کاہن کی قید کہاں سے ماخوذ ہے، البتہ آسمان کی قید صحیحین کی اس روایت سے ثابت ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نبی نے غزوہ کیا، اللہ نے انھیں فتح نصیب فرمائی، اموال غنیمت جمع کئے گئے، اور آگ آئی تاکہ کھا جائے۔

(۶) ما فرطنا فی الکتاب من شئ

جمہور: ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

لیکن مولوی ثناء اللہ امرتسری نے "کتاب" کی تفسیر بعقل خویش "علم" سے کی ہے صرف یہیں نہیں قرآن میں جہاں کہیں "کتاب" یا "لوح محفوظ" کا لفظ آیا ہے ہر جگہ اس کی تفسیر مولانا صاحب نے "علم" ہی سے کی ہے، گویا انھیں کتاب اور لوح محفوظ کا وجود تسلیم نہیں، اور یہ انکار بلاشبہ اہل سنت وجماعت کے مسلک وعقیدے کے بالکل برخلاف ہے۔

(۷) یوم یأتی بعض آیات ربك لاینفع نفسا ایمانها

جس دن تیرے رب کی ایک نشانی آئے گی کسی کو اس کا ایمان لانا کام نہ آئیگا۔

مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں۔ یہاں نشانی سے مراد موت ہے۔

جمہور کے نزدیک نشانی سے مراد سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا ہے جیسا کہ صحیحین میں ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

گویا مفسر امرتسری کو معتزلہ کی طرح مغرب سے طلوع شمس بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

(۸) الوزن یومئذ الحق۔ اور تول اس دن صحیح ہوگی۔

مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں: مطلب ہے کہ اعمال کی مقدار صحیح ہوگی چاہے جس طریقے سے ہو، گویا مفسر امرتسری کو معتزلہ کی طرح وزن اعمال سے انکار ہے۔

جمہور کہتے ہیں: اعمال تولے جائیں گے، اور میزان حق ہے، چنانچہ حدیث بطاقہ میں ہے: فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی کفة۔ سارے دفاتر ایک پلڑے میں رکھ دیے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا دوسرے پلڑے میں۔ اس حدیث سے نیز دیگر حدیثوں سے اعمال کا تولا جانا صریح لفظوں میں ثابت ہے۔

(۹) وکتبنا له فی الالواح من کل شئ موعظة وتفصیلا لکل شئ۔

ہم نے اس کو تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھدی۔

مولوی ثناء اللہ لکھتے ہیں، کتبنا ای امرنا بکتابة الاحکام۔ یعنی ہم نے کتابت احکام کا حکم دیا۔ گویا مولوی امرتسری اللہ کیلئے صفت کتابت سے انکار کرتے ہیں جو جہمیہ اور معطلہ کا طریق ہے۔

لیکن جمہور جو کہ صفات کے منکر نہیں، اس لئے ان کے یہاں "کتبنا" اپنے حقیقی معنی پر استعمال ہوا ہے، بخاری شریف کی ایک حدیث میں جو موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آئی ہے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

خط لك التوراة بيده۔ اللہ نے آپ کیلئے توریت اپنے ہاتھ سے لکھی

نیز طبرانی نے کتاب السنۃ میں ابن عمرؓ سے ایک روایت ذکر کی ہے، جس کے

الفاظ یہ ہیں :

خلق اللہ آدم بیدہ و خلق جنۃ عدن بیدہ و کتب التوراۃ بیدہ (الحدیث)

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، اور جنت عدن کو بھی اپنے ہاتھ سے بنایا اور توریت کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔

(۱۰) للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ۔

بھلے کام کرنے والوں کیلئے بھلی جگہ اور اس سے زیادہ کچھ اور بھی ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں، "زیادہ" سے مراد یہ ہے کہ ان کے ان کے اعمال سے زیادہ ثواب عطا ہوگا۔

جب کہ جمہور اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس سے مراد حق تعالیٰ کا دیدار ہے، جیسا کہ متعدد احادیث صحیحہ مرفوعہ اور بہت سے صحابہ و تابعین سے اس کی یہی تفسیر منقول ہے۔

گویا مفسر امرتسری کو جمہور کی تفسیر پسند نہیں آئی، غالباً دیدار الٰہی انہیں تسلیم نہیں، جیسا کہ جہمیہ، معتزلہ اور خوارج منکر رویت ہیں۔

(۱۱) وکان عرشہ علی الماء۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا۔

مفسر امرتسری نے عرش کا انکار کرتے ہوئے یہ تفسیر کی ہے: ای حکومتہ۔ یعنی اس کی حکومت تخلیق ارض و سماوات سے پہلے پانی پر تھی۔

اسی طرح۔ ذو العرش۔ کی تفسیر۔ مالک الملک۔ سے کی ہے۔

جب کہ عرش کی یہ تفسیر جمہور مفسرین اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے خلاف ہے، ابن ماجہ اور رزین کی روایت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے:

وخلق عرشہ علی الماء اور حق تعالیٰ نے اپنے عرش کو پانی کے اوپر پیدا فرمایا۔

ظاہر ہے یہاں عرش سے حکومت مراد لینا کسی طرح ممکن نہیں، نیز قرآن کی یہ آیت بھی کسی طرح اس تفسیر کو قبول نہیں کرتی۔ ارشاد ربانی ہے:

وتری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم

اور آپ ملائکہ کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوں گے۔

(۱۲) فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سافلھا۔

پھر جب ہمارا حکم پہونچا تو ہم نے ان بستیوں کو تہ و بالا کر دیا۔

مولوی ثناء اللہ فرماتے ہیں: "ای اسقطنا سقف بیوتھم علیھم" یعنی ہم نے ان کے اوپر ان کے گھروں کی چھتیں گرا دیں، یہ تفسیر مفسرین اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والمؤتفکۃ اھویٰ اور اس نے الٹی بستی کو پٹک دیا

(۱۳) وندخلھم ظلاً ظلیلاً اور ہم ان کو گھنی چھاؤں میں داخل کریں گے۔

مفسر امرتسری کو چوں کہ جنتی سائے سے انکار ہے اس لئے یہ تفسیر کرتے ہیں۔

ای نعماء دائمۃ یعنی دائمی نعمت میں داخل کریں گے۔

اور اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں:

"اس لئے کہ ظل معروف آفتاب پر موقوف ہے، اور وہاں جب آفتاب نہ ہوگا تو سایہ کا وجود کیسے ممکن ہے؟"

اسی طرح "وظل ممدود" کی تفسیر "کبھی ختم نہ ہونے والی نعمت" سے کرتے ہیں۔

یہ تفسیر بھی جمہور امت کے خلاف ہے، صحیحین میں روایت موجود ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال تک چل کر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا، اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔

"وظل ممدود" (الحدیث)

(۱۴) واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم۔

اور جب ان پر قیامت آن پڑے گی تو ہم ان کے سامنے ایک جانور زمین سے

بجائیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ مفسر امرتسری کو دابہ کا خروج تسلیم نہیں اسلئے وہ دابہ سے نبی مراد لیتے ہیں، فرماتے ہیں: ای نبعث فیہم نبیہم یشہد علیہم۔ یعنی ہم ان کے اندر ان کے نبی کو بھیجیں گے جو ان پر گواہی دے گا۔

حیرت کا مقام ہے کہ جس شخص کی عقل خروج دابہ کو تسلیم نہیں کرتی وہ قیامت کو کیسے تسلیم کرتی ہے؟ جبکہ قیامت نام ہی ہے زمین و آسمان کے پھٹنے پہاڑوں کے فضاؤں میں اڑنے اور ایک صور میں تمام نظام عالم کے درہم برہم ہوجانیکا۔ جی ہاں! جو لوگ عقل کی تقلید کرتے ہیں وہ اسی طرح ضلالت کی وادیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے اور ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔

(۱۵) والبیت المعمور — بیت معمور کی قسم

مولوی ثناء اللہ فرماتے ہیں: بیت معمور سے مراد مساجد ہیں لیکن یہ تفسیر بھی جمہور مفسرین کے خلاف ہے، حدیث صحیح میں ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بیت معمور ساتویں آسمان پر ہے، روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، اور جو فرشتے ایک بار داخل ہو جاتے ہیں وہ دوبارہ داخل نہیں ہوتے، اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔" [1]

یہی طرز تفسیر مولوی ثناء اللہ امرتسری کا پورے قرآن میں ہے، جہاں معجزات، خرق عادت امور اور صفات باری کا مسئلہ آیا، بس بحر ظلمات میں عقل کے گھوڑے دوڑائے اور اپنی رائے اور ذہنی اپج کے آگے کسی صحیح حدیث کو قابل اعتنا کیا سمجھا جاتا جب قرآن کی قطعی آیتوں اور صحیحین کی صریح حدیثوں کو ہی ٹھکرا دیا گیا۔

---

[1] فیصلہ مکہ ص ۱۳

نجد و حجاز میں جب یہ تفسیر پہونچی تو وہاں کے مقتدر علماء نے اسے دیکھتے ہی رد کر دیا اور مولوی ثناء اللہ کو توبہ و استغفار کرنے کا خیر خواہانہ مشورہ دیا، مگر ظاہر ہے جو عقل کو اپنا رہبر بناتا ہو وہ کبھی نقل سے رام نہیں ہو سکتا، اسلئے اہل عرب علماء کی نصیحت کارگر نہ ہوئی، اور یہ مولوی صاحب اپنی ضد اور معاندانہ روش پر قائم رہے، بالآخر علماء عرب نے فتویٰ دیا کہ یہ ثناء اللہ (جو غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ہیں) کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے، ہندوستان کے علماء بھی خاموش نہیں رہے بلکہ اس شخص کے زیغ و ضلال اور مذہب سلف سے انحراف کا فتویٰ صادر فرمایا،

لیجیے بعض فتاوے آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

نجد و حجاز کے قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد کہتے ہیں:

"میں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر قرآن مجید کو دیکھا اس میں کئی ایک آیات کی تفسیر میں مولوی صاحب متکلمین کے نقش قدم پر چلے ہیں، جیسے "استویٰ علی العرش" کی تاویل اور علاوہ ازیں دوسرے مسائل جو طریقۂ اہلسنت اور طریقۂ اہل حدیث کے خلاف ہیں.... .... میں نے ان کو اہل حدیث اور اہل سنت کے مذہب و مسلک کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی مگر باوجود ان سب باتوں کے انھوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔" [1]

قاضی ریاض شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اپنے فتوے میں فرماتے ہیں:

"میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر دیکھی، اس کو پڑھا، چنانچہ آیات صفاتِ الٰہی کے متعلق جو کچھ انھوں نے لکھا ہے اس کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ نے مسئلہ صفات میں گمراہ مبتدعین کی روش

---

[1] الہامات ۱۶

اختیار کی ہے جو اہل سنت و جماعت اور محدثین کے مذہب کے سراسر خلاف ہے، بلکہ انھوں نے اپنی تفسیر میں فرق باطلہ حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر دیا ہے، اس لئے اس تفسیر سے اقتدا و استناد جائز نہیں، اور اس مولوی کی نہ شہادت قبول ہوگی اور نہ امامت درست ہوگی، میں نے اس مولوی پر حجت قائم کر دی لیکن اسے اپنی بات پر اصرار ہے، اس لئے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے[1]

مسلک دیوبند کے ترجمان حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مولوی ثناء اللہ کی یہ تفسیر دراصل قدیم مفسرین کی تفاسیر اور احادیث صحیحہ میں وارد تفسیروں کے خلاف ہے۔"[2]

مفتیان دار العلوم دیوبند اپنے اجتماعی فتوے میں فرماتے ہیں:

"درحقیقت یہ تفسیر نہیں تحریف ہے، اور مولوی ثناء اللہ کو ائمہ سلف و خلف کی تفاسیر اور مذہب اہل سنت و جماعت سے اختلاف اور معتزلہ و خوارج کی آراء سے اتفاق ہے"[3]

یہ ہیں علماء اہل سنت و جماعت کی آراء اس تفسیر کے بارے میں، جسے غیر مقلدین طبقے میں ایک زبردست قابلِ فخر علمی کارنامہ تصور کیا جاتا ہے، اور جس کے مصنف کو قدر و منزلت کے اس مقام بلند پر بٹھایا جاتا ہے کہ اچھے اچھوں کی پگڑیاں سرک جائیں۔ صاحب۔ جہود مخلصہ، عبد الرحمٰن فریوائی نے ان کی شان میں جو القاب استعمال کئے ہیں وہ ان کی شخصیت کے بہت باعظمت اور قد آور ہونے کا تاثر دیتے ہیں، سماعت فرمائیے فریوائی صاحب کے الفاظ:

"شیخ الاسلام، یگانۂ روزگار، داعیٔ کبیر، حامل لواء سنت، نادم آخر

---

[1] فیصلہ مکہ ص ۱۲ [2] الاربعین ص ۵۲ [3] ایضاً ص ۵۵

قلعۂ اسلام کا دفاع کیا، تمام کافر و باطل فرقوں سے مناظرے کئے، سنت و سلفیت کی نشر و اشاعت میں سعی بلیغ فرمائی، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، اور عربی اور اردو دونوں زبانوں میں قرآن کی متعدد تفسیریں لکھیں۔

وہی عربی تفسیر جس کے بعض نمونوں کی زیارت سطور بالا میں ابھی ابھی آپ نے کی، انھیں دیکھنے کے بعد "جہود مخلصہ" کی مذکورہ بالا توصیف و تعریف بے جان اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے، بلکہ یہ سارا بیان "نام برعکس نہند زنگی را کافور" کی قبیل سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اعتزال و خروج، رفض و تشیع، الحاد و حلول، دہریت و نیچریت کا نام ان کی اصطلاح میں سلفیت رکھ دیا گیا ہے، اور انھیں نظریات کی اشاعت کا نام ان کے عرف میں اشاعت سنت قرار پایا ہے، اور کیوں نہ ہو پرچھا خود کو نمبر ایک کا سنی کہتا ہے، اگر ہمارے غیر مقلدین حضرات خود کو اہل حدیث، اہل سلف اور اہل سنت کہتے ہیں تو کون سی تعجب کی بات ہو گئی؟

لیکن یہ بھی یاد رکھئے کانٹے کو پھول کہدینے سے پھول نہیں بن جائے گا، کانٹا کانٹا ہی رہے گا، تاکہ اسے حسن و رعنائی اور نزاکت و نعومت کا تاثر دینے والے الفاظ سے یاد کیا جائے، بعینہ اسی طرح اعتزال و خروج اور رفض و تشیع کو سنت و سلفیت جیسے پاکیزہ اور مقدس نام دینے سے یہ باطل نظریے قابل احترام نہیں بن سکتے۔

سچ تو یہ ہے کہ ان کے مذہب کی اصل بنیاد ہی رد تقلید و رد مقلدین پہ ہے، اگر آپ تقلید کے منکر اور مقلدین کے سخت دشمن ہیں تو آپ ان کے ٹولے میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ سو قتل معاف، لیکن اگر خدانخواستہ آپ نے یہ نیکی نہیں کی ہے اور دنیا بھر کی ساری نیکیاں اپنے اعمالنامے میں جمع کر رکھی ہیں تو

یہی وجہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ سب کچھ کے باوجود شیخ الاسلام رہے، اور غلام احمد قادیانی سب کچھ کے باوجود مسلمان ہے اس لیے کہ وہ غیر مقلد تھا۔ بلاشبہ مولوی ثناء اللہ نے قادیانیت کے رد میں کتابیں لکھیں مگر کیا فائدہ؟ کہ سارا زور قلم صرف کرکے بھی اس وقت کو مسلمان سمجھتے رہے۔ [۱]

شیخ ابن عبدالوہاب کے عقائد پر غیر مقلدین کا رد و نقد

مؤلف "جموح مقلد" کا یہ بیان کیسا مغالطہ آمیز ہے؟

"تحریک اہل حدیث، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب، شوکانی نیز شاہ ولی اللہ دہلوی کی احیاء دین سلف کی تحریکوں کا سنگم ہے" [۲]

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی یہ مدح و توصیف اور ان کے حق میں یہ حسن ظن کہ ان کی دعوت کا مقصد دین سلف کو امت میں از سر نو زندہ کرنا تھا، اس وقت سے پیدا ہونا شروع ہوا جب سے عرب کے لق و دق صحراؤں میں غلہ پانی کے بجائے تیل کے چشمے

---

۱ مولوی ثناء اللہ امرتسری بعض خرافات کے سلسلے میں اپنے ایک معاصر کو ہدف تنقید بناتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان لوگوں کے نزدیک "سنی" کا دائرہ اس قدر تنگ ہے کہ غیر مسلم تو اس کی تعریف سے بداہۃً خارج ہی ہے، مگر فرق اسلامیہ روافض، خوارج، معتزلہ، جہمیہ اور قادیانیہ بھی "سنی" کی تعریف میں داخل ہونے سے رہ گئے۔" (مظالم الرود بری ص ۳۷ مؤلفہ مولوی ثناء اللہ)

۲ ہندستان میں مسلمانوں کے کسی مکتب فکر کے علماء نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید پر اس اہتمام سے رد و نقد نہیں فرمایا جس اہتمام اور دلچسپی سے لامذہبی اور بریلوی فرقوں کے اہل علم نے اسے ہدف تنقید بنایا ہے، ان دونوں فرقوں نے "کتاب التوحید" کی بخیہ ادھیڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

ابھرنے لگے اور ملک کی اقتصادی حالت میں زبردست انقلاب برپا ہوا، ورنہ اس سے پہلے محمد بن عبدالوہاب بے چارہ اس طائفہ کے نزدیک اہل سنت وجماعت سے خارج، تقلید کا ایک مجرم تھا، اور اس کے اعتقادات ہدف تنقید بنائے جانے کے سزاوار تھے۔ یہ نواب وحیدالزماں حیدرآبادی ہیں جنھوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے اعتقادات کے رد میں ایک مستقل فصل ہی قائم کر دی ہے، لیجیے ملاحظہ فرمالیجیے فرماتے ہیں:

"فصل: متاخرین میں سے ہمارے ایک بھائی [۱] نے شرک کے معاملہ میں بڑی شدت برتی جس کی وجہ سے دائرۂ اسلام اتنا تنگ ہوگیا کہ اکثر مکروہ و محرمہ بھی شرک کی حد میں داخل ہوگئے پس اگر ان کا مقصد اس سے شرک عملی یا شرک اصغر یا سد ذرائع ہے تو حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انھیں معاف کرے، ورنہ وہ دین میں بے جا شدت و غلو اختیار کرنے والے شخص ہیں۔ ارشاد باری ہے: لا تغلوا فی دینکم دین میں غلو مت کرو۔ دین میں غلو اور بے جا شدت تو بے دین خارجیوں کا خاصہ ہے۔" [۲]

---

۱ یہاں حاشیے پر یہ توضیحی نوٹ بھی موجود ہے:

"یہ وہ شیخ عبدالوہاب ہیں جنھوں نے ان امور کو شرک اکبر قرار دیا ہے .... اور "تقویۃ الایمان" میں اکثر امور میں مولانا اسمٰعیل شہید نے انہی کی اتباع کی ہے ... اور سلیمان بن عبدالوہاب نے اپنے بھائی محمد بن عبدالوہاب کا ان امور میں رد کیا ہے، اور ان کا یہ رسالہ مشہور و معروف ہے۔"

۲ مطلب یہ ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نے ان امور میں ان خوارج کی روش اختیار کی ہے جنھوں نے باری تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر دین سے نکل جانا پسند کیا۔

علما کی بات چھوڑیے، کسی عام مسلمان نے بھی شیخ ابن عبدالوہاب پر اتنا خطرناک الزام نہیں لگایا ہے۔

"ہم اس فصل میں ان امور پر اجمالاً متنبہ کریں گے، جس سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے اہل حدیث برادران ان غلطیوں سے محفوظ رہیں۔ واللہ العاصم وہو الہادی الی سبیل الرشاد"۔[1]

پھر اس کے بعد نواب وحید الزمان نے بہت سے امور پر گفتگو فرمائی ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ نے ناروا شدت اختیار کرتے ہوئے ان امور کو شرک ٹھہرا دیا ہے، جب کہ دراصل وہ شرک نہیں ہیں۔ نواب صاحب کی گفتگو تو بہت طویل ہے ہم کہاں تک تلخیص کریں، بعض نمونے ملاحظہ فرما لیجئے۔

فرماتے ہیں:

"شیخ ابن عبدالوہاب کہتے ہیں کہ مشکل کشائی اور حاجت روائی اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و رضا، اس کے اذن و حکم اور فیصلے سے ہو انبیاء اور اولیاء کی شان کے خلاف ہے اور جس کا یہ اعتقاد ہو وہ مشرک ہے"،

نواب صاحب اس پر نقد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ وہ لوگ اپنے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم، اس کے فیصلے اور مشیت سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں .....

...... اور حدیث ابدال میں آیا ہے کہ میری امت میں ابدال تیس کی تعداد میں رہتے ہیں، انہی کی بدولت دنیا قائم ہے اور انہی کے طفیل بارش ہوتی ہے اور لوگوں کو فتح و نصرت جو حاصل ہوتی ہے وہ بھی انہی کا صدقہ ہوتی ہے .... ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب کسی کا کوئی جانور کسی جنگل میں کھو جائے تو اسے چاہئے کہ پکارے۔ یا عباد اللہ اعینونی۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اس لئے اگر کوئی شخص انبیاء و صالحین کے حق میں اس قسم کا اعتقاد رکھے تو اس سے شرک لازم نہیں آتا"۔[2]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۲۹ [2] ایضاً ص ۳۰ و ۲۷ (اختصار کے ساتھ)

فرماتے ہیں:

"شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و صلحاء کی قبروں کو چھونے، بوسہ دینے اور اس کے ارد گرد طواف کرنے کا حکم دیا ہے جو بتوں کا ہے، ایسی قبروں کو منہدم کرنا، ان کو اکھاڑ پھینکنا اور ان کی توہین کرنا واجب ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا سے استدلال کرتے ہیں، وہ دعا یہ ہے:

اللهم لاتجعل قبري وثنا يعبد۔ اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنائیو جس کی پرستش ہو"

نواب صاحب اس کے رد میں فرماتے ہیں:

"ہم کہتے ہیں کہ شارع نے دین میں انبیاء و صلحاء کی قبروں کی تعظیم باقی رکھی ہے، اس کی تحقیر و توہین جائز نہیں، بھلا بتائیے اگر عوام کعبہ، حجر اسود، نیز صفا اور مروہ کی پرستش شروع کر دیں تو کیا اس شخص کے نزدیک ان کو توڑنا، اکھاڑنا، اور ان کی توہین کرنا جائز ہوگا!"[1]

نیز فرماتے ہیں:

"شیخ ابن عبدالوہاب کہتے ہیں: جس شخص نے نبی یا غیر نبی کو اپنا ولی اور شفیع گمان کیا تو وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں"۔

اس پر نقد فرماتے ہوئے نواب صاحب عرض کرتے ہیں:

"میں کہتا ہوں، یہ علی الاطلاق درست نہیں .... اور جب نبی کا مومنین کے لئے ولی اور شفیع ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو یہ اعتقاد علی الاطلاق شرک کیسے ہو سکتا ہے؟"[2]

---

[1] ہدیۃ المہدی ص ۲۸ [2] ایضاً ص ۲۹

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں :

"محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ ہے کہ جو شخص نبی کی قبر کی تعظیم کرے اور اس کے پاس نماز کی طرح دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو اور اس سے شفا اور دعا کا طالب ہو تو وہ مشرک ہے۔"

اور اس کے رد میں فرماتے ہیں :

"میں کہتا ہوں یہ وہ غلو ہے جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے، ہمارے شیوخ ذہبی، سبکی، ماوردی اور ابن الہمام وغیرہم نے آداب زیارت کے ذیل میں یہ تصریح کی ہے کہ زائر کو قبر کے پاس اس طرح کھڑا ہونا چاہئے جس طرح وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے ...... اس وقوف کو سلف میں سے کسی نے شرک نہیں کہا"[1]

نواب صاحب لکھتے ہیں :

"شیخ محمد بن عبد الوہاب کا مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کے ارادے سے رخت سفر باندھے، قبر کا طواف کرے، قبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرے، اس کو بوسہ دے، قبر پر چراغاں کرے، اس کے پانی کو متبرک سمجھے، وہاں سے الٹے پاؤں لوٹے، چادر اوڑھائے، جدار کعبہ کے سوا کسی دیوار سے چہرہ یا رخسار چپکائے[2]، جھاڑو لگائے، فرش بچھائے یا غیر اللہ کو۔ یا محمد۔ یا عبد القادر یا حداد۔ کہہ کر پکارے، بہر صورت وہ مشرک و کافر ہے۔"

اور اس کے رد میں فرماتے ہیں :

---

[1] ایقاظ ۳۰ [2] اس موقع پر حاشیے میں یہ نوٹ تحریر ہے۔ ذرا اس شخص سے کوئی پوچھے کہ اگر کوئی شخص مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ یا کسی اور مسجد کی دیواروں سے اپنا چہرہ اور رخسار لگائے اور چپکائے تو وہ کافر و مشرک ہوگا یا نہیں ؟ مشائخ عرب جواب دیں۔

"میں کہتا ہوں، یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے، اس لئے کہ صحابہ و تابعین کے زمانہ سے مدینہ کے علاوہ کی طرف شد رحال کا سلسلہ چلا آرہا ہے، حتیٰ کہ حضرت ابوہریرہ نے جبل طور کی زیارت کے لئے سفر کیا، بہت سے علماء سلف و خلف مثلاً امام الحرمین، غزالی، سبکی، ابن حجر مکی، ابن ہمام، حافظ ابن حجر اور نووی وغیرہم نے قبور انبیاء و صلحاء کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو جائز قرار دیا ہے[1]۔ کیا یہ سب کے سب کافر و مشرک تھے ؟ اس شخص کے مذہب پر ان حضرات کا کفر دوسروں کی نسبت زیادہ سنگین ہونا چاہئے، اسلئے کہ ان لوگوں نے العیاذ باللہ ایک بے کفر و شرک پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کو جائز بھی قرار دیا۔

رہا طواف قبر کا مسئلہ تو ہمارے اصحاب میں سے شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب "الانتباہ فی سلاسل الاولیاء" میں اس کے جواز کا قول اختیار کیا ہے۔[2]

اور دعا عند القبور کے جواز کے مسئلے میں نواب صاحب اپنا دو ٹوک فیصلہ سناتے ہوئے عرض کرتے ہیں :

"اور اللہ سے دعا کرنے کا جواز کہیں بھی کسی مقام پر مشکوک نہیں......

...... بعض علماء کا قول ہے کہ نبی صلعم کی قبر اور اس کے علاوہ دیگر متبرک مقامات پر امید ہے کہ دعائیں جلد قبول ہوں گی، امام شافعی نے فرمایا: موسیٰ کاظم کی قبر ایک مجرب تریاق ہے[3]۔ شیخ ابن حجر مکی نے "القلائد"

---

[1] اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ زیارت قبور کیلئے شد رحال کے مسئلے میں غیر مقلدین شیخ ابن عبد الوہاب، ابن تیمیہ اور انکی جماعت سلفیہ کے مخالف ہیں۔ [2] ہدیۃ المہدی ص ۳۰، ۳۱

[3] قبروں سے برکت حاصل کرنے کے مسئلے میں غیر مقلدین کا یہی مذہب ہے جو اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ امام شافعی سے روایت کیا ہے، امام شافعی نے فرمایا: میں امام ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں، اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں امام کی قبر پر آتا ہوں اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرتا ہوں، میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے[1] اور واقدی کی روایت میں ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ وہ شہداء احد کی قبروں پر دعا کرنے کے لئے آیا کرتی تھیں[2]

مزید فرماتے ہیں:

"حسن بن حسن کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگا کر مجاوری کی تھی، اور سلف و خلف ہمیشہ سے صلحاء کے آثار و مشاہد ان کے کنوؤں اور چشموں سے برکت حاصل کرتے رہے ہیں، اور کسی نے نہیں کہا کہ ان چیزوں کو متبرک سمجھنا شرک ہے۔"[3]

اور سنئے فرماتے ہیں:

"حرم کعبہ کے علاوہ کسی دوسرے حرم کی تعظیم کے مسئلے میں بھی اس شخص نے بڑی فاش غلطی کی ہے، اس شخص کو معلوم نہیں کہ حرم مدینہ کی بھی وہی حیثیت ہے جو حرم مکہ کی ہے اور یہی وہ صحیح قول ہے جس پر تمام محدثین ہیں اور اسی کے قائل امام الائمۃ مالک بن انس ہیں، کاش یہ شخص مسلم کی حدیث کا مطالعہ کرلیتا تو ایسی بات زبان سے نہ نکالتا۔"[4]

---

[1] اس سے غیر مقلدین کے نزدیک اصحاب قبور سے استعانت و استمداد کا جواز، قبروں کا مقام استجابت ہونا نیز امام شافعی کے یہاں امام اعظم کا مقام و مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

[2] ہدیۃ المہدی ص ۳۲ [3] ایضاً ص ۳۴ و ۳۵

[4] اچھا! تو یہ محمد بن عبدالوہاب جو شیخ الاسلام والمسلمین کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں، مسلمانوں میں امام، حجۃ اللہ اور متقن کے القاب سے نوازے جاتے ہیں، انھوں نے صحیح مسلم پڑھی ہی نہیں، ملاحظہ [illegible] اصحاب توحید سے بغض و عناد اور ان کے خلاف بدترین عصبیت کی عکاسی کرتا ہے۔

آخر میں فرماتے ہیں:

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ امور جن کو یہ شخص شرک کہہ رہا ہے درحقیقت وہ شرک نہیں ہیں۔"

یہ ہے نواب وحید الزماں حیدرآبادی کا طرز تردید و تنقید، یہ طویل فصل پوری کی پوری نواب صاحب نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ان عقائد کیلئے وقف کر رکھی ہے جو عقائد غیر مقلدین سے متصادم ہیں اور اسی طرح ایک ایک عقیدہ کو شمار کر کے اس پر نقد کیا ہے، جس سے یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ غیر مقلدین اصحاب قبور سے تبرک و استعانت کے مسئلے میں اہل بدعات شیعوں اور بریلویوں سے رتی برابر پیچھے نہیں ہیں، بلکہ ان فرق ضالہ کی پوری پوری حمایت و موافقت کرتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود آج کا ابن الوقت ٹولہ ثیاب زور میں ملبوس ہوکر عوام و خواص کو اپنے خوبصورت نعرۂ توحید اور نعرۂ سلفیت سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جب کہ ہماری معروضات نے یہ ثابت کر دیا کہ انھیں توحید سے کوئی واسطہ نہیں اور توحید کو ان سے کوئی واسطہ نہیں، اہل سنت سے یہ کوسوں دور اور شیعوں خارجیوں اور بریلویوں سے کافی قریب ہیں۔

اس لئے اگر کوئی غیر مقلد یہ کہتا ہے کہ:

"تحریک اہل حدیث، ابن تیمیہ، محمد بن عبدالوہاب، شوکانی اور دہلوی کی تحریکوں کا سنگم ہے"

تو بلاشبہ یہ دعویٰ جھوٹ اور اس کے پس پشت بہت سے اغراض و مقاصد پوشیدہ معلوم ہوتے ہیں۔

تقلید کے باب میں غیر مقلدین کا شیخ ابن عبد الوہابؒ سے اختلاف

ہندوستان میں غیر مقلدین .. تقلید اور اہل تقلید ، کے ساتھ بغض و عناد کے خاص وصف میں سب سے ممتاز ہیں ان کی ساری کوشش اور تگ و دو صرف اسی میدان میں محصور رہتی ہے ، ان کا منظور نظر ہونے کیلئے بس تقلید کا منکر ہونا کافی ہے ، جو مقلدین کی مذمت اور ان کے ائمہ کی شان میں گستاخیاں کرے وہ ان کا دوست اور قریب ترین عزیز ہے [1]

یہ ابن عربی غیر مقلدین کے طبقے میں عزت و احترام کی نظر سے کیوں دیکھے جاتے ہیں ؟ انھیں خاتم الاولیاء ، کے گراں قدر خطاب سے کیوں نوازا جاتا ہے ، ان کے نظریۂ وحدۃ الوجود کو کیوں تسلیم کیا گیا ، ان کے ایمان فرعون کے قول کی کیوں تاویل کی گئی محض اس بنا پر کہ وہ تقلید اور اہل تقلید کی مخالفت میں بڑے پرجوش واقع ہوئے تھے [2]

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :

"آپ اتباع سنت ، ترک تقلید اور اجتہاد کے اس مقام پر تھے جسکے

---

[1] جو شخص تقلید و ارباب تقلید پر نقد کرے بس وہی ان کے یہاں ناشر توحید و داعیٔ سلفیت ہے اسلئے کہ توحید و سلفیت ۔اس جماعت کی اصطلاح میں نام ہی ہے ۔مذمت تقلید و مقلدین کا ۔ اور اس کے علاوہ ہر حرام ان کے یہاں حلال ، ہر خبیث پاکیزہ ، ہر گمراہی ہدایت ، ہر بدعت سنت حتی کہ قبروں کا طواف ، ان کو چھونا ، بوسہ دینا ، مجاوری کرنا سب جائز ، اگر اسی کا نام توحید و سلفیت ہے تو خدا کی پناہ اور اس پر خدا کی ہزار لعنت ۔

[2] الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۶۲ ۔

بیان سے زبان قلم عاجز ہے " [1]

اور جن حضرات نے تقلید کا جوا اپنی گردن میں ڈال رکھا ہے اور جنھوں نے دین و شریعت جیسے اہم اور بے حد نازک معاملے میں ائمہ مجتہدین متبوعین کے نشانِ راہ پر چلنے کو پسند کیا ہے وہ ان کے نزدیک اہل سنت و جماعت سے خارج اس آیت کے مصداق ہیں ؛

واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ ۔

ہمیں یہاں تقلید کے باب میں غیر مقلدین کے مذہب اور ان کے دلائل کا جائزہ لینا مقصود نہیں بلکہ ہمارا مقصود صرف اتنا ہے کہ ہم یہ واضح کردیں کہ غیر مقلدین نے تقلید کے تئیں جو رویہ اور موقف اختیار کیا ہے وہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ کے موقف سے متصادم ہے ۔ اس لئے کہ وہ تقلید کو نہ صرف جائز سمجھتے تھے بلکہ وہ عام و خاص ہر شخص کیلئے جو مرتبۂ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو تقلید کو واجب جانتے تھے ۔ اور بعینہٖ یہی مذہب علامہ ابن تیمیہؒ کا بھی ہے ، شیخ ابن عبد الوہابؒ اپنے ایک رسالہ میں تحریر کرتے ہیں :

" ہم بھی فروع میں امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب پر ہیں اور جو ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں ہم ان پر کوئی نکیر نہیں کرتے (اور جو ان کے علاوہ کی تقلید کرتے ہیں) تو چوں کہ دوسروں کے مذاہب منضبط اور محفوظ نہیں ہیں ، اس لئے ہم ان کو ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید پر مجبور کرتے ہیں ، ہم مرتبۂ اجتہاد کے مستحق نہیں ہیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اس کا دعوی کرتا ہے " [2]

---

[1] التاج المکلل ص ۱۸

[2] محمد بن عبد الوہاب وعقیدتہ السلفیہ ص ۵۶

اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ اکابر غیر مقلدین خود بھی اعتراف کرتے ہیں کہ محمد بن عبد الوہاب شیخ الاسلام والمسلمین ہونے کے باوجود امام احمد کے مقلد تھے۔

مولانا عبد اللہ محدث غازی پوری لکھتے ہیں:

"یہ عبد الوہاب جو وہابیوں کا مقتدا اور پیشوا تھا وہ امام احمد بن حنبل کا مقلد تھا۔"

مفسر قرآن علامہ ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

"بہت سے اہلحدیث تو جانتے بھی نہیں کہ عبد الوہاب کون تھا؟ اور کیسے اس کا ظہور ہوا؟ ہاں اتنا جانتے ہیں کہ وہ من جملہ مقلدین کے ایک مقلد تھا۔"

اس سلسلے کی آخری اور فیصلہ کن بات کہ محدث عبد اللہ غازی پوری نے مسئلہ ہی صاف کر دیا۔ فرماتے ہیں:

"وہابیوں اور غیر مقلدوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔"[1]

اکابر غیر مقلدین کے ان بیانات کے تناظر میں صاحب "جہود مخلصہ" کا وہ بیان کیسا مضحکہ خیز ہے جس میں تحریک اہل حدیث کو ابن تیمیہ، محمد بن عبد الوہاب، شوکانی وغیرہم کی تحریکات کا سنگ میل کہا گیا ہے۔

---

[1] ابتداء کتاب میں یہی اقتباسات مآخذ کے حوالوں کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں اسلئے یہاں ان کی نشاندہی ضروری نہیں سمجھی گئی۔

حرفِ آخر

معزز قارئین! آپ کے سامنے تفصیل کے ساتھ غیر مقلدین حضرات کے باطل اعتقادات پیش کئے گئے، اور اس جماعت کی کریہ المنظر تصویر جو تہ بہ دبیز پردوں میں چھپی ہوئی تھی، بڑی جد و جہد[1] کے بعد تمام پردوں کو ہٹا کر آپ کے سامنے رکھ دی گئی، اب آپ کے لئے طائفہ حاضرہ کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو گیا کہ یہ لوگ جو بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ، ہم ہی اہل توحید ہیں، سلفیت ہندوستان پاکستان میں ہم ہی سے زندہ ہے، اہل سنت و جماعت کی راہ پر صرف ہم چلتے ہیں، بدعات و خرافات کا قلع قمع کرنے کا بیڑہ صرف ہم نے اٹھا رکھا ہے، کتاب و سنت کا علم بردار کوئی اور نہیں صرف اور صرف ہم ہیں، شرک و کفر سے مقابلہ آرائی میں ہمارا کوئی شریک و سہیم نہیں، کیونکہ ہمارے ماسوا سب شرک میں ملوث ہیں۔ یہ سارے نعرے کس قدر بے روح، بے مغز اور سچائی سے دور ہیں۔

آخر کیا بات ہے کہ موجودہ ٹولہ جب اپنے اکابر کا تعارف کراتا ہے تو اپنے مدحیہ قصیدوں میں عظمت و بلندی کا قطب مینار نصب کر دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اور لوگوں کے دل و دماغ پر ان کے وقار و اعتبار کا سکہ جمانے کی جد و جہد کرتا ہے، ہم پوچھتے ہیں آخر یہ لوگ اتنے عظیم کیوں ہیں؟

---

[1] جد و جہد اسلئے کرنی پڑی کہ ان حضرات کے اصل مآخذ کے حصول میں کامیاب ہو جانا کچھ آسان کام نہیں تھا۔ بلکہ پتھرے جوئے شیر لانے کے مرادف تھا۔

کیا اس لئے کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے، ابن عربی سے عقیدت رکھتے تھے، سعودی امراء اور فرمانرواؤں کو متہم کرتے تھے۔ شیخ ابن عبدالوہاب سے برات کرتے تھے، اولیاء اللہ کو دست غیب اور قوت تصرف کا مالک گردانتے تھے، اور ان کے بارے میں بریلویوں اور گمراہ فرقوں جیسے عقیدے رکھتے تھے، قبروں کے طواف اور ان پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے تھے، قرآن کی تفسیر میں جمہور اہل سنت سے اختلاف کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عام انسانوں کی طرح ماں باپ سے تولد شدہ قرار دیتے تھے، تعویذ گنڈوں سے اشتغال رکھتے تھے، کرامتوں کے بیان سے دلچسپی رکھتے تھے، توسل کو روا رکھتے تھے۔ امام بخاری جیسی مسلمہ شخصیت بھی ان کے طعن سے محفوظ نہ رہ سکی تھی اور ان کے علاوہ بہت سے امور میں شیعہ، روافض، معتزلہ اور خوارج کے خطوط پر چلنا پسند کرتے تھے، کیا یہی وہ اسباب و عوامل ہیں جن کی بنا پر اکابر غیر مقلدین کی مدح و توصیف میں رائی کے پہاڑ بنائے جاتے ہیں۔ قارئین فیصلہ فرمائیں۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

غیر مقلدین کے تمام معتقدات و ضلالات کا استقصار مقصود نہیں تھا اور نہ اس عجالہ میں ممکن، بلکہ ہمارے پیش نظر صرف یہ تھا کہ اس طائفہ لا مذہبیہ کے ان عقائد کے صرف بعض نمونے امت کے سامنے آجائیں جنہیں یہ طائفہ اپنے مقاصد کی حصولیابی میں راہ کا کانٹا سمجھ کر بڑی خوش اسلوبی اور چابکدستی سے منظر عام سے ہٹانے میں مصروف عمل ہے، اس لئے تفصیل کے شائقین حضرات کو اصل کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی زحمت برداشت کرنا چاہیئے، اب ہمیں اجازت دیجیئے۔ والسلام

سُبحانک اللّٰھم وبحمدک ونشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک ونتوب الیک۔